طبع اول : مئی ۱۹۶۹ء

تعداد ۱۱۰۰

ناشر : سید امتیاز علی تاج ، ستارۂ امتیاز
ناظم مجلسِ ترقیِ ادب ، لاہور

طابع : سید اظہار الحسن رضوی

مطبع : مطبع عالیہ ۱۲۰/۵ ٹمپل روڈ ، لاہور

قیمت : [illegible] روپے

بعونِ صانعِ مکین و مکان بفضلِ خلاقِ زمین و زمان

۹۹

اُردو کا کلاسیکی ادب

رونق کے ڈرامے

مرتبہ

سید امتیاز علی تاج

ناشر

مجلسِ ترقیِ ادب نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

پروفیسر حمید احمد خاں صاحب

(وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی)

کے نام

اپنی اُس غلطی کی تصحیح کے شکریے کے ساتھ

جو ایک ڈرامے کا مقدمہ سنتے ہوئے

آپ کی ژرف نگاہی سے بچ نہ سکی

جلد پنجم
رونق کے ڈرامے
حصّہ اوّل

دیباچہ

ظریف نے طویل عمر پائی تھی - چنانچہ اردو کے کئی قابلِ ذکر ڈراما نویس ان کے ہم عصر ہیں - ان میں سب سے زیادہ مشہور رونق ہیں - رونق کا اگر عمر بھر نہیں تو عمر کے بشتر حصے میں تعلق صرف وکٹوریا ناٹک منڈلی سے رہا - اس منڈلی کے لیے انھوں نے کئی طبع‌زاد اور بہت سے پرانے کھیل از سرِ نو لکھے -

ان ہی کی زندگی میں بالی والا ۱۸۸۵ع کی نمایش کے موقع پر اپنی کمپنی انگلستان لے گیا تھا - اس زمانے میں وہاں عام پسند کے جو کھیل اسٹیج پر پیش کیے جا رہے تھے ، انھیں دیکھ کر اور ڈرامے کے ناشروں کے ہاں سے چھپے ہوئے ڈرامے لے کر کمپنی نے اپنے ملک کے تماشائیوں کے ذوق کی مناسبت سے چند ڈرامے منتخب کیے اور انھیں اپنے ساتھ لے آئی - وطن واپس آ کر یہ انگریزی ڈرامے استعمال میں لانے کے لیے رونق کے سپرد کیے گئے - رونق نے ان میں سے چند ڈرامے اخذ و ترمیم کے بعد اردو کے مروّجہ انداز کے مطابق نظم میں تحریر کیے - یہ ڈرامے نہ انگریزی میں کوئی مقام رکھتے تھے ، نہ اردو میں بلند پایہ قرار دیے جا سکتے ہیں - اتنی بات ضرور تھی کہ یہ ایک ایسے ملک کے ڈراما نویسوں کے سوچے ہوئے تھے جو ڈرامے کی تکنیک سے واقفیت رکھتے تھے اور بخوبی جانتے تھے کہ ڈرامے کی کیا

خصوصیات اسٹیج پر جا کر کھلتی اور تماشائیوں کے لیے لطف اندوزی کا موجب ہوتی ہیں ۔ چنانچہ اُن کے اسٹیج پر آنے سے گو ڈرامے نے کوئی قابل قدر ترقی نہ کی ، لیکن بہر حال ڈراما لکھنے اور تماشہ دیکھنے والوں ، (دونوں) کا ذوق ، سست رفتار داستانی تماشوں سے ہٹ کر ڈرامائی انداز کی لذتوں سے شناسا ہو گیا ۔

رونق کے ڈراموں کی جلد اول ''ہیر رانجھا'' ''عجائبات پرستان'' اور ''انصاف سلطان محمود غزنوی'' پر مشتمل ہے ۔ میرے کتب خانے میں ''ہیر رانجھا'' کے دو نسخے موجود ہیں ۔ ایک مہتا جمنا داس دوارکا داس کا بمبئی کا چھپا ہوا نسخہ ، جس پر میں نے کام کیا اور دوسرا فتح پور ہسوہ کا چھپا ہوا حافظ عبداللہ صاحب کا ترمیم کردہ نسخہ ، جس سے اول الذکر نسخے کی بعض طباعت کی غلطیاں رفع کرنے کا کام لیا گیا ۔ عجائبات پرستان اردو میں کبھی شایع نہ ہوا تھا ، صرف گجراتی رسم الخط میں چھپا تھا اور وہ بھی نایاب ہے ۔ مجھے اس کا علم جناب پروفیسر سید حسن صاحب صدر شعبۂ فارسی پٹنہ کالج (پٹنہ) کے مضمون ''محمود میاں رونق بنارسی'' سے ہوا جو جولائی ۱۹۵۴ع کے ''نوائے ادب'' میں شایع ہوا تھا ۔ میری درخواست پر سید حسن صاحب نے اپنا بہت سا قیمتی وقت صرف کرکے اسے خود اُردو رسم الخط میں منتقل کیا اور مجھے عنایت فرمایا ۔ اُن کی اس مخلصانہ امداد کے لیے میں اُن کا بے حد احسان مند ہوں ۔ تیسرا ڈراما ''انصاف سلطان محمود غزنوی'' میں نے اسکول کے زمانۂ طالب علمی میں محبوب حسین کی کارونیشن تھیٹریکل کمپنی کے اسٹیج پر بہت خوبی سے لاہور میں پیش ہوتے دیکھا تھا ۔ یہ ڈراما اُن کی کمپنی کے بہت مقبول اور معروف

تماشوں میں سے تھا ۔ غلام عباس صاحب نے مہربانی فرما کر اسے کسی پرانی کتابیں بیچنے والے سے میرے لیے حاصل کیا ۔

رونق کے ڈراموں کی دوسری جلد میں "ظلم اظلم" "خون عاشق" اور "چندا حور" شامل ہیں ۔ پہلے اور دوسرے کھیل کی نقلیں مجھے مشفق خواجہ صاحب کی مہربانی سے انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانے سے حاصل ہوئیں جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں ۔

مجھے اپنے پھوپھی زاد بھائی سید امیر حسین مرحوم سے معلوم ہوا تھا کہ بالی والا کی کمپنی بیسویں صدی کے آغاز میں جب لاہور آئی اور اس نے اپنے لیے نیلا گنبد کے علاقے میں عارضی منڈوا بنوایا تو "ظلم اظلم" اس کا مقبول تریں تماشا تھا ۔ مندرجہ بالا دونوں کھیلوں کے انداز سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہ عام پسند وکٹورین ڈراموں سے اخذ کرکے اردو میں لکھے گئے ہیں ۔ "چندا حور" کے متعلق البتہ وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ طبع زاد کھیل ہے یا کہیں سے اخذ کیا گیا ہے ۔ اس کھیل کا جنگلی مل (دہلی) کے ہاں کا چھپا ہوا نسخہ مجلس ترقی ادب لاہور کے کتب خانے میں موجود ہے ۔ اس ڈرامے پر جو محنت صرف ہوئی اس میں گوہر نوشاہی صاحب کے مشورے شامل رہے جس کے لیے میں ان کا احسان مند ہوں ۔

سید امتیاز علی تاج

محمود میاں رونق

بعض حضرات رونق کو بنارسی لکھتے ہیں لیکن جن لوگوں کو ان کے ڈرامے پڑھنے یا اسٹیج پر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ، وہ ڈراموں کی زبان کی خصوصیات کا خیال کر کے رونق کا بنارسی ہونا کسی طرح قبول نہیں کر سکتے ۔ رونق کی تحریروں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان میں دکنی محاورہ جگہ جگہ اتنی بے تکلفی سے استعمال ہوا ہے جو کسی ایسے اہل قلم کی تحریر میں نظر نہیں آتا جو تلاش روزگار یا کسی دوسری ضرورت سے دکن گیا اور پھر وہیں کا ہو کر رہ گیا ۔ اشعار تک میں دکنی محاورہ بے ساختگی سے آ جانا اسی صورت میں ممکن ہے کہ شاعر دکن میں پیدا ہوا ہو اور بچپن اور لڑکپن سے اس کے کان دکنی زبان سے مانوس رہے ہوں ۔

رونق کے مولد[1] کے سلسلے میں ایک ڈرامے "سیف سلیمانی" یا "معصوم معصومہ" کا ذکر اردو کے بعض رسائل کے مضامین میں

---

۱ ۔ اس موضوع پر پروفیسر سید حسن (پٹنہ) نے ، بمبئی کے سہ ماہی رسالہ "نوائے ادب" بابت جولائی ۱۹۵۴ع اور ڈاکٹر عبدالعلیم نامی نے "نوائے ادب" بابت ماہ اکتوبر ۱۹۵۳ع و جنوری ۱۹۵۴ع اور "ادب لطیف" بابت فروری ۱۹۵۳ع میں مفصل بحث کی ہے ۔

آ چکا ہے ۔ اُن میں لکھا گیا تھا کہ اس ڈرامے کے مالک حکیم محمد یوسف حسن مدیر "نیرنگ خیال" ہیں اور اِس کے سرورق کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ رونق کا مولد بنارس نہیں تھا ۔ یہ ڈراما حکیم صاحب موصوف نے از راہ شفقت مجھے عنایت فرما دیا اور میرے پاس محفوظ ہے ۔ یہ ڈراما ۱۸۸۰ع[1] میں ۲۶ × ۲۰ سائز کے سفید کاغذ پر اور بہ مقابلہ اُس زمانے کے دوسرے مطبوعہ ڈراموں کے خوش خط چھپا ہے ۔ اس کے سرورق کی عبارت یہ ہے :

"سیف سلیمانی

عرف

معصوم معصومہ

ناٹک

تصنیف منیف جناب میاں محمود خاں صاحب مرحوم متخلص

بہ رونق ولد احمد خاں مرحوم

ساکن احمد آباد ضلع دکن[2]

حسب فرمائش میاں جھنڈے خاں صاحب امرسری ایکٹر

چشمہ نور پریس امرتسر

میں باہتمام نرسنگھ داس طبع ہوئی

بار اول تعداد جلد ۵۰۰ ، قیمت ، کاغذ ڈمئی ۴ ۰/، کاغذ

سریرامپوری ۳ ۰/ -"

---

۱ ۔ طباعت کا یہ سنہ کتاب کے آخری صفحے پر درج ہے ۔

۲ ۔ حیدر آباد دکن کے کئی حضرات سے دریافت کیا ، برعظیم کے کئی شہروں کی کئی فہرستوں میں بھی تلاش کیا گیا مگر ضلع حیدر آباد کے اس شہر کا سراغ کہیں سے نہ مل سکا ۔

سرورق کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ۱۸۸۸ع میں یعنی رونق کے انتقال کے دو سال بعد تک انھیں بنارسی نہ لکھا جاتا تھا ۔ پھر نہ جانے کس شہادت کی بناء پر مصنفینِ ''ناٹک ساگر'' نے ۱۹۲۸ع میں انھیں بنارسی لکھنے کی ضرورت محسوس کی ؟ ادھر ڈاکٹر نامی باوجود یہ ثابت کرنے کے کہ رونق کا وطن احمد آباد (ضلع دکن) تھا ، کیوں انھیں بنارسی لکھنا ہی پسند فرماتے ہیں ؟ رونق کے متعلق منشی مہدی حسن احسن نے ''نامۂ احسن'' میں لکھا ہے :

''اِن کو میں نے نہیں دیکھا ۔ جب میں بمبئی پہنچا ہوں تو یہ بزرگ مر چکے تھے مگر ان کے ڈراموں کی شہرت ہندوستان کے مختلف شہروں میں پہنچی ہوئی تھی ۔ مصنفینِ ''ناٹک ساگر'' نے ان کو بنارسی لکھا ہے مگر میری معلومات میں یہ دکنی تھے ۔ ان کا لب و لہجہ بمبئی کے ساکنوں سے بہت ملتا جلتا ہے[1] ۔''

ڈاکٹر عبدالعلیم نامی[2] نے اس سلسلے میں پارسی وکٹوریا ناٹک منڈلی کے مالک خورشید جی بالی والا کے بھانجے دوراب جی دھن جی شاہ کھراس کی زبانی جو کمپنی کے منیجر تھے ، سنا :

''ان کا نام شیخ محمود احمد ، تخلص رونق اور ان کے آبا و اجداد کا وطن بنارس تھا ۔ چونکہ رونق اسی کمپنی میں ملازم تھے جس کے مینجر کھراس تھے اس لیے کھراس کے

---

۱ - اگر احسن کے بمبئی پہنچنے سے پہلے رونق کا انتقال ہو چکا تھا تو رونق کے لب و لہجہ کے متعلق اُن کے جملے کی صورت یہ نہ ہونی چاہیے تھی ۔

۲ - اردو تھیٹر ، جلد دوم ، صفحہ ۸۱ ۔

اس بیان کے مطابق رونق[1] کے بزرگوں میں سے کسی کا وطن بنارس ضرور ہو سکتا ہے ، لیکن جہاں تک رونق کا تعلق ہے ان کے دکنی نہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔ وہ دکن میں پیدا ہوئے ہوتے تو ظاہر ہے کہ کھراس بنارس سے صرف ان کے آبا و اجداد کا تعلق نہ بتاتے ۔ البتہ یہ ناممکن نہیں کہ بنارس سے بزرگوں کا تعلق ہونے کے باعث رونق اپنے کو بنارسی ہی لکھنا اور لکھوانا پسند کرتے ہوں ۔"

اس سلسلے میں دو باتیں واضح کر دینی نامناسب نہ ہوں گی: ایک تو یہ کہ ڈراما "سیف سلیمانی" کے سرورق پر جس احمد آباد کا ذکر ہے ، وہ گجرات کاٹھیاواڑ کا مشہور احمد آباد نہیں ہے ۔ اِس احمد آباد کے ساتھ بریکٹ میں "ضلع دکن" بھی لکھا ہے اور پھر گجرات کاٹھیاواڑ کے احمدآباد کی بولی کی خصوصیات رونق کے ڈراموں کی زبان سے بہت مختلف ہیں ۔ دوسری بات یہ کہ بقول کھراس کے وہ شیخ تھے اور "سیف سلیمانی" کے سرورق پر انھیں "محمود میاں خاں" لکھا ہے ۔ تو واضح ہونا چاہیے کہ دکن میں "خاں" کے لفظ سے صرف پٹھانوں ہی کو یاد نہیں کیا جاتا بلکہ یہ ایک تعظیمی لفظ ہے جس کا نام کے ساتھ اضافہ کر دینا دکن میں قرین شائستگی سمجھا جاتا ہے ۔

پروفیسر سید حسن صاحب (پٹنہ) کی تحقیق کے مطابق رونق کا انتقال ١٨٨٦ع میں ہوا تھا ۔ وہ لکھتے ہیں : "اس سلسلے[1] میں ہمیں سب سے زیادہ مستحکم سند خود رونق کی تصنیفات سے ملتی ہے ۔ ناٹک "فریب فتنہ" جو ١٨٨٦ع میں طبع ہوا ہے ،

---

١ ۔ از سہ ماہی رسالہ "نوائے ادب" (بمبئی) صفحہ ٣٧—٣٨ ۔

اس کے سرورق پر مصنف کا نام "منشی محمود میاں متخلص بہ رونق" لکھا ہے لیکن ناٹک "جفائے ستمگر" جو ۱۸۸۶ع میں دوسری بار طبع ہوا ، اس کے سرورق پر مصنف کا نام یوں درج ہے : "مرحوم منشی محمد میاں متخلص بہ رونق"۔ چند اور ناٹکوں پر بھی جو ۱۸۸۶ع کے بعد طبع ہوئے ہیں اور جن کی دوسری اشاعت ہے ، رونق کو "مرحوم ہی لکھا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رونق کا انتقال ۱۸۸۶ع میں ہو گیا تھا ۔ "فریب فتنہ" کی اشاعت اِس سال اُن کی موت سے پہلے اور "جفائے ستمگر" کی دوسری اشاعت موت کے بعد ہوئی ۔"

ڈاکٹر نامی اس سلسلے میں دوراب جی دھن جی شاہ کھراس کا یہ بیان تحریر فرماتے ہیں[1] : "انھوں (رونق) نے اکسٹھ سال کی عمر میں ۲۵ اپریل ۱۸۸۶ع مطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۲۰۳ھ کو بمبئی میں انتقال کیا ۔ اس طرح وہ کم و بیش ۱۸۲۵ع میں پیدا ہوئے تھے ۔"

اس بیان میں رونق کی عمر ۶۱ سال بیان کی گئی ہے اور اس سے ان کے پیدائش کے سنہ کا تعین کیا گیا ہے ، مگر میری دانست میں کھراس کے بیان کا یہ حصہ محل نظر ہے ۔ کھراس اگر رونق کے زمانے میں کمپنی کے مینجر تھے تو رونق کے انتقال کے وقت وہ تیس سال سے کیا کم ہوں گے ۔ ادھر نامی صاحب نے ان سے معلومات غالباً ۱۹۵۰ع کے لگ بھگ فراہم کی ہوں گی[2] ۔ جو شخص ۱۸۸۶ع میں تیس سال کا تھا ، وہ ۱۹۵۰ع میں کچھ نہیں تو نوّے سے اوپر پہنچ چکا ہوگا ۔ ایسے ضعیف العمر شخص کے بیان کیے ہوئے سب حالات آنکھیں بند کر کے

۱ ، ۲ - اردو تھیٹر ، جلد دوم ، صفحہ ۸۱ -

قبول کر لینا مناسب نہ ہوگا ۔ انھیں صحیح مان بھی لیا جائے تو یوں رونق کی زندگی کے بعض واقعات ، ان کی عمر اور بمبئی کی تھیٹریکل دنیا کے حالات کے مطابق درست معلوم نہیں ہوتے جس پر آگے اظہار خیال کیا جائے گا ۔ رونق کی زندگی کے باقی واقعات جو ڈاکٹر نامی کو کھراس کی زبانی معلوم ہوئے یہ ہیں[1] :

"رونق کی عمر اٹھارہ سال کی تھی کہ اِن کے والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور یہ اپنی نانی کے ہمراہ دکن سے جہاں اِن کے آبا و اجداد نے عارضی بود و باش اختیار کر لی تھی ، شمالی ہند کی طرف روانہ ہوئے ۔ چندے ناگ پور میں قیام کیا ۔ اس کے بعد بمبئی آئے اور قدیم گورنمنٹ ہاؤس واقع پریل کی ایک کاٹن مل میں ملازم ہو گئے ۔ کچھ ذاتی شوق اور کچھ نئے ماحول نے نوجوان محمود کو مجبور کیا کہ وہ محلے کی ایک محفل میں قرآن شریف اردو اور فارسی پڑھیں ۔ محمود کی علمی صلاحیت جس قدر بڑھتی گئی، اسی قدر ان میں ذہنی اور فکری شعور پیدا ہوتا گیا ۔ وہ آہستہ آہستہ مل میں جابر بن گئے لیکن شعر و شاعری کے چسکے اور پلے ہاؤس کے چکروں نے ان کی دنیا ہی بدل ڈالی اور ان کا رجحان تھوڑے عرصے میں تھیٹر کی طرف ہو گیا ۔"

بعض دوسرے ذرائع سے جن کا حوالہ واضح طور پر نہیں دیا گیا ، ڈاکٹر نامی تحریر فرماتے ہیں[2]: "رونق نے صرف پارسی وکٹوریا ناٹک منڈلی میں ملازمت کی ۔ اس میں وہ اداکار کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور اس کے اسٹیج پر وہ خودکشی کے مرتکب ہوئے . . . رونق نے طالب بنارسی کی طرح اپنی پوری

---

۱ - اردو تھیٹر ، جلد دوم ، صفحہ ۸۱ - ۲ - صفحہ ۸۳ -

زندگی پارسی وکٹوریا کی خدمت میں گزاری[1] اور کبھی دوسری کمپنی کے لیے کوئی ڈراما نہیں لکھا ۔ البتہ بعض کمپنیوں نے ان کی زندگی ہی میں ان کے بعض ڈرامے اپنے نام سے چھپوائے تھے یا سٹیج بھی کرتے تھے ۔''

رونق کی وفات کے متعلق ڈاکٹر نامی نے زیادہ تفصیلات اپنے ایک مضمون میں بیان فرمائی ہیں جو رسالہ ادب لطیف میں شائع ہوا تھا[2] :

''بائی ممتی بائی (خورشید جی بالی والا کے بھانجے دوراب جی دھن جی شاہ کھراس کی بیوی) نے بیان کیا ہے کہ رونق کی بیوی بہت ہی آوارہ اور بدچلن تھی اور بار بار تنبیہ کے باوجود اپنی شرم ناک حرکتوں سے باز نہیں آتی تھی ۔ رونق اس کو مارتے پیٹتے اور زد و کوب کرتے لیکن وہ ذرّہ برابر بھی پروا نہ کرتی تھی ۔ رونق نے انوار کی سہ پہر کو جب کہ ''عاشق کا خون عرف دامن پر دھبّا'' اسٹیج ہو رہا تھا ، اپنے ہاتھ سے اپنی گردن استرے سے کاٹ لی ۔ تماش بینوں نے پہلے اسے ایکٹنگ سمجھا لیکن جب ونگس سے اداکار دوڑ پڑے اور ہر طرف سے شور و غل بلند ہوا تو تماشائی گھبرا گئے اور بھاگنے لگے ۔ فوراً ڈراپ ڈال دیا گیا ۔ دوراب جی کو اطلاع بھیجی گئی ۔ وہ پریشان حال آئے ۔ کمپنی کی طرف سے کفن دفن کا انتظام کیا گیا ۔ اداکاروں کے علاوہ سینکڑوں

---

۱ ۔ مگر صفحہ ۸۳ کی سطر ۲ میں ڈاکٹر نامی ، رونق کے منڈلی سے علیحدہ ہو جانے کا ذکر بھی کرتے ہیں ۔

۲ ۔ ادب لطیف ، بابت فروری ۱۹۵۶ء ، صفحہ ۱۸ ۔

تماشائیوں نے شرکت کی ۔ اڑے قبرستان میں ان کو سپرد خاک کر دیا گیا ۔"

رونق کی زندگی کے یہ ہیں کل حالات ۔ لیکن اگر ان کی پیدائس ۱۸۲۵ع کی اور عمر ۶۱ سال سمجھی جائے تو اس سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں جن میں سے بعض پر یقین کرنے میں تامّل ہوتا ہے :

۱ ۔ رونق نے اپنے وطن احمد آباد سے ۱۸۴۳ع میں ہجرت کی تھی :

۲ ۔ کرت شالا تھاپک منڈلی نے ۱۸۶۷ع، ۱۸۶۸ع میں وکٹوریا ناٹک منڈلی کا نام اختیار کیا تھا ۔ ۱۸۷۰ع میں دادی پٹیل اِس منڈلی کے مالک بنے اور اردو تماشے پیش کرنے کی طرف متوجہ ہوئے ۔ چنانچہ رونق کو منڈلی میں اداکار کے طور پر اگر ملازم رکھا جا سکتا تھا تو ۱۸۷۰ع سے پہلے اس کا کوئی امکان نہ تھا ۔ اُس وقت رونق کی عمر ۴۵ سال ہونی چاہیے تھی ۔

۳ ۔ ڈراما ''خورشید'' ۱۸۷۸ع میں اسٹیج پر آیا تو رونق کی عمر ۴۶ اور "نورجہاں" اسٹیج پر آنے کے وقت ۴۷ سال تھی ۔ ان کھیلوں کے اہم کردار جن ایکٹروں نے ادا کیے ، وکٹوریا ناٹک منڈلی کے چھاپے ہوئے ڈراموں میں اتفاق سے ان سب کے نام درج ہیں ۔ ان میں سے کسی کردار کے سامنے رونق کا نام نہیں ہے ۔ لیکن کہا جا سکتا ہے کہ انھیں کسی اہم کردار کا پارٹ نہ مل سکا ہوگا بلکہ انھوں نے چوب دار ،

چور یا سپاہی کی قسم کے کسی ادنٰی کردار کا پارٹ کیا ہوگا۔
لیکن اس سلسلے میں یہ بات نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ
تھیٹر کی دنیا پر جب پارسی ہی پارسی چھائے ہوئے تھے اور
جب اردو ڈراما اور راگ ناٹک پیش کرنے کی مخالفت میں پارسی
اخباروں اور رائے عامہ میں ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان میں
پارٹ کرنے کے لیے پارسی ایکٹر میسر نہ آ سکیں گے[1]۔ اور
جب انھیں اہم کرداروں تک کے لیے مناسب پارسی ایکٹر میسر
آ جاتے تھے یا محنت کر کے انھیں اہم کردار ادا کرنے کے
قابل بنا لیا جاتا تھا تو ادنٰی کرداروں کے لیے کسی غیر پارسی
اداکار کو ملازم رکھنا اور وہ بھی ایسے شخص کو جو پچاس کی
عمر کو پہنچ رہا تھا، کچھ یقین آنے کی بات معلوم نہیں ہوتی۔

۳۔ رونق کا پہلا ڈراما "بےنظیر بدر منیر" جو غالباً آرام
کے اِسی نام کے ڈرامے کی ترمیم شدہ صورت تھی، ۱۸۷۹ع میں
اسٹیج پر آیا۔ اس وقت رونق کی عمر ۴۵ سال ہونی چاہیے۔
۱۸۷۹ع سے ۱۸۸۶ع تک یعنی سات سال کی قلیل مدّت میں
رونق نے جو ڈرامے لکھے، اُن کی تعداد دو درجن سے زیادہ
بتائی جاتی ہے۔ ۴۵ سالہ شخص کا اور ایک ایسے شخص کا جسے
بیوی کی آوارگی کے باعث اطمینان و سکونِ قلب بہت کم
میسر آتا ہوگا اور جو اس درجہ عصبی المزاج بھی تھا کہ
آخر میں خود کشی کا مرتکب ہوا صرف سات سال کی مدت
میں اتنے زیادہ ڈرامے لکھ جانا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

۱۔ اردو تھیٹر، جلد اول، صفحہ ۳۴۶-۳۴۷۔

۵ - مِتّی بائی صاحبہ کے بیان کے مطابق ڈراما ''عاشق کا خون'' میں پارٹ کرتے ہوئے جب رونق نے اپنی گردن اُسترے سے کاٹی تو ان کی عمر ۶۱ سال تھی - اول تو اس عمر کو پہنچ کر ایکٹر اسٹیج کا کام عموماً ترک کر دیتے ہیں - دوسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ اسی عمر میں اور ڈراما ''عاشق کا خون'' ہی میں پارٹ کر رہے تھے ، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انھیں کس کردار کا پارٹ ملا تھا ؟ اس ڈرامے میں نہ کسی ایسے بزرگ شخص کا کردار ہے جس کے لیے ایک اکسٹھ سالہ ایکٹر کو موزوں سمجھا جا سکتا ، نہ اس کھیل میں کوئی مرد کردار اسٹیج پر خودکشی کا ارتکاب کرتا ہے - اور اگر پلاٹ سے بے تعلق یوں ہی کھڑے کھڑے خودکشی کر لینی تھی تو اس کے لیے ایک اکسٹھ سالہ ایکٹر کا تھیٹر کے اسٹیج کو تماشے کے دوران پسند کرنا کچھ بے معنی سی بات معلوم ہوتی ہے -

اس سلسلے میں جناب احسن اپنے ''نامۂ احسن'' میں تحریر فرماتے ہیں :

''شاعر عموماً عاشق مزاج ہوتے ہیں - اِس خصوصیت سے جنابِ رونق بھی محروم نہیں - سنا جاتا ہے کہ ''عاشق کا خون'' لکھ رہے تھے اور کسی محبوب کے ستائے ہوئے تھے - جفا شعار معشوق کی کج ادائی کی تاب نہ لا سکے اور اُسترے سے گلا کاٹ کر مر گئے - ''عاشق کا خون'' نکلنے سے پہلے خون عاشق کی خبر باہر نکلی - ہرمز جی بیلی کی زبان نے واقعات قلم بند کیے ہیں - واللہ اعلم بالصواب -''

جناب احسن رونق کی خودکشی کے صرف سات سال بعد

بمبئی پہنچے تھے ۔ اگر رونق نے اسٹیج پر جان دی ہوتی تو
سات سال کے عرصے میں لوگ ایسے غیر معمولی واقعے کو بھولے
نہ ہوتے ۔ باقی یہ اطلاع جناب احسن کو صحیح نہیں ملی کہ
رونق نے "عاشق کا خون" لکھنے کے زمانے میں خود کشی
کی ۔ اس امر میں شک و شبہے کی گنجائش نہیں کہ یہ ڈراما
ان کی خود کشی سے پہلے اسٹیج پر آ چکا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ رونق کی بیوی کی بدکرداری ، عاشق کا خون کے نام ،
اس ڈرامے کے موضوع اور رونق کی خود کشی ، ان سب باتوں
نے مل کر رفتہ رفتہ بعض غلط فہمیاں پیدا کر دیں ۔

رونق کی شخصیت اور ذہنی و فکری کیفیات کے ڈھب
سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے یہاں بہت اختصار سے یہ بیان
کر دینا شاید نامناسب نہ ہو کہ خود کشی عموماً کس قسم کے
لوگ کیا کرتے ہیں ۔

خود کشی کا بہانہ ، خواہ زندگی کا کوئی ہی واقعہ بن
جائے ، اس کا ارتکاب اُن ہی لوگوں سے عمل میں آتا ہے جو
فتورِ اعصاب کے مختلف النوع امراض میں مبتلا ہوتے ہیں ۔ ان
کی طبیعت میں پختگی و بلوغت کبھی نہیں آنے پاتی بلکہ مستقل
طور سے طفلانہ پن ان پر مسلّط رہتا ہے ۔ یعنی عمر کے ساتھ
ساتھ وہ جذباتی اعتبار سے نہیں بڑھنے پاتے ۔ ہمیشہ طرح طرح
کی ایسی الجھنوں کا شکار رہتے ہیں جو سب کی سب معلوم
سچی ہوتی ہیں ، خواہ واقعات تشریح کے کیسے ہی محتاج کیوں
نہ قرار دیے جا سکتے ہوں ۔

نشو و نما پانا فی الحقیقت بے حد دشوار عمل ہے ۔ انسان
جنم لیتا ہے تو اُس کی بہت سی ضروریات ایسی ہوتی ہیں جنھیں

پورا کرنے کے ذمہ دار وہ لوگ ہوتے ہیں جو اُس کے ساتھ رہتے ہیں ۔ زندگی میں اُس کا سفر طویل اور کچھ کم دسوار نہیں ہوتا ۔ خوش نصیب ہے وہ بچہ جسے سازگار حالات میسر آ جائیں اور جس کے بزرگ ایسے ہوں جو اس کی طبعی و جذباتی نگہداشت کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس رکھتے ہوں ۔ لیکن دنیا میں آنے کے بعد اگر بچے کی جذباتی ضروریات پوری نہ ہوتی رہیں ، اپنے ہی خاندان میں وہ ناخواندہ مہمان کی سی حیثیت رکھتا ہو ، کوئی جس کا پرسان حال نہ ہو ، جسے ایسا ماحول ملے جس میں سرد مہری اور بے توجہی کا دور دورہ ہو ، ایسے بچوں میں عناد ، غصے ، نفرت اور یاس انگیزی کے خیالات کثرت سے پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں جو کہ دب جانے کی وجہ سے احساس گناہ پیدا کر دیتے ہیں اور جو اس کے لیے اطمینان کی زندگی بسر کرنے کا کوئی امکان باقی نہیں چھوڑتے ۔ بلوغت کی عمر کو پہنچنے کے بعد اس پر اضمحلال و افسردگی کے دورے پڑنے کا میلان پیدا ہو جاتا ہے ۔ اس قسم کی اذیت بخش کیفیات میں محصور ہو کر وہ بعض اوقات خود کشی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے ۔

رونق کے حالات زندگی تو کسی سے فراہم نہ ہو سکے لیکن رونق کے ملنے جلنے والوں سے اگر اُن کی روزمرہ زندگی کے انداز کے متعلق کچھ معلومات جمع کر لی جائیں تو خود کشی کے انجام کے باعث اُن کی شخصیت کی کئی اہم باتیں ایک حد تک بوجھنے کی کوشش ضرور کی جا سکتی تھی ۔ اتنا تو ظاہر ہے کہ اگر اُنھوں نے متوازن ذہنیت پائی ہوتی تو بیوی کی آوارگی اور بدچلنی کا یہ علاج انھیں سوجھ سکتا تھا کہ بیوی کو

طلاق دے کر الگ کر دیتے، لیکن ان کے بوڑھے سینے میں تو ایک بچے کا دل دھڑک رہا تھا ۔ بیوی کی بدکرداری اور آوارگی سے وہ بچہ دل نہ معلوم اپنی ماں کی کس گئی گزری بے پروائی اور عدم توجہی کا زخم ہرا ہو جانے سے بے اختیار تڑپ اٹھا ہوگا ۔ اور کیا معلوم ابی اندرونی افسردگی و تنہائی ہی کے ردعمل کے طور پر انھوں نے اپنا تخلص بھی رونق رکھ لیا ہو ۔

رونق کا قد درمیانہ تھا ، بدن گٹھا ہوا ، داڑھی گول تھی ، لباس شیروانی اور پاجامہ اور چوگوشیہ ٹوپی تھی ۔ ڈرامے کی ریہرسل میں ہر روز باقاعدہ نہ آتے ، ضرورت پڑتی تو بلا لیے جاتے تھے[1] ۔ ان کے ڈراموں کے متعلق جناب احسن "نامۂ احسن" میں لکھتے ہیں :

"منشی رونق صاحب کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت ذکی ، نہایت طبیعت دار اور بڑے جدید الذہن تھے ۔ فی الجملہ جوہر علم سے بھی آراستہ نظر آتے ہیں ۔ تخیلات شاعری ارفع و اعلیٰ تھے ۔ ان کی نظم بحیثیت تخیل پاکیزہ و گراں بہا ہے مگر بحیثیت زبان و فن کمزور ہے ۔ زبان اردو کی خامی[2] جا بجا محسوس ہوتی ہے لیکن جذبات انسان کے مصوّر ہیں ۔ ان کی کلیات کو شیخ عبداللہ صاحب

---

۱ ۔ ریڈیو پاکستان کے پرانے طبلچی محمد طفیل کے چچا حسین بخش سے سنا ہے جن کا اب انتقال ہوچکا ہے ۔ یہ بچپن میں اُسی کمپنی میں ایکٹر تھے جس کے ڈراما نگار رونق تھے ۔

۲ ۔ ایک دکنی مصنف اگر اپنی تحریر میں دکنی زبان اور محاورہ استعمال کرتا ہے تو اس کے لیے "خامی" کا لفظ استعمال نہ کیا جانا چاہیے ۔

نے اصلاح دے کر اپنی ملک بنا لیا ہے ۔ اتفاقات سے
اِن کو پلاٹ بہت اچھے اچھے دستیاب ہوئے ہیں ۔ ان کے
شاعرانہ خیالات ہندوستانی ترقع سے بالاتر ہیں ۔ اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو خود ہی الجملہ علم انگریزی سے
ماہر تھے یا کسی ذریعے سے ان کو مغربی اہل قلم کے
ترجمے مل جاتے تھے[1]۔ یہ نکتہ بہت عمیق ہے ، ذکی الحس
شاعر فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ترجمہ کسی انگریزی
خیال کا ہے کیونکہ ترجمہ پیکر ثانی قبول کرنے کے
بعد اپنے منقول عنہ کی جھلک دیتا ہے مگر یہ امتیاز
ارباب تحقیق کا حق ہے ۔ ان کے ڈرامے میں غزلیں بھی
ہیں اور غزل کی زمین تجویز کرنے میں ان کو ایک خاص
ملکہ تھا ۔"

رونق کی تصانیف

۱ ۔ بے نظیر بدر منیر :

تین ایکٹ کا ڈراما ، پہلی بار اگست ۱۸۷۹ع میں بمبئی میں سٹیج ہوا ۔ (بحوالہ فہرست برٹش میوزیم لائبریری) ۱۸۸۰ع کا نسخہ نامی صاحب کی لائبریری میں ہے ، خان صاحب نسروان جی مہروان جی آرام نے بھی ڈراما پارسی و کٹوریا منڈلی کے لیے ۱۸۷۲ع میں لکھا تھا ۔ غالباً کمپنی نے رونق سے

---

۱ ۔ این گدابیست کہ در شہر شما نیز کنند ، جناب احسن کا ڈراما "شریف بدمعاش" غالباً اور "چلتا پرزہ" یقیناً انگریزی کے عامیانہ وکٹورین ڈراموں سے ماخوذ ہے ۔

از سر نو لکھوایا ۔ آرام کا ڈراما پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے ۔ اس سلسلے کے متن میں اسی سے استفادہ کیا گیا ہے ۔

اندرونی سرورق پر ۱۸۶۷ع کے پچیسویں ایکٹ کے مطابق رجسٹر ہونے کا اعلان ہے اور تمام حقوق وکٹوریا ناٹک منڈلی کے مالکان کے نام محفوظ ہیں ۔

حافظ عبداللہ نے اسی ڈرامے کو ترمیم کے بعد اپنے نام سے شائع کیا ۔ فقیر محمد نیغ نے گجراتی رسم الخط سے اردو رسم الخط میں منتقل کیا ۔

۲ ۔ لیلیٰ مجنوں :

اس منظوم ڈرامے پر ۱۸۷۹ع درج ہے (بحوالہ فہرست برٹش میوزیم) تاریخ مذکورہ سے کئی برس پہلے سٹیج ہوا تھا ۔ حافظ عبداللہ نے اسے از نو لکھا دل لکھنوی نے (۱۹۲۶ع) اور نشتر لکھنوی نے (۱۹۳۱ع) میں از سر نو لکھا ۔

۳ ۔ انجام الفت عرف ہمایوں ناصر :

چار ایکٹ میں ۔ سنہ اشاعت ۱۸۸۰ع (بحوالہ فہرست برٹش میوزیم) نامی صاحب کا نسخہ ۱۸۸۵ع کا ہے اور دوسری بار شائع ہوا ہے ۔ فقیر محمد نیغ نے گجراتی رسم الخط سے اردو رسم الخط میں منتقل کیا ۔ غلام حسین ظریف نے اپنی تالیف کے طور پر شائع کیا ہے ۔

۴ ۔ پورن بھگت :

دو ایکٹ کا ڈراما ۔ سنہ اشاعت ۱۸۸۰ع (بحوالہ فہرست برٹش میوزیم) ۔

۵ ۔ سیف السلیمان عرف معصوم معصومہ :

تین ایکٹ کا منظوم ڈراما بحوالہ فہرست برٹش میوزیم سنہ اشاعت ۱۸۸۰ع ۔ پہلی بار اسٹیج ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۰ع کو ہوا ۔ حافظ عبداللہ اور غلام حسین ظریف نے بہ ادنٰی ترمیم اپنے اپنے نام سے سائع کیا ۔

۶ ۔ ستم ہامان عرف فریب عزرائیل :

دو ایکٹ کا منظوم ڈراما سنہ اساعت ۱۸۸۰ع (بحوالہ فہرست برٹس میوزیم) ۔

حافظ محمد عبداللہ ، غلام‌حسین ظریف ، مولوی بخش الٰہی نے بہ ادنٰی نرمیم اپنی تالیف کے طور پر شائع کیا ۔ کریم‌الدین بریلوی نے ۱۸۸۵ع میں از سر نو لکھا اور گلستان خاندان ہامان نام رکھا ۔

۷ ۔ عاشق صادق عرف ہیر رانجھا :

دو ایکٹ کا منظوم ڈراما ۔ سنہ طباعت ۱۸۸۰ ع (فہرست برٹش میوزیم) نامی صاحب کا نسخہ ۱۸۸۶ع کا ہے ۔ حافظ عبداللہ اور عبدالعزیز نے بہت ادنٰی ترمیم کرکے اسے اپنی تالیف کے طور پر شائع کیا ۔

۸ ۔ حاتم بن طے عرف افسر سخاوت :

دو ایکٹ کا منظوم ڈرامہ (تاریخ نا معلوم)

۹ ۔ طلسم زہرہ عرف رنج کا بدلہ گنج :

تین ایکٹ کا منظوم ڈراما ۔ سنہ اشاعت ۱۸۸۲ع (لائبریری نامی صاحب) یکم اگست کو سٹیج ہوا ۔

۱۰ ۔ فسانۂ عجائب عرف جان عالم انجمن آرا :

منظوم ڈراما ۲۹ اپریل کو پہلی مرتبہ اسٹیج ہوا ۔ سنہ اشاعت ۱۸۸۲ع (نسخۂ نامی صاحب) ۔

حافظ عبداللہ ، نظیر اکبر آبادی ، محمد بن گوہر مرادآبادی اور طالب نے ادنٰی ترمیم کرکے اپنی تالیف بنا لیا ۔

۱۱ ۔ انصاف محمود شاہ عرف ظلم عمران روسیاہ :

دو ایکٹ اور بیس سین کا ڈراما ، تمام منظوم ، سولھواں حصہ نثر میں سنہ اشاعت ۱۸۸۲ع (برٹش میوزیم و انڈیا آفس) ۱۸۳۸ع (نسخۂ نامی)

سنا ہے طالب نے اسے نئی طرز سے لکھا مگر یہ دیکھنے میں نہیں آیا ۔

۱۲ ۔ عجائبات پرستان عرف بہارستان عشق :

منظوم ڈراما ، سنہ اشاعت ۱۸۸۳ع ۔ حافظ محمد عبداللہ نے ۱۸۸۳ع میں انڈین امپریل تھیٹریکل کمپنی کے لیے مقام دھول پور میں "ہوائی مجلس ہفت نیرنگ طلسم عرف عجائبات پرستان" کے نام سے لکھا مطبع الٰہی آگرہ میں چھپا ۔

۱۳ ۔ ظلم اظلم عرف جیسا بونا ویسا پانا :

دو ایکٹ کا ڈراما ، ۱۸۸۳ع ۱۶ جون کو پہلی بار دکھایا گیا ہے ۔ حافظ عبداللہ ، ظریف اور سید بزرگ شاہ بزرگ نے بہت ادنٰی ترمیم کر کے اپنی تالیف بنا لیا ۔

۱۴ ۔ خواب گاہ عشق عرف بیداد وحشت :

چار ایکٹ کا منظوم ڈراما ۱۸۸۳ع (نسخۂ نامی) ۔

۱۵ ۔ خواب محبت عرف نادان کی دوستی اور جی کا جنجال :

۱۸۸۳ء (نسخۂ نامی) ۱۸۸۶ء (ایک دوسرا نسخہ)
محمد عبدالوحید قسر رام پوری نے ''نیرنگ الفت عرف خواب محبت'' کے نام سے اپنی تالیف کے طور پر ۱۸۹۰ء میں شائع ۔ ڈراما سو فیصد روپنس سے ماخوذ ہے ۔

۱۶ ۔ غرور رعد شاہ عرف چندہ حور و خورشید نور :

۳۰ ستمبر ۱۸۸۵ء (لائبریری پروفیسر سید حسن)
۱۸۹۰ء (پرنس ادارہ میوزیم) دو ایکٹ کا ڈراما ۔

۱۷ ۔ سنگین بکاولی :

منظوم ڈراما دو ایکٹ ۱۸۸۶ء (نسخۂ نامی)

۱۸ ۔ نقش سلیمانی عرف شدادی بہشت :

۱۸۸۸ء (لائبریری پروفیسر سید حسن) بخط گجراتی ۔

۱۹ ۔ فریب فتنہ عرف چاہت زر :

۱۸۸۵ء (پہلی بار اشاعت امکانی) ۱۸۹۹ء اشاعت بار سوم
۱۸۸۶ء (نسخۂ گجراتی پروفیسر سید حسن) ۔

۲۰ ۔ جفائے ستم گر عرف گھڑی کی گھڑیال :

گجراتی نسخہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء (لائبریری پروفیسر سید حسن)

۲۱ ۔ کال کا بھوگ عرف گھڑی کی گھڑیال :

مزاحیہ ، چار ایکٹ، مطبوعہ دہلی ۱۸۹۰ء ۔

۲۲ ۔ نور الدین اور حسن افروز :

مزاحیہ ، ایک ایکٹ ، مطبوعہ دہلی ۱۸۹۰ع۔ حافظ عبداللہ و بزرگ نے اپنے نام سے شائع کیا ، دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا ۔

۲۳ ۔ چمبیلی گلاب :

مزاحیہ ۱۸۸۰ع ، مقام بمبئی ۔ بخط گجراتی ۔ حافظ عبداللہ نے اپنے نام سے شائع کیا ، دیکھنے کا موقع نہیں ملا ۔

۲۴ ۔ میاں پسو اور بیوی کھٹمل :

مزاحیہ ، بخط گجراتی مطبوعہ ۱۸۹۶ع ۔ مقام بمبئی[1] ۔

--- ★ ---

پروفیسر سید حسن نے رونق کی تصانیف کی جو فہرست اپنے مضمون میں درج کی ہے ، اس میں محمود غزنوی کے متعلق ایک ڈراما "انصاف محمود شاہ" کا نام لکھا ہے ۔ یہ ڈراما اس انتخاب میں شامل ہے ۔ رونق کے ڈراموں کی جو فہرست نامی صاحب

---

۱ ۔ یہ معلومات اردو تھیٹر حصہ دوم مصنفہ نامی اور فہرست برٹش میوزیم مرتبہ بلوم ہارٹ سے لی گئی ہیں ۔

نے اردو تھیٹر حصہ دوم میں درج کی ہے ، اس میں انھوں نے محمود شاہ کے متعلق دو ڈراموں کے نام لکھے ہیں ۔ ایک ''انصاف محمود شاہ غزنوی عرف "اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے" کا نام اور دوسرا ''انصاف محمودشاہ عرف ظلم عمران روسیہ" کا نام ۔ اس کے ساتھ غلطی سے انھوں نے پہلے ڈرامے کا پلاٹ وہ لکھا ہے جو ''فسانہ عجائب'' کا ہے اور دوسرے ڈرامے کا پلاٹ وہ لکھا ہے جو خونِ عاشق کا ہے ۔ میرے خیال میں ڈاکٹر نامی کو کچھ غلط فہمی ہوئی ورنہ یہ دونوں ایک ہی ڈرامے کے نام معلوم ہوتے ہیں۔ پہلے ڈرامے کا عرف ''اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے" ہے ۔ یہی موضوع دوسرے ڈرامے کا ہے علاوہ ازیں پہلے ڈرامے کے متعلق ڈاکٹر نامی نے لکھا ہے کہ حافظ عبداللہ نے اسی ڈرامے کو ایسے الفاظ میں منظوم کیا اور محمود شاہ نام رکھا ۔ حافظ عبداللہ نے جو ڈراما منظوم کیا وہ بھی دوسرا ہی ہے ۔ یوں رونق کی تصانیف میں سے ایک ڈراما خارج ہو جاتا ہے اور اس کے خارج ہو جانے سے رونق کے ڈراموں کی تعداد ۲۳ رہ جاتی ہے ۔

ڈاکٹر نامی کی فہرست میں ڈراما "کالکا بھوگ" کا عرف ''کھیڑی کی گھڑیال" ہے ۔ پروفیسر سید حسن کی فہرست میں "کالکا بھوگ" کے ساتھ ڈراما "جفائے ستم گر" کا عرف بھی ''گھڑی کی گھڑیال"لکھا ہے ۔ ایک ہی مصنف کے ایسے دو ڈراموں کا جو صرف چار سال کے وقفے سے اسٹیج پر آئے ہوں ، ایک ہی عرف ہونا قرین قیاس نہیں ۔ میرے خیال میں ''جفائے ستم گر'' کا عرف کچھ اور ہوگا ۔

فہرست

ڈرامے :

سانحۂ دل گیر

عرف

رانجھا ہیر

تبصرہ

برٹش میوزیم کی فہرست کتب میں "سانحۂ دل گیر عرف رانجھا ہیر" کی طباعت کی تاریخ ۱۸۸۰ع درج ہے، لیکن اب تک کسی ذریعے سے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ ڈراما پہلی بار اسٹیج پر کب آیا تھا۔ جو معلومات فراہم کی جا چکی ہیں، ان سے صرف اتنا معلوم ہوسکا ہے کہ اس سے پیشتر یعنی ۱۸۷۹ع میں رونق کے صرف دو کھیل شائع ہوئے تھے۔ ایک "بے نظیر بدر منیر" جو تمام تر رونق کا اپنا کھیل اس لیے قرار نہیں دیا جا سکتا کہ آرام اسے پہلے لکھ چکے تھے اور گمان غالب ہے کہ یہ کم و بیش اسی کی ترمیم شدہ صورت ہے۔ دوسرا "لیلیٰ مجنوں" جسے باوجود کوشش کے ہم حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ چنانچہ اس انتخاب کے لیے ۱۸۸۰ع کے مطبوعہ کھیلوں میں سے رونق کے "رانجھا ہیر" ہی کو منتخب کرنا دو وجہوں سے مناسب سمجھا گیا؛ ایک تو اس لیے کہ سال طباعت کا خیال کرتے ہوئے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ رونق کے تمام تر اپنے لکھے ہوئے جو ڈرامے ابتدا میں سٹیج پر آئے، رانجھا ہیر ان ہی میں سے ایک ہوگا اور دوسرے اس لیے کہ اس موضوع پر رونق کے بعد پھر کسی نامور ڈراما نویس نے قلم نہیں اٹھایا۔

•

انشاء کا ایک شعر ہے: ؎

سنائی رات کہانی جو ہیر رانجھا کی
تو اہلِ درد کو پنجابیوں نے لوٹ لیا

لیکن پنجاب کے دیہات کی اس زندۂ جاوید حکایت نے جو دنیا کے ادب عالیہ میں شامل کیے جانے کا مرتبہ رکھتی ہے، روبی کو ابھی عظمت و ہیبت کا قائل تو کیا، لیکن یہ اس حد تک کہ انہیں "لُٹ جانے والے اہلِ درد" میں شمار کیا جاسکے۔ انہیں حکایت کی عارفانہ حیثیت کا تو غالباً ایک حد تک احساس ہوا۔ چنانچہ ڈرامے کی ابتدا ایک آواز غیب سے کی اور پلاٹ میں درویشوں کے دخل اور بعض فارسی غزلوں کی آمیزش سے اس کی فضا کو ارزاں سے بچانے کی کوشش عمل میں لائے لیکن اس کے علاوہ پہلے ایکٹ کے دوران میں تنگ اسٹیج کی گھٹن میں نہ پنجاب کے رومان پرور میدانوں اور اوس بوس کھیتوں کا کوئی جھونکا آیا، نہ کھیل کے کسی کردار میں پنجاب کے دیہاتیوں کا توانا و بے باک انداز دکھائی دیا اور نہ ہیر اور رانجھا کے عشق میں وہ سوز پیدا ہونے پایا جو دل سے اٹھتا اور دل پر گرتا ہے۔

اصل حکایت میں ہیر کے چچا کیدو کی ریشہ دوانیوں کی بدولت ہیر اور رانجھا کی پوشیدہ ملاقاتوں کا راز طشت از بام ہونا اور رنگ پور کے کھیڑوں میں سے سیدا نامی ایک شخص سے ہیر کا رشتہ کر دیا جاتا ہے۔ روبی نے سیدا کو ہیر کا چچیرا بھائی بنا کر اس میں کیدو اور اصل حکایت کے سیدا کو ایک کردیا۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ بمبئی کا عام تماشائی پنجاب

کی اس حکایت کی جملہ تفصیلات سے پوری واقفیت نہ رکھتا تھا ، یہ تصرف گوارا کیا جاسکتا ہے لیکن ان دو کرداروں کو ایک کر دینے سے جو اضافہ رونق کی ذمہ داریوں میں ہوا ، اس سے عہدہ برآ ہونے میں وہ سراسر ناکام رہے ۔ غالباً انہیں اس حکایت کا حال کہہ سنایا گیا ہوگا ۔ یہ معلوم نہ ہونے پایا ہوگا کہ وارث شاہ کی سحر نگاری اس کے کرداروں میں زندگی کی دھڑکن پیدا کر کے انہیں بقائے دوام بخش چکی ہے ۔ ورنہ ان کے ڈرامے کے کردار اور عشق کی تفصیلات رسمی اور روایتی عشق کے مطابق ایسی نہ ہوتیں کہ نام اور مقام بدل دیجیے تو یہی کہانی بر عظیم کے کسی اور علاقے کی بن سکتی ۔

رونق کا تصرف دوسرے ایکٹ میں ناقابل برداشت بن جاتا ہے ۔ ملازمت سے رانجھا کے برطرف کیے جانے کے بعد ہیر کی حالت غیر ہونا اور رانجھا کا درویش کے بھیس میں آنا اور سرگوشی میں ہیر پر اپنی اصلیت منکشف کر کے چوچک اور سیدا کو مشورہ دینا کہ بغرض علاج ہیر کو بیرون شہر ناگ مندر میں پہنچا دیا جائے اور وہاں سے ہیر کو رات کے وقت لے کر فرار ہو جانا اور ایک سرائے میں پڑاؤ کرنا ۔ اور مندر سے دونوں کو غائب پا کر ، ان کے تعاقب میں سیدا کا اسی سرائے میں آ پہنچنا اور یہ معلوم ہونے کے بعد کہ دونوں سرائے میں مقیم ہیں ، بھیس بدل کر دوبارہ آنا اور ان سے ملنا اور رانجھا کے پانی مانگنے پر زہر ملا کر پانی دینا اور رانجھا کو مار ڈالنا اور رانجھا کی لاش کو ٹھوکر مارنے پر برافروختہ ہیر کے خنجر سے ہلاک ہونا اور رانجھا کی لاش پر مرثیہ گوئی کے بعد ہیر کا خود کشی کر لینا ، سب اسی قسم کے اردو مسلو ڈرامائی

تدبیر کاری سے حس کا دیہات کے اس عظیم المیہ کا علو کسی طرح متحمل نہ ہوسکتا تھا ، چنانچہ جو ڈراما یوں تیار ہوا وہ بمبئی کے تماشائیوں کے ذوق کے مطابق ہو تو ہو ، لیکن علاوہ پنجابیوں کے ، ذوق شعر رکھنے والے یا صوفی منش بزرگوں کے لیے ، جو اس حکایت کے گونا گوں دل کش پہلوؤں اور عارفانہ نکتوں سے آگاہ ہیں ، کوئی دلآویزی نہیں رکھتا ۔

لیکن اگر پنجاب کی اس دیہاتی حکایت کے جملہ مقتضیات سے قطع نظر کرلیا جائے اور صرف اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اردو اسٹیج پر پوری طوالت کے ڈرامے پیش ہونے کے چند ہی سال بعد رونق نے یہ ڈراما لکھا تو اس کی منطق ، مناظر کی سیدھی سادی بندش ، کرداروں کی کفایت شعارانہ تک سوئی ناقابل قدر قرار نہیں پاسکتی ۔ غزلوں کی مناسب زمینوں کے انتخاب کے ساتھ ان کے دوسرے گانوں کے الفاظ بھی غیرموزوں نہیں ۔ اپنی ان خصوصیات اور ایک مشہور ملکی رومان سے تعلق رکھنے کے باعث یہ ڈراما اس انتخاب میں شامل کر لیے جانے کا مستحق معلوم ہوا ۔

سید امتیاز علی تاج
۶ - اکتوبر ۱۹۶۷

(اشاعت اول کا سرورق)

بعون صنائع مکین و مکاں (بہ) فضل خلاق زمین و زماں

سانحۂ دل گیر

عرف

رانجھا ہیر

المشتہر

حسینی میاں ظریف

تاجر کتب مہتا جمنا داس بھگوان داس کمپنی

ٹھکانہ بھولیسر گرجا

بمبئی

یہ قصۂ ۱۸۶۷ع کے پچیسویں قاعدے کے مطابق داخل رجسٹر ہوا ہے اور اس کے تمام حقوق المشتہر نے اپنے قبضے میں رکھے ہیں اس لیے کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں ، عوض فایدے کے نقصان نہ اٹھائیں

مورخہ ماہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ

در مطبع بمبئی سیٹی

قیمت ۳ آنے

تختۂ ناٹک

چوچک	: گوجر بال کوال
سیدا	: برادر زادۂ جوچک
رانجھا	: زمیندار
شاہ جی	: کامل درویش
فقرا	: مریدان شاہ جی
داروغہ	: مسافر خانے کا پاسبان
ہیر	: دختر چوچک
سہیلیاں	: ہیر کی خواصیں

مقامات :

جھنگ سیال (سہر ملک پنجاب) وطن ہیر
تخت ہزارہ (شہر، ملک پنجاب) وطن رانجھا

باب پہلا

پردہ پہلا

محل اکاسی[2] کا

[جس میں ہیر پلنگ پر سوتی ہوئی نظر آنا[3] - آواز غیب سنائی دینا حسب حال ، گانے میں]

آواز غیب ـــــــ غزل[4]

عجب یہ ماجرا گزرا ہوا پنجاب میں دیکھو
جو سوئی بام پر مہ رو شب مہتاب میں دیکھو
پدر چوچک تھا اک گوجر ، اسی کی ہیر ہے دختر
ہوئی بس ماہ رو رانجھا پہ شیدا خواب میں دیکھو

[ہیر خواب سے بیدار ہو گبھرانا]

یکایک کاکل شب رنگ رانجھا خواب میں دیکھی ۵
تو ہے بیدار ہو کر ہیر پیچ و تاب میں دیکھو

[ہیر مضطرب[6]، بام سے نیچے اتر آنا]

یہ ہو حیران و مضطر بام سے نیچے اتر آئی
جلیسیں ہوں گی اس کے آگے استعجاب میں دیکھو
جلیسوں سے کہے گی حال اپنے عشق کا رو رو
جلیسیں کرتی ہیں تقریر کیا اس باب میں دیکھو

---

۴ - دھن جھنجوٹی ، تال پشتو - طرز : جہاں پر شمع ہوتی ہے وہاں پروانہ آتا ہے

[ہیر صحن میں آنا ، ساتھ بے قراری کے داخل ہونا ۔ جلیسیں (داخل ہوتی ہیں اور ے) دریافت کرنا حال بےقراری]

سہیلیاں ـــــــــ غزل[8]

کیوں بے سبب اے ہیر ہے یوں تجھ کو اضطراب
دیکھی[9] تو کیا ہماری پریشان کوئی خواب
ہے رنگ زرد ، چشم ہیں تر ، کیوں ہیں[10] خشک لب
بتلا دے کس لیے ہوئی حالت تری خراب
یہ[11] غنچہ لب کو کھول ، ہے خاموش کس لیے
سائل ہیں بلبلیں ، گل رعنا تو دے جواب

ہیر ـــــــــ غزل[12]

مری ہمدمو ! کہوں تم سے کیا کہ زبون اب مرا حال ہے
کوئی دم میں ہوتا ہے دم فنا مرے دل پر ایسا ملال ہے
لگی آنکھ میری جو ناگہاں نظر آیا خواب میں اک جواں[13]
بیاں اس کی کب ہوئیں خوبیاں عجب اس کا حسن و جمال ہے
مجھے اس کی شکل کو دیکھ کر سروپا کی کچھ نہ رہی خبر
وہی شکل آنکھوں میں ہے مگر مری زیست مجھ کو وبال ہے
ہوں بلاے عشق میں مبتلا ، نہیں چین دل کو مرے ذرا
دو خدا را اس کا مجھے پتا یہی تم سے میرا سوال ہے

---

۸ ۔ دھن ضلع ، تال دادرا ۔ طرز : چھوڑیں نہ بے وفاؤں سے اہل وفا عوض ۔

۱۲ ۔ دھن جھنجوٹی ، تال پشتو ۔ طرز : گئی یک بیک جو ہوا پلٹ ۔

سہیلیاں ـــــــ غزل[۱۴]

اچھا یہ خواب دیکھی[۱۵] ہے تو نے، نہ کر ملال
شوہر ملے گا تجھ کو حسیں ، اے پری خصال !
کیوں رو رو اپنی جان نو کھوتی ہے صبر کر
دلبر وہی ملے گا تجھے جس کا ہے خیال
تعبیر خواب کہہ کے پتا دے گا یار کا
درویش ایسا ہم ابھی لاتے ہیں باکمال
[جانا سہیلیاں[۱۶] کا تلاس درویش میں]

---

۱۴ - دھن جھنجوٹی ، تال دادرا ـ طرز : گل ہیں شگفتہ بلبل ناشاد کے لیے -

باب پہلا

پردہ دوسرا

جنگل

[آنا درویش ، یاد خدا میں گاتے ہوئے]

درویش ـــــــ غزل[1]

یارب تیری حمد و ثنا میں زبان بشر کی قاصر ہے
تیری حقیقت سے کچھ بندہ تیرا کون سا ماہر ہے؟
تیری واحد ذات مقدس کوئی نہیں تیرا ثانی
شک ہو جسے توحید میں تیری تو وہ مقرر کافر ہے
دیکھ نہیں سکتا تجھے کوئی ، دیکھتا ہے پر سب کو تو
دونوں جہاں میں ذات تو تیری ہر جا حاضر ناظر ہے
چاہے تو جس کو دیتا عزت چاہے جسے تو دے گا ذلت؟
نیکی بدی قبضے میں ہے تیرے تو ہی سب پر قادر ہے
گدا بنا دے شاہ کو تو اور دیوے گدا کو شاہی تو
زندہ کرے تو مردے کو چاہے ، قدرت سے کیا باہر ہے
گبر و یہود اور ہندو مسلماں تیری ہی پوجا کرتے ہیں
آگے کسی کے سجدہ کریں گو ، پر وہ تیری خاطر ہے

---

۱ ـ دھن بھیرویں ، تال قوالی ـ طرز : مائی کہاں تو چھوڑ کے
ہم کو جاتی رہی ہے او مادر ـ

[ھیر کی سہیلیاں آنا ، فقیروں کو سمجھانا ساتھ چلنے کو]

سہیلیاں ـــــــ ٹھمری[۴]

مہر کرو اے اللہ والو !
چلیے آپ ھمارے گھر ـــــــ مہر کرو
خواب پریشاں دیکھی٘ ہ ھیر نے
سناؤ تعبیر چل کر ـــــــ مہر کرو
بال چوچک اک گوجر ھے یاں کا
اس کی ھے وہ دختر ـــــــ مہر کرو
فقیر و مسکین ھو تم سائیں
بہت پاؤ گے زر ـــــــ مہر کرو

مرشد ـــــــ ٹھمری[۶]

ھم ھیں اللہ والے ھم کو زر کی کیا پروا ھے رے
کافی ھے بس مولا کا کرم ـــــــ ھم ھیں
مت دنیا والو فقیروں کو چھیڑو
تم کیا جانو مخفی اس برقعے میں کیا ھے رے

---

۴ ـ دھن جھنجوٹی ، تال پنجابی ٹھیکہ ـ طرز : اب میں کیسی کروں رے مرلا بولے راجہ جی

۶ ـ پددھن جھنجوٹی ، تال کہروا ـ طرز : راجپوت تو ھے دھن دھن رے ـ

سہیلی ـــــــ ابیات

غرض تم کو زر سے حقیقت میں کیا
چلو اپنے ہم رہ برائے خدا
ہوئے راہ مولا میں تم جو فقیر
تمھارے ہیں بچے صغیر و کبیر
پسر پر پدر کرتے آئے مباے
چلیں آپ بھی ہم پہ کر کے دیا

مرشد ـــــــ رباعی

بہ دل جاں ہے نام خدا پر فدا
یہی ورد ہے اپنا صبح و مسا
دیا تم نے مولا کا جب واسطا
تو چلتے ہیں ہم ، ہو تمھارا بھلا

[جانا فقیروں کا سہیلیوں کے ساتھ]

باب پہلا

پردہ تیسرا

محل

[ھیر بے قراری کے ساتھ گاتے ھوئے آنا]

ھیر ــــــ غزل[1]

رھے گا اے دل وہ[2] خواب کے ھی خیال میں بے قرار کب تک
خیالی صورت پہ ھو کے شیدا کرے گا جاں کو نثار کب تک
دکھا کے صورت، چھپا ھے مجھ سے وہ برق وش، مثل برق ھے ھے!
تری جدائی میں چشم برسیں گے بن کے ابر بہار کب تک
تو مجھ سے مل جیتے جی ستم گر تری جدائی میں جو گئی مر
تو ڈھونڈتا تجھ کو اے گل تر پھرے گا میرا غبار کب تک
ھو کیسے صاحب کرم کے قلزم، مجھے تہ خاک کر چکے تم
پھر آکے کہتے نہیں ھو قم قم، کروں گی میں انتظار کب تک

[آنا سہیلیاں فقیروں کو لیے ھوئے]

سہیلی ــــــ غزل[3]

یہ اللہ والے ھیں، اے میری پیاری!
تجھے ھوئے گی غم سے اب رستگاری

---

۱ ۔ دھن کلیان ، تال قوالی ۔ طرز : عجب صنم کی ادا یہ دیکھی ھوا ھے جب ۔

۳ ۔ دھن کلیان ، تال چاچر ۔ طرز : یہ لڑکی تو ھے کوئی آفت کی ماری ۔

بیاں خواب کر، ان سے تعبیر سن تو
فقیروں پہ دنیا ہے مکشوف ساری
بس اب دل سے کر دور تو رنج و غم کو
ترے حال پر اب ہؤا فضل باری

هیر ــــــــ غزل[۴]

تھا چھپر کھٹ بام پر میرا شب مہتاب میں
اس پہ سو کر اے خدا والو میں دیکھی خواب میں
اک حسن و ماہرو کھولے ہوئے زلف سیاہ
دیکھتے ہی اس کے، دل اب تک ہے پیچ و تاب میں
کیسا تھا وہ گل بدن ، غنچہ دھن ، میں کیا کہوں
وار کے اس رخ پہ گل چیں پھینک دے گل آب میں
کون تھا وہ مجھ کو کہہ دو تاکہ میں اس سے ملوں
شعلہ زن ہے آتش فرقت دل بے تاب میں

مرشد ــــــــ ٹھمری[۵]

کہو کون قدرت کو پہچانے مائی !
باتیں خدا کی خدا جانے مائی ! ــــــــ کہو

---

۴ ۔ دھن پروا ، تال پشتو ۔ طرز : کیا خزاں آئی چمن میں شجر گل جاتا رہا ۔

۵ ۔ دھن برھنس ، تال چاچر ۔ طرز : نظر نہ جو میرے پہ تیری رہے گی ۔

کہتا نہیں وہ کچھ حال غیبی
اللہ کو جو مانے مائی ـــــــ کہو

دلبر کی تیرے دیں گے خبر ہم
لگی کیوں تو غم کھانے مائی ـــــــ کہو

[درویش تسلی دے ، جانا ، ہیر کا گبھرانا[٦]]

باب پہلا

پردہ چوتھا

جنگل

[رانجھا درائے عشق حقیقی مناجات گاتے آنا]

رانجھا ـــــــ غزل فارسی[1]

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما

فتنہ انگیز مشو ، کاکل مشکیں بکشا
تاب زنجیر ندارد دل دیوانۂ ما

تا احد در لحد تنگ بگویم کہ دوست
آشنائیم توئی ، غیر تو بیگانۂ ما

گر نکیر آید و پرسد کہ بگو رب تو کیست
گویم آں کس کہ ربود ایں دل دیوانۂ ما

مرغ باغ ملکوتیم دریں دیر خراب
می‌شود نور تجلائے خدا دانۂ ما

منکر نعرۂ ما گو کہ بداں عربدہ کرد
تا بہ محشر شنود نعرۂ مستانۂ ما

---

۱ ـ دھن برھنس ، تال دادرا ـ طرز : چمن کوچۂ جاناں سے صدا آتی ہے ـ

[درویشوں کا یاد خدا میں گاتے ہوئے آنا]

سب فقیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پد[۲]

شمار دم دم کا رکھو تم
شمار دم دم کا ۔۔۔۔۔۔۔ شمار
بے یاد مولا جاتا ہے جو دم
دم ہے بے دم کا۔۔۔۔۔۔۔رکھو تم
فانی ہے فانی یہ کارخانہ
سارے عالم کا۔۔۔۔۔۔۔۔رکھو تم
دارا رہا یاں ، نہ رہنا ہوا ہے
سکندر و جم کا۔۔۔۔۔۔۔۔رکھو تم
عاقل ہو تو دل میں نہ گھر کر
دنیا کے غم کا۔۔۔۔۔۔۔۔رکھو تم

[رانجھا مرشد فقرا کے دامن کو بوسہ دے کے گانا]

رانجھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔**ٹھمری**[۳]

ارے میں ہوں نام خدا پر نثار
ارے میں . . . . .
خاصان خالق دعا میرے حق میں
کرنا ، ہو تا بیڑا پار

---

۲ ۔ دھن سندھڑا ، تال قوالی ۔ طرز : دیا کرے بھگوان کہ ۔
۳ ۔ دھن بھیرویں ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔ طرز : کہاں پاؤں کہاں پاؤں یار ۔

سب فقیر ـــــــ غزل[۴]

سارے فقیر ، دل سے ہم ، دیتے ہیں تجھ کو یہ دعا
شاد رہے ہمیشہ تو ، ہوئے سدا تیرا بھلا !
رانجھا یہ غور سن اگر تجھ کو سنائیں ہم خبر
گوجری ہیر نامی ہے ، ایک حسین مہ‌لقا
شب کو وہ غیرت قمر سوتی تھی اپنے بام پر
خواب میں تجھ کو دیکھ کر ہوگئی تیری مبتلا
تجھ کو بھی چاہیے بسر عشق میں اپنا نام کر
صدقے ہے تجھ پہ وہ قمر ، دل سے تو اس پہ ہو فدا
شکل دکھلائیں اس کی ہم ، بند تو کرلے چشم نم
جوش ہو عشق کا بہم دونوں طرف سے برملا

[فقیروں کی دعا سے ظاہر ہونا ہیر کا ، رانجھا دیکھ کر غش کر جانا]

ہیر ـــــــ ٹھمری[۵]

میں ہوں باوری تمھاری
او رانجھا مورے ماری کٹاری
ماری پریم کٹاری
او رانجھا مورے ماری پریم ـــــــ میں

---

۴ ۔ دھن جھنجوٹی ، تال دادرا ۔ طرز : مطرب خوس نوا بگو ۔
۵ ۔ دھن پیلو ، تال کہروا ۔ طرز : ٹوپی والے سانوریا ۔

چھانڈ کے سکھ ، توری پریت میں پیارے
میں تو ہو گئی دکھیاری——او رانجھا
رادھا سا دے مان آکر موھے
مورے شیام بہاری——او رانجھا

[فقیروں کا مع ہیر غائب ہونا ، رانجھا ہوس میں آ گبھرا کے گانا]

رانجھا —— غزل[۶]

ہم کہاں ڈھونڈیں اب تمھیں جا کر
چھپ گئے تم تو شکل دکھلا کر
زلف پیچاں نے گھونٹ ڈالا گلا
مارے موذی نے پہنچ میں لا کر
سمجھا میں نے اسے ہلال عید
آیا وہ تیغ ابرو چمکا کر
تیرے بن جان سری جاتی ھے
لے مسیحا مری خبر آکر
نقد جاں اپنی میں کروں گا نثار
در دولت پہ آپ کے جا کر
شمع رو تو ھوا ھے رونق بزم
مجھ کو پروانہ اپنا جانا کر

[برائے تلاش ہیر جانا رانجھا کا]

---

۶ ۔ دھن ضلع ، تال دادرا ۔ طرز : او صنم حال میرا کیا جانے ۔

باب پہلا

پانچواں پردہ

دیوان خانہ

[ہیر کا بے قرار داحل ہونا گاتے ہوئے]

ہیر ــــــــ غزل[1]

دے چکی دل تو میں بس جان ہے اے جاں باقی
دینے کا اس کے بھی ارمان ہے اے جاں باقی

سیر سے ایک جہاں کی ، ہوئی سیری حاصل
اب ترے کوچے کا ہی دھیان ہے اے جاں باقی

لوٹا ہے کاکل رخ نے ترے کفر و اسلام
نہ دھرم باقی نہ ایمان ہے اے جاں باقی

نہ بلاتا ہے مجھے اور نہ تو خود آتا ہے
مرے جینے کا کیا سامان ہے اے جاں باقی

یہ تو ممکن ہی نہیں چھوڑ دوں میں تیرا خیال
تن میں جب تک کہ مری جان ہے اے جاں باقی

سہیلیاں ــــــ ٹھمری[2]

آج اے پیاری بہنا
ہے یہ من میں ، چلیں گلشن میں ــــــ آج

---

۱ - دھن کافی ، تال دادرا - طرز : بے ترے جینے کے میں اے گل گلزار نہیں -

۲ - دھن پیلو ، تال چاچر - طرز : آج اے میرے پیارے مکتب چلو علم حاصل کرو -

آیا ہے ایسا یہ پھاگن مہینا
پھول لگے کھلنے بن بن میں ــــــ آج

ہیر ــــــ ہولی [۳]

نہیں قابو میں دل ہے ہمارا
جلے گلشن تمھارا ــــــ نہیں
پھاگن ماس میں جوڑا بسنتی
سکھیوں کو ہے گوارا ــــــ نہیں
یہاں زرد رنگ قدرتی ہو رہا ہے
پیا بن میرے تن کا سارا ــــــ نہیں
چیت کے مہینے میں ہر اک بشر نے
لباس پرانا اتارا
سنگھار مجھ کو ساجن بن سکھیو
ہرگز نہیں ہے گوارا ــــــ نہیں
ہوئی ماہ بیساکھ کی جب کہ آمد
تو کیا زور گرمی نے مارا
تھی اک آتش عشق اور اس پہ گرمی
میرا جل گیا جسم سارا ــــــ نہیں
جیٹھ مہینے میں وہ آگ بھڑکی

---

۳ - ہولی بارہ ماسی ، دھن کافی ، تال چاچر - طرز : شام موہے چوری لگائی - [اس ہولی میں نویں مہینے پوس کا ذکر نہیں ہے ، ممکن ہے سہو کتابت ہو (مرتب)]

نہیں کہنے کا جس کے یارا
دل کی تپش سے ھے خورشید کو تپ
بچے آدمی کیا بچارا ــــــ نہیں
اساڑھ میں آئے گھر گھر کے بادل
زمانہ ھوا سرد سارا
پیا بن لگیں بہنے یوں میری آنکھیں
کہ احسنت ابر پکارا ـــ نہیں
ساون میں سکھیاں ھنڈولے چڑھی ھیں
میرا ھل گیا دل دکھیارا ـــ نہیں
بھادوں کا بھی ماس میں نے پیا بن
رو رو کے سارا گزارا ــــــ نہیں
کوار میں کو کو بولی کوئلیا
پی پی پپیہا پکارا ــــ نہیں
میں سمجھی کاتک میں آ جائیں گے پی
گیا موسم برکھا سارا ــــــ نہیں
نہ اگھن میں بھی آیا میرا جانی
پوس بھی یوں ھی سدھارا ــــــ نہیں
ماگھ میں بھی پٹکا بہت سر ، پر اس کا
نہ حاصل ھوا اک نظارا ــــــ نہیں

[ھیر کا زار و نزار آنسو بہانا]

سہیلی ــــــــ ٹھمری"

یوں رونا بھلا دن رین نہیں
دن رین نہیں بھا نین ، نہیں ـــــــ یوں
بہنا میری ! کر سیر بغیچے کی"
تیری زاری سے ہم کو چین نہیں ـــــــ یوں

[سہیلیاں کے ساتھ جانا ھیر کا]

---

۱۱ ۔ دھن کھاج ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔ طرز : درس بن انکھیاں ۔

باب پہلا

پردہ چھٹا

باغ

[رانجھا[1] احوال فرقت گاتے آنا]

رانجھا ـــــــــ لاؤنی[2]

تجھے کیا کروں اے باد بہار !
گل و گلشن کو آگ لگے ، جب پاس نہ ہوئے یار
آئی بسنت اور پھوٹے ٹیسو ، کھلے کنول کے پھول
بھونرے تو سب شاد ہوئے ، پر ہے دل میرا ملول
گلوں سے ہے بلبل کو پیار
گل و گلشن کو آگ لگے ، جب پاس نہ ہوئے یار
تجھے کیا کروں ـــــــــ
سبزہ لہراتا ہے ، چشمے سارے ہیں پر آب
فضا دیکھ ہر ایک شجر کی دل ہے میرا بیتاب[3]
میرے پہلو میں نہیں دلدار
گل و گلشن کو آگ لگے ، جب پاس نہ ہوئے یار
تجھے کیا کروں ـــــــــ
دیکھ کے نرگس شہلا ، آنکھیں آتی ہیں اس کی یاد
اُن آنکھوں نے جادو کر کے کیا مجھے برباد

---

۲ ۔ دھن پیلو ، تال قوالی ۔ طرز : کرے کیونکر نہ وہ شور و پکار

انھیں کا ہوا ہوں میں بیمار ــــــ

گل و گلشن کو آگ لگے ، جب پاس نہ ہوئے یار

تجھے کیا کروں ــــــ

میری طرح سے سنبل ! تیرا کیوں ہے پریشاں حال ؟

دیکھا تو کیا گل کے ہمارے زلف کے کالے بال ؟

مجھ سی کیوں تجھ پر ہے غم کی مار ؟

گل و گلشن کو آگ لگے ، جب پاس نہ ہوئے یار

تجھے کیا کروں ــــــ

[رانجھا سیر کرتے کرتے باغ میں جانا ، ہیر کلیاں چنتے چنتے گانا]

ہیر ــــــ ٹھمری[۴]

چن چن کلیاں ، گھڑیاں ٹلیاں

آئے نہ پیو ، میں تلملیاں ــــــ چن چن

جیرا گھر ماں ناھیں لاگے

سیر چمن کو ہم چلیاں

پھولوں میں بھی وا کی باس نہیں آئی

ہاتھ بہت کچھ ہم ملیاں ــــــ چن چن

سکھیں مل کے سگرے بگیچے میں

کرتی ہیں اب رنگ رلیاں ــــــ چن چن

---

۴ - دھن کلیان ، تال قوالی - طرز : کیسی جھمک ، جیوں برق چمک ، محبوبہ ہماری آتی ہے -

کیوں نہ وہ هوویں سب سے اکیلی
برہ اگن سے جو جلیاں ـــــــ چُن چُن
[رانجھا کا آنا ، هیر کی صورت دیکھ بے هوش هونا ، هیر رانجھا کے
حسن پر حیران هونا ۔]

هیر ـــــــ مخمس

کون هے ، کیا یہ فلک پر سے اتر آیا قمر !
دن کو نکلا هے قمر یا کہ هے مہر انور !

[بغور دیکھ کے]

لے گیا دل جو مرا یہ تو وهی هے دلبر !
للہ الحمد شب غم نے اٹھایا بستر
مرحبا طالع بیدار مبارک هو سحر

[هیر رانجھا کا سر اپنے زانو پر لے کے]

کیوں نہ لوں زانو پہ سر رکھ کے بلائیں هر بار
کس کو ایسا نہ پسند آئے گا کہیے دلدار
زلفیں سنبل سی هیں ، آنکھوں میں هے نرگس کی بہار
سرو قد ، غنچہ دهن ، سیب ذقن ، گل رخسار
اس کے نقشے پہ تصدق کروں سارا گلزار

رانجھا ـــــــ مخمس

(هوش میں آ کر)

تو نے بے هوش بہ یک جلوہ مجھے یار کیا
رکھ کے پھر سر مرا زانو پہ ، بہت پیار کیا

[(رانجھا کے ہوش میں آنے کے بعد ہیر اٹھ کر محجوبانہ
الگ جا کھڑی ہوتی ہے)]

ہوش آیا مجھے تو ملنے سے کیوں عار کیا ؟
بے خودی پر جو کرم اتنا تھا دلدار کیا
بدحواسی میں مجھے اورگرفتار کیا
غش تو آیا مجھے کیوں لیتے نہیں میری خبر ؟
غش تو آیا مجھے لے پھر بھی مرا زانو پہ سر
غش تو آیا مجھے کیوں دور کھڑے ہو دلبر !
غش تو آیا مجھے کر مہر کی پھر مجھ پہ نظر
لوں بلائیں تری آ پاس تو اے رشک قمر !

ہیر ـــــــ ابیات

ذرا مہرباں ہوش میں آئیے
نہ اتنے بھی اب جوش میں آئیے
یہ کس طرح کے کرتے ہو تم کلام ؟
رکھا ہے سمجھ اپنا کیا ہم کو رام ؟
سمجھ کر تمھیں ایک بے کس غریب
تمھارے ہوئے درد کے ہم طبیب
تو بس آپ نے پاؤں پھیلا دیا
ہمیں اپنا عاشق تصور کیا
نہ آنکھیں لڑاؤ ، چلو دور ہو
میں سمجھی کہ تم غیرت حور ہو

رانجھا ـــــــ جواب

تھی بے ہوشی اچھی ہمیں ہوش سے
فقیروں کو کیا کام ہے جوس سے
سمجھتی ہیں آپ اپنے کو رشک حور
بھلا میرے عاشق ہوں پھر کیوں حضور ؟
بنے ہیں طبیب آپ میرے اگر
تو کیجے دوا میری اب جلد تر
تمھاری محبت کا بیمار ہوں
تم ہی سے دوا کا طلب گار ہوں

لاؤنی[5]

ہیر :
برا ہے کام محبت کا
نہ لے تو نام محبت کا
[6]راہ محبت میں قدم جس نے رکھا اے یار
کھو کے اپنی عزت و حرمت ہوا ذلیل و خوار
یہ ہے انعام محبت کا
نہ لے تو نام محبت کا

رانجھا :
عشق کی رہ میں عاشق نے جب رکھا قدم اے جان!

---

۵ ۔ دھن کالنگڑا ، تال کہروا ۔ طرز : صورت کی پنہارن کیا بنی ۔

عزت و حرمت کا اپنی رھتا نہیں پھر دھیان
۔پیا جو جام محبت کا
کرے وہ کام محبت کا

ہیر :
راہ عشق کی بہت سخت ہے ، مان کہا نادان
یہ وہ بلا ہے عشق ، کہ جس نے لاکھوں کی لی جان
یہ ہے انجام محبت کا
نہ لے تو نام محبت کا

رانجھا :
عاشق نے کب معشوقوں سے پیاری کی ہے جان ؟
ایک جی کیا ہے ، لاکھوں ہوں تو یار پر ہیں[۸] قربان
یہ ہے اسلام محبت کا
کرے وہ کام محبت کا

گربی[۹]

ہیر :
مجھ کو سناوے تو حال اپنا سارا
آیا ہے جو جھنگ سیال رے ــــــ مجھ کو
ہے کون سے ملک کا رھنے والا ؟

---

۹ - دھن برھنس ، تال چاچر - طرز : چلیاں بھرت موری جلی رے 'چٹکیا -

اور ہے کیا تیرا نام رے ؟
ماں باپ کا بھی پتا اپنے بتلا ؟
اور ہے کیا تیرا نام رے ؟ ـــــــ مجھ کو

رانجھا[۱۰] **:**

تجھ کو سناؤں میں حال اپنا سارا
آیا ہوں جو جھنگ سیال رے ـــــــ تجھ کو
تخت ہزارا کا ہوں رہنے والا
رانجھا ہے میرا نام رے ؟
زمیندار ہیں گے ماں باپ میرے
ہے بس زمینداری کام رے ؟ ـــــــ تجھ کو

ہیر :

تخت ہزارا کو تو چھوڑ اپنے
کیوں آیا ہے جھنگ سیال رے ؟
کس کے لیے اس قدر دور آیا
سہہ تو رنج و ملال رے ؟ ـــــــ مجھ کو

رانجھا :

چھوڑ کے جنگل کو گل کی خاطر
بلبل بسے گلزار رے

---

۱۰ ۔ یہاں دھن اور طرز کا حوالہ نہیں ہے ۔ یہ بھی کربی ھی کے مطابق گایا جاتا ھوگا ۔ اگلے تمام بول بھی جن پر کوئی جدا حوالہ نہیں، حاشیہ نمبر۹ ھی کے مطابق سمجھے جانے چاھئیں۔

چھوڑا ہے ہم نے تیرے لیے یوں
اے پیاری ! اپنا دیار رے ــــــــــ تجھ کو

ہیر :

اس ملک میں تو ، ہے قوم گوجر کا
میرا پدر سردار رے
چوچک ہے نام اس کا ، وہ ایک دم میں
تجھ کو کرے گا خوار رے ــــــــــ مجھ کو

رانجھا :

ہوں لاکھ چوچک تیرے پدر سے
مجھ کو نہیں خوف جان رے
پر خوف ہے تو تیرا ہے مجھ کو
جان میری ! سچ مان رے ــــــــــ تجھ کو

ابیات

ہیر :

جھنگ سیال اب چھوڑ کر تخت ہزارا کو سدھار
ورنہ گوجر تجھ کو اے رانجھا ! ابھی ڈالیں گے مار

رانجھا :

میں ہوں تن اور جان ہے تو ، جب جدا ہو تن سے جان
کیا رہا اے پیاری ! پھر مرنے میں باقی ، کر بیان ؟

[رانجھا دو زانو ہو ، اپنا احوال بیان کرنا]

رانجھا ـــــــ غزل[11]

نہ سر عاشق ترا تجھ سے کبھی اے ہیر پھیرے گا
کوئی بھی حلق پر اس کے اگر شمشیر پھیرے گا
میں تیری، نذر تو کرتا ہوں لیکن اے شہ خوباں !
یہی ڈر ہے کہ تو لے کر دل دلگیر پھیرے گا
قدم پر تیرے کب ہوگا مرا سر او بت کافر !
خدا کس روز مجھ کم بخت کی تقدیر پھیرے گا !
اثر ہوتا نہیں دل پر ترے او سنگ دل ورنہ
مری آہوں کی کیا طاقت کہ پتھر نیر پھیرے گا
رہے گا پھر کہیں ساماں نہ میری زیست کا باقی
اگر مجھ سے تو منہ اپنا بت بے پیر پھیرے گا

[ہیر رانجھا کو اٹھا کے اپنے گلے سے لگا کے گانا]

ہیر ـــــــ ٹھمری[12]

میں نے تجھ پر جان و دل کو نثار کیا ہے

---

۱۱ - دھن ضلع پیلو پشتو - طرز : طبیعت اس بت بے پیر پر بندے کی آئی ہے -

۱۲ - دھن بھیرویں ، تال کہروا - طرز: میں تو سجریاں پر بھولی، مورا دو کنگنا -

نثار کیا ھے رے ، نثار کیا ھے ——— میں نے
اے میرے رانجھا ! اے میرے پیارے !
میں نے اپنے گلے کا تجھے ھار کیا ھے ——— مین نے
اپنے پدر پاس لے جا کے تجھ کو
کہوں ، بے کاری نے اس کو خوار کیا ھے ——— میں نے
گایوں کے اوپر ھوگا تو نوکر
یہی ملنے کا حیلہ اے یار کیا ھے ——— میں نے
(جانا دونوں کا)

باب پہلا

پردہ ساتواں

دیوان خانہ

[ہیر کا چچیرا بھائی سیدا ہمر کی شکایت میں گاتے آنا]

سیدا ـــ ـــ مستزاد[1]

اس عشق میں افسوس ہم آرام سے چھوٹے
ہیں رنج میں ہر آن[2]
دیوانے بنے ہیر کے ہر کام سے چھوٹے
رہتے ہیں پریشان ـــ ـ اس
جس روز سے اپنا ہمیں وہ[3] بت نے کیا رام
غافل ہیں خدا سے
داخل ہوئے ہم کفر میں ، اسلام سے چھوٹے
کھو دین و ایمان ـــــ اس
اے ہیر ! تجھے کس لیے انکار ہے ہم سے ؟
للہ بتا دے !
ہیں خاص ترے عشق میں ، ہیں عام سے چھوٹے[4]
مل اب تو مری جان ـــــ اس

[آنا چوچک پدر ہیر کا ، تسلی دینا اپنے بھتیجے سیدا کو]

---

۱ - دھن جھنجوٹی ، تال دادرا - طرز : اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اٹھایا -

لاؤنی[5]

چوچک :

اے مرے بھائی کے باغ کے گل ! چہرہ ترا
کیوں مرجھایا ؟
بیان تو کر ایسا کیا غم ہے تیرے پیش آیا ؟

سیدا :

سرمایا ہوں چچا میں تم سے ، عرض کروں کیا اپنا حال
کہ میرے دل پر ، بتاؤں کس باعث ہے رنج و ملال
تمھارے گلشن خوبی کی ہے ہیر پیاری جو نونہال
بنا ہوں بلبل اسی گل رو کا ، دیکھ کر حسن و جمال

چوچک :

یہی ہے ارمان تو اے پیارے! وصل کا دن بھی قریب آیا !
بیان تو کر وہ کیا غم ہے جس سے تو ہے گھبرایا[6]

[ہیر کا مع (سہیلیوں کے) رانجھا کو چرواہے کے لباس میں لے آنا اور کہنا باپ سے]

ہیر ـــــــ ترانہ[7]

میری بات پتا[8] ایک مان لو

---

۵ - دھن کھماچ ، تال قوالی - طرز : خواہش ہے اب دل کو ہمارے آج اے مالی -

۷ - دھن پرچ ، تال ستارخانی ٹھیکہ - طرز : سنو سنو تو حضور شور یہ -

یہ سیلانی گیانی رهنے آیا نوکر ، اس کو رکھو
میری بات ـــــــ
بن کا بسیا ہو کے رہے گا
ہے یہ تو چاتر گیانی
رکھوالی گوؤں کی کرے گا
ایمانی ہے ، ہے ایمانی ـــــــ یہ سیلانی

چوچک ـــــــ ٹھمری[9]

کہنا اے بیٹی ہم نے مانا تیرا
(رانجھا سے) گووں کا جنگل تجھ کو دکھاویں
ساتھ ہمارے او سیلانی آ ـــــــ کہنا اے

[چوچک رانجھا کو اپنے ساتھ لے جانا ۔ سیدا پوشیدہ ہو کے ہیر کی باتیں سننا]

ہیر ـــــــ گربی[10]

اے سکھیو ! جس کے لیے تھی میں بےکل
وہ تھا یہی میرا یار رے ـــــــ اے سکھیو !
جس کو تھی خواب میں دیکھی[11]
جس کا کہ تھا انتظار رے

---

۹ ۔ دھن کالنگڑا ، تال قوالی ۔ طرز : ندی آئے لو ہمارے سنگ چلو ۔

۱۰ ۔ دھن برهنس ، تال چاچر ۔ طرز : چلاں بھرت موری جلی رے چٹکیا ۔

ملا اب وہ جانی فضل خدا سے
پایا ہے دل نے قرار رے ـــــــ اے سکھیو !
اچھی سے اچھی[۱۲] پکا نعمتوں کو
لے جاؤں اب اس کے پاس رے
ھر روز اس کا میں اس بہانے سے
دیکھا کروں دیدار رے ـــــــ اے سکھیو !
[ھیر کا سہیلیوں کے ساتھ جانا ، سیدا کا پردے سے نکل آنا]

سیدا ـــــــ ٹھمری[۱۳]

موھے چھوڑ اور سے کیوں یاری کری ھیر نے !
یاری کری ھیر نے ، دل داری کری ھیر نے !
میں تھا اس کے پیتم کے لائق
ریت سب جگت سے کیوں نیاری کری ھیر نے !
وا کے چچا کا ھوں پوت ، چھانڈ موھے
پیت راہ چلتے کی پیاری کری ھیر نے !
مانگ لاؤں کھانا بن کے فقیر میں
اس کے لیے کھانے کی تیاری کری ھیر نے
وا کے پتا کو پھر لا کے دکھاؤں
چرواھے سے حیف ھے دلداری کری ھیر نے

[سیدا کا جانا]

---

۱۳ - دھن دلیس ، تال کہروا - طرز : چاھے سیاں مار ڈالو یاری کروں گی -

باب پہلا

پردہ آٹھواں

چرا گاہ

[رانجھا گائیں چراتے ہوئے گاتا فراق ہیر میں]

رانجھا -- لاؤنی[1]

دریائے عشق میں لاکھوں بے سر دارا
تا عمر ہی[2] غوطے کھائے، پائے[3] نہ کنارا
سخت الف کا ہے طوفان بحر عالم میں یار
حس کی کشتئی جان کو اس کی ہوا لگی اک بار
نہیں اس دریا سے دیکھا کبھی ہوتے ان کو پار
سوائے ملک الموت، ناخدا ان کا نہیں زنہار
میں ڈوب رہا ہوں جاناں! ہے تیرا سہارا[4]
تا عمر ہی غوطے کھائے، پائے نہ کنارا

[سہیلی سر پر خوان لیے ہوئے آنا]

سہیلی --- بیت[5]

کہا ہیر نے تجھ کو بعد از سلام
کہ اے رانجھا کرنا تناول طعام

---

۱ - دھن برھنس تال قوالی - طرز: بے دردی دغا تیرے دل کی -

[رانجھا وہ طعام لے کر شکر دلدار بجا لانا]

رانجھا ——— رباعی

اے دل دیوانہ ! لے یہ ھدیۂ دلدار ھے
واسطے تیرے یہ جنگل خلد کا گلزار ھے
یاد از روئے کرم فرمایا مجھ کو یار نے
سجدۂ شکرانہ واجب مجھ یہ اے کرتار! ھے

[سیدا (کا) فقیرانہ لباس میں برائے گدائی آنا]

سیدا ——— رباعی

ھو تیرا بھلا تیرا بھلا اے مرے داتا !
بھوکا ھو فقیر ، اس کو خدا کچھ ھے کھلاتا
کچھ روٹی تو اس وقت میں للہ مجھے دے!
کر نیکی کہ حق نیکی کا ضائع نہیں جاتا

رانجھا ——— رباعی

ھے نام پہ اللہ کے قربان مری جان
لے چاھے تو للہ اسی آن مری جان
روٹی تو کوئی ایسی بڑی چیز نہیں ھے
صدقے ھے خدا کے لیے، سچ مان ، مری جان

[رانجھا سیدا کو نام خدا پر سب خوان دینا اور ھیر کا آنا ، سیدا کو لباس فقیری میں پہچان کے لعنت ملامت کرنا]

ابیات

ھیر : یہ کیا حال ھے تیرا اے بدصفات !
میں سمجھی تری مکر کی واردات

اگر پھر کبھی تو کیا ایسا کام
تو بس کام ھی تیرا ہوگا تمام

[هیر (کا) سیدا کو طمانچه مار کے خوان چھین لینا (سیدا کا طیس میں چلا جانا)]

رانجھا : جو اک مسکین و بے کس ہو، بھلا اس پر جفا کیسی ؟
تمہارے ملک کی ھے چال یہ اے دل ربا! کیسی ؟

هیر : جو اک مکار موذی ہو ، بھلا اس پر عطا کیسی ؟
عطا جس پر کریں ، ہم وہ کرے ہم سے دغا کیسی!

رانجھا : دغا کیا وہ گدا بے کس بھلا اے گل بدن جانے
مگر ظالم ہو تم ، ہم نے تمہارے سب چلن جانے

هیر : ہو دیہاتی ، نہیں تم سہر کا اب تک چلن جانے
گدا کب تھا، وہ تھا،سیدا ، اب اے رشک چمن جانے؟[۸]

رانجھا : چچا کا ہو کے بیٹا وہ تمہارے ، بھیک کو آیا !
نہیں کچھ بھید اس کا میں نے اے غنچه دهن! پایا ؟

هیر : بہانه بھیک کا تھا ، پر تھا اس کا مکر یہ دلبر !
کہ تم سے پھر کبھی اِس جا نہ ملنے پاؤں میں دم بھر

رانجھا : کرو اب ذکر پر بھی اس کے لعنت اے مرے دلبر !
جدائی ہم میں جو ڈالے ، خدا کی مار ہو اس پر

[دونوں (کا) بغل گیر ہونا]

گربی[۹]

هیر : ہو دل سے فدا اے مرے دلدار تو مجھ پر
رانجھا : جاں صدقے کروں تجھ پہ میں ، جی وار تو مجھ پر

---

۹ - دھن مانڈ ، تال دادرا - طرز : آنکھوں نے تری موھنی کی یار مرے پر -

هیر : حسن وہ ہے کس کام کا جس میں نہ ہو وفا
رانجھا : پھول اگر ہو نام کا خوشبو نہ دے تو کیا
هیر : ہرگز" یہ گماں کرنا نہ زنہار تو مجھ پر
ہوں دل سے فدا ـ ـ ـ ـ ـ
رانجھا : جنگل میں" تو پاس ہے تو ہے یہیں بہار
هیر : بھاوے کس کو بن تیرے جنت کا گلزار
رانجھا : رکھ ایسا ہی اے ماہ لقا! پیار تو مجھ پر
ہوں دل سے فدا ـ ـ ـ
هیر : میں باندی ہوں اب تیری ، تو میرا سردار
رانجھا : تو تو آقا ہے مری ، میں ہوں خدمت گار
هیر : رکھنا سدا الفت کی نظر یار تو مجھ پر
ہوں دل سے فدا ـــــ

[رانجھا هیر کے پاؤں پر سر رکھ کر منت کرنا ، سیدا چوچک کو ساتھ لے آ کے فانوس کی روشنی سے دونوں کو دکھانا]

باب دوسرا

پردہ پہلا

محل

(هیر ۔یوالی[1] وار داحل هونا)

هیر غزل[2]

طبیبو ! هے تمهیں فکر دوا کیسی ؟
بھلا بیمارِ الفت کو شفا کیسی ؟
چمن سے آسیاں بلبل کا پھینکا هے
یه کی اے باغباں تونے جفا کیسی !
نه پھنسا عشق کے پھندے میں کہتی تھی
یه کی دل دار ! هے تونے حطا کیسی[3] !
مری سدا سے کرے هیں پدر سادی
یه نازل غم کی هے سر در بلا کسی !
مرے دیدار سے رانجھا رھا محروم
مجھے صورت دکھائے گا خدا کیسی !

[حوچک (کا) هیر کو سمجھانے کے لیے آنا]

ابیات

چوچک : سیدا سے سادی تیری هوتی هے بیٹی شاد هو
کیوں نه دل سے تیرے سب رنج و الم برباد هو

---

۲ - دهن بلاول ، تال قوالی ۔ طرز : یه کیسی بات قاسم نے سنائی هے ۔

ہیر : جب سے دل رانجھا کو دی[۴] میں، تب سے شادی مر گئی
غم بسا ، والد ! خوشی ساری عدم کے گھر گئی

چوچک : بکتی ہے کیا ہیر ! منہ کو تھام ، کچھ کر دھیان تو
رانجھا اک ادنیٰ غلام ، اس پر ہوئی قربان تو !

ہیر ـــــ غزل[۵]

پدر ! ہے آپ کے شایاں نو یہ کلام نہیں
وہ شاہ حسن ہے ، کہیے اسے غلام نہیں
ہے ایک مرتبہ شاہ و گدا کا اُلفت میں
پڑھی[۶] کیا سورۂ یوسف کو بھی تمام نہیں
بتاؤ کس لیے محمود تھا غلام ایاز
تھے لاکھوں مثل ایاز اس کے کیا غلام نہیں؟
ازل سے کشتۂ شمشیر عشق رانجھا ہوں
لہو لگا کے شہیدوں میں کرتے نام نہیں

ابیات

چوچک : ہم ہیں گوجر وہ زمیندار ، ہے وہ قوم و نام غیر
ملک اس کا غیر ہے اور ہے ہمارا کام غیر
نس پہ وہ مفلس ہے اور سیدا غنی کہلاتا ہے
گھر غنی کے آدمی راحت ہمیشہ پاتا ہے

ہیر : وہ غنی دولت سے ہے اور حسن سے رانجھا غنی
کیا عجب ہو جائے کل مفلس جو دولت کا غنی

---

۵ - دھن ضلع ، تال دادرا ـ طرز : سنبھالو تیغ ادا کو ذرا...

تھے جو وہ اہلِ دول کل ، مانگتے ہیں بھیک آج
ٹھیکرا ہے ہاتھ ان کے، جن کے سر رہیں تھا تاج
حسن کی دولت کے آگے مال و دولت کچھ نہیں
عاشقِ دولت جو ہیں ان میں شرافت کچھ نہیں

چوچک — — — ٹھمری[۷]

مانے[۸] ناہیں رے کاہے رے
بُرو چلن چھوڑ
سیدھی چال اختیار ناہیں کرت
توری مانے ناہیں
ناہیں ناہیں اب چھوڑ تو لاج
مان کہا مورا
نہ ہو ضدی ری ، مت ڈبو تو مورا نام
ماں باپ موری او ہٹیلی ری
کاہے ــــــ

[سیدا کا بےوقوفوں کی طرح داخل ہونا]

سیدا — — ٹھمری[۹]

او چچا ویسا ہی میں نے کام کیا کہا جیسا رے
رانجھا کو مار کے واں سے نکالا
چھین لیں گائیں تمام ، کہا جیسا رے

[ہیر کا غش کھا کرگر جانا ، چوچک کا گھبرا[۱۰] کر کہنا]

---

۷ ۔ دھن کھماج ، تال پنجابی ٹھیکہ ۔ طرز : آوت موری رے...
۹ ۔ دھن بھیرویں، تال پنجابی ٹھیکہ ۔ طرز : خوب ہے یہ تدبیر...

ابیات

چوچک : ارے سیدا! جلدی سے لے آ گلاب
که هے حال اس کا نہایت خراب

سیدا : (چوچک سے)
بہت خوب صاحب ابھی میں چلا
مری دیکھ کر شکل غش آ گیا!
[سیدا (کا) گلاب لینے جانا]

چوچک : یہ" لڑکی کو دیوانہ پن هو گیا
کروں اس کی تدبیر کیا اے خدا!
[سیدا (کا) گلاب میں اپنا پسینا ملا کر لا دینا]

سیدا : (خود سے)
عرق اپنے رخ کا بھی دوں میں ملا
که خوشبو کرے جس کی غش سے رها

[سیدا کا منه پر گلاب چھڑکنا ، هیر (کا) هوش میں آ کر بدبو سے خفا هونا]

هیر : ارے اس میں کیا لایا بدبو ملا!
که گندا دماغ اپنا جس سے هوا

(هیر فراق یار میں گانا)

هیر ـــــ غزل[۱۲]

اے شاه حسن! کیا میں تمھاری گدا نہیں
کیوں حال زار پر مرے کرتے عطا نہیں

---

۱۲ - دھن سارنگ ، تال دادرا - طرز : پہلو میں ان دنوں هے بہت بےقرار دل -

مشکیں کَسی ہیں کا کل مشکیں کے چھونے سے
اس کے سوائے اور کوئی کی خطا نہیں
کیوں اختر نصیب مرا چمکے اے فلک!
خورشید ایسا ڈالتا مجھ پر لوا نہیں[13]

[ھمر (کا) دیوانہ وار جانا]

ابیات

چوچک : بڑھے یہ مرض اور ایسا نہ ہو
علاج اس کا یارو خدارا کرو

سیدا : نہ دنیا کے لیے آؤں جب تک حکم
نہ ہو چین تب تک ، خدا ہے علیم

[جانا دونوں کا]

پردہ دوسرا

راستہ

[رانجھا (کا) فراق ھیر میں گاتے ہوئے آنا]

رانجھا ـــــــــ غزل فارسی[1]

دیدار تو بہ بینم ایں آرزوست مارا
در انتظار ھستم صنما ! بیا خـــدا را
از صدمہاے ھجرت بر لب رسید جانم
یاراے زیست اکنوں ما را نماند یارا
تو شاہ حسن ھستی ، من بے نوا فقیرم
کم قدر تو چہ گردد بنوازی گر گدارا
اے آفتاب خوبی ! تاریک گشت عالم
بگذار ایں حجابت بےپردہ کن لقا را

رانجھا ــــــــــ رباعی

بن کر فقیر جاتا ھوں میں یار کے لیے
ھے خوب حیلہ وصلت دیدار کے لیے
آنکھیں نہیں یہ چہرے پہ ھیں اس فقیر کے
دو ٹھیکرے ھیں بھیک کے دیدار کے لیے

[رانجھا کا جانا]

---

۱ - دھن جھنجوٹی ، تال دادرا - طرز : مجھ سا کوئی جہان میں بیمار غم نہ ہوگا -

باب دوسرا

پردہ تیسرا

دیوان خانہ

[ہیر کا چوچک اور سیدا کے ساتھ دیوانہ[1] وار آنا]

ہیر ـــ غزل[2]

مجھے شکل اپنی دکھائے تو جانوں
مرا جی ہے جاتا، بچائے تو جانوں
صدا ارنی کی کرتی ہوں مثل موسیٰ
مجھے طور سا تو جلائے تو جانوں
خفا ہو گیا ہے مرا یار مجھ سے
منا کر اسے کوئی لائے تو جانوں
تری تیغ ابرو نے لاکھوں کیے خوں[3]
کبھی خون میرا بہائے تو جانوں

چوچک ـــــ ٹھمری[4]

باوری نے کھوئے دینی سب سدھ بدھ
کیسی ہائے ہے دھوم مچائی ـــــ باوری
دھن دھن سر باوری ادھ موئی تو بھئی ہے پسر[5]

---

۲ ۔ دھن صلع، تال چاچر ۔ طرز : مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو

۴ ۔ دھن پرج، تال دادرا ۔ طرز : من موہے لیو سانورا نے

کرت کچھ نہ گیان دھیان رووت سیس آٹھائی
باوری نے ——

[ایک سہیلی (کا) رانجھا کو جوگی جان کے برائے علاج ھیر لے آنا]

سہیلی ——— لاؤنی[6]

سنو تم اے میرے سردار! سنو تم اے میرے سردار!
جوگی یہ کہتا ہے کہ ھوں میں ھر فن میں ھشیار
ھیر کے دیوانے پن کا اے صاحب! جوگی کرے گا علاج
پائے شفا تا صاحب زادی اپنی اے سرتاج!
ہے حالت اس کی زبون و زار، ہے حالت اس کی زبون و زار
جوگی یہ کہتا ہے کہ ھوں میں ھر فن میں ھشیار

سیدا ——— ٹھمری[7]

جوگی جی جلدی دو، ہے جو روا، کیجیے عطا، بہر خدا
جوگی جی ——
پاؤں تمھارے پڑتا ھوں میں اے گرو مہاراج!
ھو سکے تو بخشو شفا آج کے ھی آج
جوگی جی ——

---

۶ - دھن پیلو، تال قوالی - طرز: کام نہیں تیرا اے میری جان -

۷ - دھن ضلع کھاچ، تال قوالی - طرز: مدم صاحب لا بیان بو بو -

هیر ۔۔۔۔ غزل[۸]

اے طبیبو ! مجھ کو وہ آزار ہے
جس سے عیسیٰ عاجز و ناچار ہے
پائی[۹] ہے بس مر کے ہی اُس نے شفا
عشق کا جو ہو گیا بیمار ہے
سب دوائیں بے اثر ہیں اے طبیب!
اس مرض کی اک دوا دیدار ہے

رانجھا ۔ غزل (زبانی)[۱۰]

ہوں طبیب درد الفت اے مریض!
بخشوں گا میں تجھ کو صحت اے مریض!
اس مرض کا ہوں میں اک حاذق حکیم
تجھ کو ہو جائے گی راحت[۱۱] اے مریض!
پڑھتا ہوں کچھ اسم تیرے کان میں
جس سے ٹل جائے یہ آفت اے مریض!

[رانجھا ہیر کے کان میں اپنا نام سناتا بجائے اسم کے]

ابیات[۱۲]

رانجھا : دیکھ مجھ کو، میں ہوں اے دیوانی ! دیوانہ نرا
حال تیرے عشق میں یہ ہو گیا ابتر مرا
ہیر : اے حکیم ! اس عارضے[۱۳] کی پاس تیرے ہے دوا
کہتی ہوں کھا کر قسم، بے شک تو بخشے گا شفا

---

۸ ۔ دھن جھنجھوٹی ، تال پشتو ۔ طرز : چشم گریاں سینہ بریاں سینکڑوں...

چوچک : آپ کی منت گرو جی! کرتا ہوں میں بار بار
بخشو اس لڑکی کو صحت تم برائے کردگار

سیدا : لو میں پیروں پر تمھارے رکھتا ہوں سر اے گرو!
کیجیے آباد جلدی تم مرا گھر اے گرو!

رانجھا : ہووے گی اس کو شفا، کیوں کرتے ہو رنج و الم
ویسا تم لاؤ بجا، کہتے ہیں جیسا تم کو ہم
جو ہے مندر ناگ[۱۴] کا اس شہر کے در پر بڑا
تنہا اس میں آج کی شب اس کو چھوڑ آؤ ذرا
ہوش اس دیوانی کو کل صبح تک آ جائے گا
یار سے اپنے ملے گی، چین دل بھی پائے گا

سیدا : کل ہی کیا مجھ سے ملے گی میری پیاری گل عذار؟
جب تو اس کو آج ہی چھوڑ آؤں گا اے نام دار!

رانجھا : خیر میں ہوتا ہوں رخصت، کل یہاں پھر آؤں گا
فضل حق سے ہے یقیں، اچھا اسے کل پاؤں گا

[رانجھا کا جانا، چوچک سیدا سے کہنا]

چوچک : سن اے سیدا! باغ میں مندر کے لے جا لا کلام
ہووے گی حاصل شفا فضل خدا سے عقل خام

سیدا : سیر کو تم باغ کی اس دم چلو اے گل بدن!
رات میں جاتا رہے گا تیرا سب دیوانہ پن

[جانا سب کا]

باب دوسرا

پردہ چوتھا

مندر

[رانجھا (کا) ھیر کے انتظار میں گانا[1]]

رانجھا ٹھمری[2]

مجھ پر ھوا آج فضل خدا
ملے گی وہ مجھ سے مری دلربا
راہ میں بے سک وہ آتی ھوگی
یاں سے لے جاؤں گا اس کو بھگا ــــ مجھ پر

[رانجھا (کا) مندر کے اندر جانا ، سیدا (کا) ھیر کو لے آ کے مندر میں
چھوڑ جانا ، رانجھا (کا) آ کر ھیر کو گلے لگانا]

ھیر ــــ ٹھمری[3]

چلیے پیارے ، چلیے رانجھا جانی ھمارے چلیے
ورنہ ابھی آ جائیں گے سارے ، جانی ھمارے چلیے
ساتھ ھوا ہے اللہ اللہ کرکے اپنا صنم اب تو
ھم سے دشمن ھارے ھمارے جانی ھمارے چلیے

[جانا رانجھا و ھیر کا ، بعد سیدا آ کے]

---

۲ - دھن بھیرویں ، تال کہروا - طرز : دروجوا میں ٹٹیاں لاگ رھیں -

۳ - دھن بلاول ، تال قوالی - طرز : آؤ پیتم او پیتم او پیتم آؤ -

سیدا ——— ٹھمری[۴]

بر یہ رات گذر گئی ساری
لنا گھر اے پیاری![۵]
لدی بولو پیاری کہاں ہو؟
کھ ہے تم بن بھاری ——— ہیر
وگی لے کیا ساتھ ہی بھاگا ؟
مشوق ہائے ہماری! ——— ہیر

[چوچک کا آنا ، سیدا کو روتے ہوئے دیکھ گھبرانا]

ابیات

وچک : ہوئی کیا اے سیدا! شفا ہیر کو؟
کہاں چھوڑ بیٹھا وہ دل گیر کو

یدا : کروں آپ سے عرض کیا اے چچا!
وہ جوگی تھا شاید بڑا پُر دغا
یہاں تو نظر ہیر آتی نہیں
وہ جوگی اسے لے کے بھاگا کہیں

[سیدا (کا) تلاش کو جانا ، چوچک کا رونا]

چوچک ——— ٹھمری[۶]

ت لگائے کے آ کھرے بیٹی نے
وری لاج گنوائی رے ——— پیت

---

۴ - دھن بھیرویں ، تال پنجابی ٹھیکہ - طرز : کہاں گئو شہزادہ جانی پیارا -

۶ - دھن کھماچ ، تال پنجابی ٹھیکہ - طرز : پیتم بہت لگائے کے (دھن اور طرز کا حوالہ حافظ عبداللہ کے مرتبہ نسخے سے مرتب نے لیا -)

موھے رسوا اے لڑکی
کر دیا ھائے تو نے نگر میں
یار کے ساتھ گئی گھر چھانڈ
بات موری دھول میں ملائی رے

[حوچک کا حانا]

باب دوسرا

پردہ پانچواں

راستہ

[سیدا (کا) تلاش ھیر میں گریہ و زاری کرتے ھوئے آنا]

سیدا ــــ لاؤنی[1]

کسی کو منہ نہ دکھلاؤں[2]
ھے بہتر ڈوب مر جاؤں
بے سک عزت مرد کی ھے عورت کے ھاتھ
بے عزت ھے وہ جیسے ھو بد عورت کا ساتھ
کرکے میں عورت پچھتاؤں
ھے بہتر ڈوب مر جاؤں
بد عورت جس مرد کی ھوتی ھے اے یار
جینے کا اپنے مزا وہ پاتا نہیں زنہار[3]
مزا کیا اور میں پاؤں
ھے بہتر ڈوب مر جاؤں
رانجھا کا جب تک نہ میں کر لوں کام تمام
کھانا پینا تب تلک ھے گا مجھ پہ حرام
اسے میں قبضے میں لاؤں
ھے بہتر ڈوب مر جاؤں

[سیدا کا جانا]

---

۱ ۔ دھن ضلع کلیان ، تال بریلوی ٹھیکہ ۔ طرز : ہیتم پیارے بھئے سن کے ۔

باب دوسرا

پردہ چھٹا

مسافر خانہ

[داروغہ (کا) مایوس ہو (کر) گانا]

داروغہ - غزل[1]

کوئی مسافر آتا نہیں ہے سرا میں آج
کتا بھی کوئی جاتا نہیں ہے سرا میں آج
کھانے کو کون دے مجھے بھوکا نہ کیوں رہوں
کوئی بھی روٹی کھاتا نہیں ہے سرا میں آج
کوئی مسافر آتا نہیں مر گئے کیا سب
ھاتھ ایک پیسا آتا نہیں ہے سرا میں آج

[رانجھا و ھیر کا آنا]

ھیر و رانجھا ــــــ ٹھمری[2]

چھوڑ دیس کو آئے مسافر ، کئی کوس کی کاٹی منزل ،
چین نہ پائے مسافر
ھم کو سرا میں دیجے اترنے ، حال سنائے مسافر
چھوڑ دیس -

---

۱ - دھن برھمس ، تال دادرا - طرز : گر ھم نے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا -
۲ - دھن کالنگڑا ، تال پنجابی ٹھیکہ - طرز : دیس چھوڑ کے آئے مسافر -

داروغه ـــــــ غزل[۳]

گھر ہے تمھارا ، سرا تمھاری[۴] ، ہم ہیں تمھارے ، پیسا لاؤ
پیسا نہیں تو دشمن ہیں ہم ورنہ پیارے ، پیسا لاؤ
پیسا[۵] پدر ہے ، پیسا مادر ، پیسا بھائی ، پیسا بہن ہے
پیسے کے ہیں اس دنیا میں رشتے سارے ، پیسا لاؤ
پیسا نہیں تو آگے میرے غلام سے بھی بدتر ہو
پیسا ہو تو صاحب ہو ، آقا ہو ہمارے ، پیسا لاؤ

ابیات

رانجھا : کہتا ہوں کھا کے قسم بالکل ہے حال ابتر مرا
پاس اپنے ایک کوڑی ہو تو ہوں مجرم ترا

داروغه : گر نہیں کوڑی ، سرا میں بھی نہ جانا چاہیے
جو ہو مجرم ، اس کی خاطر قید خانہ چاہیے

[ہیر (کا) موتی کا ہار اپنے گلے سے نکال (کر) داروغہ کو دینا]

ہیر : ہو مبارک قید خانہ تجھ کو اے مردود! لے
رنج و غم کر دل سے اپنے سارے تو نابود ، لے

داروغه : یہ تمھارا گھر ہے ، اب تشریف صاحب لے چلو
اور بھی مردود یا خنّاس یا شیطاں کہو

رانجھا : آج کل پیسے سے مطلب اور ہے پیسے سے کام
دیکھو جس کو وہ نظر آتا ہے پیسے کا غلام

[رانجھا و ہیر (کا) سرا کے اندر جانا ، سیدا کا آنا]

---

۳ ـ دھن کلیان ، تال قوالی ـ طرز : لٹکن سے ہیں جنگ یہ جاتے ـ

سیدا ــــ غزل[۶]

کہہ دو اے داروغہ جی! حال سارا
کسی نے یہاں آ لیا ہے اتارا ؟ ـــــ کہہ دو
ہے ایک عورت اک مرد کے ساتھ
برباد وہ کر گئی گھر ہمارا ـــــ کہہ دو
بتا ان کا دو تم مجھ کو اگر تم
مانوں گا تا عمر احسان تمہارا ـــــ کہہ دو

ابیات

داروغہ : جو ایسا پاس ہو صاحب تو ہم سے بات کیجے گا
ابھی اک بانو ، دیکھو ، دے گئی یہ ہار موتی کا

[داروغہ (کا) ہار سیدا کو دکھانا ، سیدا (کا) ہار پہچان کے کہنا]

سیدا : (اپنے آپ سے)
پاس داروغہ کے بے شک ہیر کا ہے ہار یہ
رانجھا اپنے قتل کو تو دے گیا تلوار یہ
مثل بوڑھے کے ، ابھی میں بن کے آتا ہوں شتاب
ہوں گا پھر خدمت میں اِن دونوں کی رہ کر کامیاب

[سیدا (کا) ہار کو گھورنا[۷]]

داروغہ : کیوں نہیں اِس ہار پر سے تیری اٹھتی ہے نظر؟
چل نکل ، آنا یہاں کیسے میں اپنے لا کے زر

[سیدا کو نکال دینا]

---

۶ ـ دھن دیسکار ، [illegible] ـ طرز : رٹ نام حب نام ورد
[illegible] ـ (یہ عرض [illegible] و [illegible] طرز کے
مطابق ہے ـ اس [illegible] کے آخر میں ـ یکہ ئے ـ
مرتب)

پان سو کا ہار ہے ، ہو کیوں نہ میرے دل میں جوش
اِس خوشی میں اک برانڈی کا کروں میں شیشہ نوش

داروغہ ـــــــ غزل[8]

برانڈی میں وہ لذّت ہے ، اھاھاھا اوھوھوھو!
نہ ایسا کوئی شربت ہے ، اھاھاھا اوھوھوھو!
جہاں میں جب تلک جینا ، برانڈی تب تلک پینا
اسی سے دل کو راحت ہے ، اھاھاھا اوھوھوھو!
برانڈی پر ہے صدقے جاں ، برانڈی نوش ہوں ہر آن
برانڈی ھی سے فرحت[9] ہے ، اھاھاھا اوھوھوھو!
وہ ہے دنیا میں کیوں جیتا ، برانڈی جو نہیں پیتا
برانڈی کیا ھی نعمت ہے ، اھاھاھااوھوھوھو!
نہ مالن[10] جی کو بھاتی ہے ، نہ مجھ کو رم[11] خوش آتی ہے
برانڈی ھی سے الفت ہے ، اھاھاھااوھوھوھو!

[سیدا (کا) ایک بوڑھے کے لباس میں آنا]

ابیات

سیدا : مجھے بتلا سرا کا در کہاں ہے ؟
داروغہ : اجی یہ در ہے ، لیکن زر کہاں ہے؟
سیدا : ارے کرتا ہے زر زر کیا ، یہ لے زر
داروغہ : تو صاحب ہے سرا یہ آپ کا گھر

[داروغہ (کا) سیدا کو سرا کے اندر لے جانا ، ھیر و رانجھا کا آنا]

---

۸ - دھن دیس . تال قوالی - طرز : عجب ہے روئے نورانی
اھاھاھا اوھوھوھو -

رانجھا ــــ ـ ـ ـ غزل[۱۲]

تمہارے کاکل شب رنگ کو جو یاد کرتے ہیں
شب تیرہ میں غم کے مارے وہ فریاد کرتے ہیں[۱۳]
خراماں ناز سے ہو گر کبھی گلشن میں اے گل رو!
تو کیا کیا رشک قد پر ، سرو اور شمشاد کرتے ہیں
کیا گلزار عالم وقف ، ہے جو باغ بان دھر
تو پھر کیوں بلبلوں کو قید یہ صیاد کرتے ہیں؟
ستم بھی ہو تو ایسا ہو ، عنایت ہو تو ایسی ہو
کبھی برباد کرتے ہیں ، کبھی دل شاد کرتے ہیں

ہیر ـ ـ ـ غزل[۱۴]

جناب ہم تو تمہاری رضا سے راضی ہیں
وفا کرو تو ہیں راضی ، جفا سے راضی ہیں
ہو واعظوں کو مبارک فضاے باغ ارم
تمہارے کوچے کی ہم تو ہوا سے راضی ہیں
کوئی ہو دیر سے راضی کوئی ہو کعبے سے
یہاں تو یار کی دولت سرا سے راضی ہیں
تو پائمال کرے ، یا کرے نہال ہمیں
جفا سے خوش ہیں تری اور عطا سے راضی ہیں

[سیدا (کا) حال دریافت کرنے آنا]

---

۱۲ ـ دھن جھنجوٹی ، تال قوالی ـ طرز : کسی کا درد دل ظالم کوئی...

۱۳ ـ دھن ضلع ، تال دادرا ـ طرز : سنبھالو تیغ ادا کو ذرا سنو تو سہی ـ

ابیات

سیدا : آپ صاحب کہاں سے آئے ہو؟
اور کہاں جاؤ گے ؟ بیان کرو
رانجھا : کچھ نہ پوچھو کہاں سے آئے ہیں
آپ تشریف کیوں یاں لائے ہیں ؟
سیدا : میں تو رہتا ہوں بس اسی جا پر
کرتا خدمت ہوں لوگوں کی اکثر
میرے لائق اگر ہو کوئی کام
آپ فرماؤ ، یہ کرے گا غلام[10]
رانجھا : بس کہ ہے مجھ پہ تشنگی غالب
تھوڑے پانی کا بندہ ہے طالب
سیدا : لے کے آتا ہوں پانی جلد حضور

[اپنے آپ سے[16]]

زھر پانی میں اب ملاؤں ضرور

[سیدا (کا) پانی میں زھر ملا کے دینا]

لیجے صاحب یہ نوش کیجیے آب
اس میں لے آیا ہوں ملا کے گلاب
رانجھا : یہ بڑی تم نے مہربانی کی
کب تھی امید ایسے پانی کی

[سیدا کا جانا]

رانجھا : لو مری جان! نوش کیجیے آپ
هیر : نہیں اے میرے پیارے! پیجیے آپ

[رانجھا (کا) پانی پی کے ، آہ مار کے کہنا]

رانجھا : وہ بھیس میں بوڑھے کے تھا سیدا ہی ستم گر
پانی میں دیا اس نے مجھے زہر ملا کر
لی اس نے دعا کرکے مری جان ، صد افسوس!
بس پورا ہوا اس کا اب ارمان ، صد افسوس!
جب ہجر میں مرنے لگے ہم ، اے مری پیاری!
اس وقت قضا کیوں یہاں آئی تھی ہماری[17]
جس وقت ہمیں وصل سے خالق نے کیا شاد
اس وقت ہمیں کافر نے کیا ہے مجھے برباد
رنجیدہ نہ ہو تو ، ترے قربان گیا میں
صدقے میں ترے ، دنیا سے اے جان! گیا میں
اک بوسہ دے لب کا ، بس اب ارمان یہی ہے
بے جان کے لیے اے مری جان! جان یہی ہے
[ہیر کے لب سے لب ملا کر]
اللہ ترا حافظ[18] اے مری ہیر ہے رخصت!
اب تجھ سے ترا عاشق دل گیر ہے رخصت!

[رانجھا کا مر جانا]

ہیر — نوحہ[19]

بہا مجھے کیوں چھوڑ کے دنیا سے سدھارے
ہے ہے مرے پیارے!
تم ساتھ مجھے لے چلو ، میں صدقے تمہارے
ہے ہے مرے پیارے!

---

١٩ ۔ دھن سندھ بھیرویں ، تال دادرا ۔ طرز : فرمانے سے تیرے مجھے انکار نہیں ہے ۔

تم مجھ کو مناتے نہیں، میں روتی ہوں افسوس
اے میرے دل آرام!
کیا اٹھ گئی ہے چاہ مری دل سے تمہارے
ہے ہے مرے پیارے!
فردوس کے گلزار میں اب سیر کرو تم
کیا ہم سے عرض اب
کرتے رہو تم حور و غلماں کے نظارے
ہے ہے مرے پیارے!
افسوس مرا راج اُلٹا، ہوگئی برباد
فریاد ہے فریاد
صد حیف گئے دشمن جاں تیرے نہ مارے[20]
ہے ہے مرے پیارے!
کوئی یار تھا اپنا، نہ کوئی اپنا مددگار[21]
دو ایک تھا دلدار
سایہ نہ کسی کا رہا اب سر پہ ہمارے
ہے ہے مرے پیارے!
ماں باپ ہیں سر پر نہ کوئی مونس و غم خوار
اب کہیے مرے یار!
دنیا میں کروں زندگی[22] اب کس کے سہارے؟
ہے ہے مرے پیارے!

[سیدا (کا) لباس اصلی میں آنا]

سیدا ۔ — غزل[23]

بھی چاہیے سزا ہی ، مکّار کے لیے
کیوں دل میں رنج کرتے ہیں عیار کے لیے
دار اب بھی اس خیال سے اے بیسوا! تو آ
سر تیرا ورنہ ہے مری بیزار کے لیے
کر دوں گا پائمال میں اس لاس کو بھی اب
چل یاں سے گھر کو رو نہ یہ[24] بدکار کے لیے

[سیدا (کا) ہیر کا ہاتھ پکڑ کے کھینچنا]

ہیر — ٹھمری[25]

ارے مار ڈال تو ، جینا نہ مجھکو بھائے رے
خاک میں جس کا صنم ایسا مل جائے
اُس کے دل کو چین کیسے آئے رے

[سیدا (کا) رانجھے کے لاشے کو لات سے مارنا ، ہیر (کا) غضب ناک ہو (کر) خنجر نکالنا[26]]

ابیات

ہیر : ستم گار مت کر ستم مُردے پر
خدا کا نہیں تجھ کو خوف و خطر ؟

[ہیر (کا) خنجر سے سیدا کو ہلاک کرنا ، سیدا (کا) تڑپتے (ہوئے) کہنا]

---

۲۳ ۔ دھن ضلع کافی ، تال دادرا ۔ طرز : گر ہم نے دل صنم کو دیا ۔
۲۵ ۔ دھن غارا ، تال دادرا ۔ طرز نو : اجی بریاں لے گئی ۔

سیدا : کیے[۲۷] بیسوا نے ہے مجھ کو تمام
مٹا صفحے سے ہستی کے میرا نام
صد افسوس اِس کا میں دیوانہ تھا
مئے عشق سے اِس کے مستانہ تھا
کیا ہائے سینہ مرا چاک چاک
چچازادی نے مجھ کو کر دی[۲۸] ہلاک

[سیدا کا مر جانا]

ہیر ـــ ٹھمری[۲۹]

رُوس گئے موسے کاہے پیارے
ایسو کیا موسے بھیو پاپ ـــ رُوس
ہیر پکارے رانجھن رانجھن !
رانجھن سے تھی ہیر سہاگن
چھانڈ گئے ، وہ تو ہو گئی ابھاگن[۳۰]
مٹ گئے سکھ سارے ـــ ایسو
چین نہیں تم بن موہے بھاوے
تلپ تلپ مورا جیا جاوے
جیون ، جیون ناتھ نہ بھاوے
اب جیون سے ہارے ـــ ایسو
موری پیت میں پران دیے تم
پیت میں پیتم نام[۳۱] کیے تم[۳۲]
مر گئی میں ، اے سیاں جیے تم
موہے کوئی مار ڈارے ـــ ایسو

---

۲۹ ـ دھن سندھ بھیرویں ، تال پنجابی ٹھیکہ ـ طرز : عم
موری کیسے کٹے باری ـ

هیر ۔ ۔ آخری نوحہ[٣٣]

کیوں ہوئے[٣٤] مجھ پہ خفا، ہائے میرے دل ربا!
کیا ہوئی مجھ سے خطا ، ہائے میرے دل ربا!
جاتے ہیں اب میرے ہوس، دیکھ کے تجھ کو خموش
منہ سے تو بولو ذرا ، ہائے میرے دل ربا!
چھوڑ کے تنہا مجھے، خلد میں تم جا بسے
تھی یہی شرط وفا؟ ہائے میرے دل ربا!
جینے کا ہے کیا مزا ، ہجر میں تیرے بھلا
بس لو مجھ کو بلا ، ہائے میرے دل ربا
ہوتی ہے قربان یار ، تجھ پہ تری جان نثار
کاٹ کے اپنا گلا ، ہائے میرے دل ربا!

[[٣٥]خنجر سے گلا کاٹ کے مر جانا ہیر کا]

ڈراپ سین

تمام شد

---

٣٣ ۔ دھن بروا ، تال پشتو ۔ طرز : مر گئی تو ناگہاں ہائے میری دلربا ۔

حواشی سانحۂ دلگیر

عرف

رانجھا ہیر

تختۂ نائک

۱ - ہیرو کا نام مرد کرداروں کی فہرست میں چوتھے نمبر پر درج تھا ، یعنی مروّجہ طریقے کے مطابق نہ پہلے سب مردوں اور پھر سب عورتوں کے نام درج تھے ، نہ کرداروں کے نام اُن کے اسٹیج پر آنے کی باری کے مطابق تھے ، اِس لیے مرتّب نے ہیر کا نام چوتھے نمبر سے کاٹ کر سہیلیوں سے پہلے درج کرنا مناسب سمجھا -

باب پہلا

پردہ پہلا

۲ - محل اکاسی : اکاسی اوپر کی منزل میں کمرے کے سامنے کے چبوترے یا برآمدے کو کہتے ہیں - (پلیٹ ، صفحہ ۶۹ ، کالم ۲ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۶۰ع)

۳ - سوتی ہوئی نظر آنا : دکنی محاورہ ، ورنہ چاہیے تھا ''سوئے ہوئے نظر آنا -''

۵ - ۹- ۱۵ دیکھی : دکنی محاورہ -

۶ - ہیر ، مضطرب بام سے نیچے آترنا : اصل میں ہے ''ہیر بام سے مضطرب آترنا - ''

۷ - واضح نہیں کیاگیا تھا کہ جلیسیں اسٹیج پر کب آتی ہیں اس لیے آن کے آنے کا موقع مرتّب نے واضح کر دیا -

۱۰ - ہیں خشک لب : اصل میں ہے : ''ہے خشک لب -''

۱۱ - یہ : دکنی محاورہ -

۱۳ - اک جواں : اصل (دکنی طرز تحریر کے مطابق) ''یک جواں'' ہے -

۱۶- سہیلیاں کا : جمع بنانے کا دکنی انداز -

پردہ دوسرا

۲ - تیری حقیقت . . . . ماہر ہے : اصل میں ہے ''تیری حقیقت سے کچھ بندہ تیرا ماہر ہے''۔ تصحیح قیاسی کی گئی -

۳ - چاہے تو . . . . دے گا ذلت : اصل میں ہے ، ''چاہے تو جس کو دیتا عزت چاہا جسے دے گا ذلت -'' تصیح قیاسی -

۵ - دکنی محاورہ -

۶ - یہ ٹھمری مرشد گاتا ہے - مرشد سے مراد غالباً درویشوں میں سے وہ شخص ہے جو اسٹیج در مقابلہ بزرگ یا نمایاں نظر آتا ہوگا -

۷ - میا (ہندی) : شفقت

- - -

پردہ تیسرا

۲ - دکنی محاورہ بہ معنی 'آس' -

۶ - یہاں ہیر کے رد عمل کے لیے ''گھبرانا'' کا لفظ سٹیج اور سین کے اختتام کے خیال سے صحیح معلوم نہیں ہوتا - چنانچہ سین تشنہ سا رہ جاتا ہے - سٹیج پر ''سوچ میں پڑے رہ جانے'' یا ''فکر مند ہونے'' یا اسی قسم کے کسی دوسرے رد۔ عمل کے ذریعے سین ختم ہوتا ہوگا -

- -

پردہ چوتھا

۷ - مارے : دکنی محاورہ ورنہ مارا چاہیے تھا -

پردہ پانچواں

۴ - کوار میں . . . کوئلیا : اصل میں ہے "کوار میں بولی کوئل یاں" تصحیح قیاسی کی گئی ہے ۔

۱۲ - ٹھمری پر حاشیے کا نمبر ۵ کی بجائے ۱۱ ، اور اسی صفحے پر نمبر ۱۲ غلطی سے لکھا گیا ۔

پردہ چھٹا

۱ - رانجھا . . . آنا : اصل میں ہے "رانجھا و ھیر میں احوال فرقت کا تے آنا ۔"

۳ - فضا . . . بیتاب : اصل میں یوں لکھا ہے "فزا دیکھ کر ھر ایک شجر کی دل ہے میرا بیتاب ۔"

۶ - حاشیے کا نمبر غلطی سے لکھا گیا ۔

۷ - پیا جو جام محبت کا : دکنی محاورہ - مطلب ہے جس نے پیا ۔

۸ - ایک جی . . . قربان : اصل میں ہے "ایک جی کیا ہے ، لاکھوں ھو تو یار پر ہے قربان ۔"

پردہ ساتواں

۲ - حاشیے کا یہ نمبر غلطی سے لگ گیا ۔

۳ - دکنی محاورہ ۔

۴ - ھیں خاص ترے . . . چھوٹے : غالباً عام کے قافیے سے خیال "خاص" کی طرف گیا اور یہ بے معنی سا مصرع کہا گیا ۔

٦ - بیان تو کر . . . گھبرایا : اصل میں صرف اتنا ہے ''بیان تو کر ایسا کیا غم ۔'' حافظ عبداللہ نے بہ ادنیٰ ترمیم اس ڈرامے کو اپنے نام سے شائع کیا تو اس مصرعے ہی کو بدل ڈالا ۔ مرتب نے قافیہ حافظ عبداللہ کے ڈرامے سے لے کر تصحیح قیاسی کی ہے ۔

٨ - پتا : اصل میں ''بیا''۔ تصحیح قیاسی کی گئی ہے ۔

١١ - جس کو . . . دیکھی : دکنی محاورہ ۔

١٢ - اگر ''اچھی سے اچھی'' ہکانے کی صفت ہے تو یہ دکنی انداز تحریر ہے کیونکہ محاورے کے مطابق اچھا سے اچھا ہونا چاہیے ۔ بصورت دیگر اگر اچھی سے اچھی ، نعمتوں (اشیا) کے لیے استعمال ہوا ہے تو ''کو'' کا لفظ قدیم طرز تحریر کے مطابق ہوگا ۔

پردہ آٹھواں

٢ - اصل میں ہے ''تا عمر ہی غوطے کھائے ، پائے نہ کنارا ۔'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

٣ - دکنی محاورہ ۔

٤ - اصل میں ہے ''میں ڈوب رہا ہوں ، جاتا ہے تیرا سہارا ۔'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

٦ - اصل میں ہے ''بھوکا ہے فقیر یہ بخدا کچھ ہے کھلاتا ۔'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

٧ - دکنی محاورہ ۔

٨ - اصل میں ہے ''گدا کب تھا وہ سیدا اب اے رشک چمن جانے ؟'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

١٠ - ''ہرگز'' کے بعد زنہار حشو ۔

١١ - اصل میں ہے ''جنگل تو پاس تو ہے یہیں بہار'' - تصحیح قیاسی کی گئی ۔

باب دوسرا

پردہ پہلا

۱ - دکنی محاورہ ، ورنہ دیوانہ وار چاہیے تھا -
۳ - اصل میں ہے ''دلدار کیا تو نے خطا کیسی -'' تصحیح قیاسی کی گئی -
۴ - دکنی محاورہ -
۶ - دکنی محاورے کے مطابق ہے -
۸ - مانے ناہیں رے کاھے رے : اصل ''مان نے نائیں رے'' تصحیح قیاسی -
۱۰ - گھبرا کر کہنا : اصل ''گھبرایا ہوا کہنا'' تصحیح قیاسی -
۱۱ - دکنی محاورہ ہے -
۱۳ - اصل : ''خورشید اپنا ڈالتا مجھ پر لوا نہیں'' - بہ ظاہر یہ مصرع بے معنی ہے - ممکن ہے اس کی صورت یہ ہو : ''خورشید اپنا ڈالتا جب پرتوا نہیں -''

پردہ تیسرا

۱ - دیوانہ وار آنا ''اصل میں ''دیوانی وار -'' دکنی محاورہ
۳ - تیری تیغ آبرو . . . خوں : اصل ''تیری تیغ آبرو نے کیے خون لاکھوں -'' ممکن ہے قدیم محاورے یا شاید دکنی محاورے کے مطابق یہ مصرع یوں ہو : ''تری تیغ ابرو کیے خون لاکھوں -''

۵ ۔ دھن دھن . . . پسر : اصل ''دھن دھن سر ناوری آدہ موئی تو یہی ہے پسر ۔'' گجراتی میں پسر کا لفظ لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے اولاد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔

۹ ۔ پائی ہے : اصل ''پایا ہے ۔'' دکنی محاورہ ۔

۱۱ ۔ راحت اے مریض : اصل میں ''راست اے مریض ۔''

۱۳ ۔ اس عارضے کی پاس ترے : اصل ''اے حکیم اس وزضہ کی پاس تیرے ہے دوا ۔

۱۴ ۔ جو ہے مندر ناگ کا : اصل ''جو ہے مندر ناک کا اس شہر کے در پر پڑا ۔'' تصحیح قیاسی کی گئی ہے ۔ اس کھیل کو حافظ عبداللہ نے اپنایا تو انھوں نے بھی ''جو ہے مندر ناگ کا'' لکھا ۔

پردہ چوتھا

۱ ۔ انتظار میں گانا : اصل ''انتظاری میں گانا ۔''

۵ ۔ چلنا گھر اے پیاری : اگر یہ دکنی انداز نہیں تو ''چلنا'' کی بجائے ''چلو اب'' زیادہ مناسب تھا۔

۷ ۔ آکھر : اصل میں ہے ۔ اردو تلفظ ''آخر ۔''

پردہ پانچواں

۲ ۔ کسی کو منہ نہ دکھلاؤں : اصل ''نہ کسی کو منہ دکھلاؤں ۔''

۳ ۔ جینے کا اپنے . . . زنہار : رونق کی نجی زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ شعر اہم معلوم ہوتا ہے ۔

پردہ چھٹا

۴ ۔ سرا تمھاری : اصل ''سرا تمھارا ۔''

۵ ۔ پیسا پدرہے...بہن ہے : اصل ''پیسا پدرہے ، پیسا بھائی ، پیسا بہن ہے ، پیسا ماں ۔'' تصحیح قیاسی کی گئی ۔

۷ ۔ سیدا کا ہار کو گھورنا : اس ہدایت کا تعلق اوپر کے اشعار سے ہے ۔

۹ ۔ برانڈی ہی سے فرحت ہے : اصل ''برانڈی ہی سے فرصت ہے ۔''

۱۰ ۔ ہالن : شراب کا نام ۔ غالباً ہالینڈ کا مخفف جہاں کی بیئر ، جن اور وہسکی بھی مشہور شرابیں ہیں ۔

۱۱ ۔ رم : انگریزی شراب کی ایک قسم ۔

۱۳ ۔ حاشیے کا نمبر غلطی سے درج ہؤا ۔

۱۵ ۔ آپ فرماؤ . . . کرے گا غلام : اصل ''اپنا فرماؤ ، کرے گا یہ غلام ۔''

۱۶ ۔ ''اپنے آپ سے'' مرتب کا اضافہ ہے ۔

۱۷ ۔ اس وقت . . . آتی تھی ہماری (اصل) : مرتب کے خیال میں یہاں ''آئی تھی ہماری'' ہوتا تو زیادہ بہتر تھا ۔

۱۸ ۔ حاشیے کا نمبر غلطی سے لکھا گیا ۔

۲۰ ۔ صد حیف . . . تیرے نہ مارے : اصل ''صد حیف گئی دشمن جاں تیری نہ ماری ۔''

۲۱ ۔ نہ کوئی اپنا مددگار : کوئی بر وزن ''فع ۔''

۲۲ ۔ دنیا میں کروں زندگی : دکنی محاورہ ۔

۲۳ ۔ دکنی محاورہ ۔

۲۶ ۔ خنجر نکالنا : اصل ''ہیر غضب ناک ہو خنجر سے سیدا کی جان لینا ۔'' اصل میں یہ ہدایت قبل از وقت تھی ۔ مرتب نے ''خنجر سے سیدا کی جان لینا'' حذف کر کے صرف ''خنجر نکالنا'' کر دیا ۔

۲۷ - کیے بیسوا : دکنی محاورہ - ورنہ ''کیا بیسوا''
چاہئے تھا -

۲۸ - دکنی محاورہ - ورنہ ''کر دیا ھلاک'' چاہئے تھا -

۳۰ - ابھاگن : اصل ''چھانڈ گئے وہ تو ھو گئی بھاگن -''

۳۱ - ''نام کیے'' دکنی محاورہ -

۳۲ - کیے ہم : اصل ''کیے ھم -''

۳۴ - کیوں ھوئے مجھ پہ : اصل ''کیوں ھوئی مجھ پر -

۳۵ - یہ ھدایت مع لفظ ''ڈراپ سین'' کے ھیر کے آخری نوحے
سے پہلے درج تھی - وھاں اسے بے موقع سمجھ کر مرتب نے حذف
کردیا اور نوحے کے بعد جگہ دی -

— —

عجائبات پرستان

عرف

بہارستان عشق

عجائبات پرستان

میری معلومات کے مطابق ''عجائبات پرستان'' اب تک اردو رسم‌الخط میں شائع نہیں ہؤا - میری فرمائش پر جناب سید حسن صاحب پروفیسر پٹنہ کالج (پٹنہ) نے از راہ کرم اِسے گجراتی سے اردو رسم الخط میں منتقل کر کے مجھے مہیا کیا ہے - اُن کی اِس نوازش کے لیے میں بے حد شکر گزار ہوں - کتاب کا سرورق بھی گجراتی رسم الخط میں تھا - ڈرامے کے متن کے ساتھ اِسے بھی رسم الخط تبدیل کر کے بجنسہ شائع کیا جا رہا ہے -

عجائبات پرستان کے متعلق پروفیسر سید حسن ، پٹنہ کالج ، پٹنہ تحریر فرماتے ہیں[1] :

''رونق کے ڈراموں میں مزاحیہ عنصر بھی ہے لیکن یہ عنصر اصل پلاٹ سے جدا نہیں ، جیسا کہ بعد کے اکثر ، خصوصاً آغا حشر کے بعض ڈراموں میں ملتا ہے - رونق کے ناٹکوں کا یہ مزاحیہ عنصر قصے کے کرداروں کی گفتگو سے پیدا ہوتا ہے - اِس میں وہ فحاشی اور عریانی نہیں ہے جو بعد کے ڈراموں میں داخل ہوگئی تھی - کم از کم اُن ڈراموں میں جو میرے پاس موجود ہیں ، یہی وصف دیکھنے میں آتا ہے - اُن ناٹکوں میں سب سے زیادہ مذاقیہ حصہ عجائبات پرستان میں ملتا ہے بلکہ اِس ناٹک کے اصلی پلاٹ کی بنیاد ہی کچھ حد تک مزاح پر ہے -''

لیکن اِس انتخاب میں یہ ڈراما مزاح سے زیادہ اپنی

---

۱ - رسالہ ''نوائے ادب'' بمبئی بابت ماہ جولائی ۱۹۵۴ع

ایک اور خصوصیت کے باعث شامل کیا گیا ہے جس کی طرف پروفیسر صاحب موصوف نے بہت اختصار کے ساتھ ان لفظوں میں اشارہ کیا ہے: ''کچھ شبہ ہوتا ہے کہ شاعر شاعراں کے پردے میں رونق نے شاید اپنے کسی حریف کی ہجو کی ہے۔''

اگرچہ اس خیال کی شہادت کسی تحریر میں یا کسی کی زبانی نہیں مل سکی لیکن ڈرامے میں اس غرض کے لیے ایک سے زیادہ مقامات پر جو گنجائشیں پیدا کی گئی ہیں، شاعر شاعراں کی زبانی جو الفاظ جس برخود غلط انداز میں کہلوائے گئے اور آن پر ڈرامے کے دوسرے کرداروں کے ذریعے جلے دل کے پھپھولے جس طرح پھوڑے گئے ہیں، آن سے اچھا خاصا یقین ہوتا ہے کہ کسی ہم عصر شاعر نے رونق کے ڈراموں یا اس کی شاعری پر نکتہ چینی کی ہوگی جس کا جواب دل کھول کر دینے کے لیے رونق نے اخبارات و رسائل کی بجائے اس ڈرامے کا میدان تجویز کرنا مناسب سمجھا۔ اپنے حریف سے یوں انتقام لینے کی مثال اردو کے کسی دوسرے ڈرامے میں نہیں ملتی۔

بہت ممکن ہے شاعر شاعراں اس وقت کی دنیائے تھیٹر ہی سے تعلق رکھتا ہو کیوں کہ دوسرے باب کے پہلے سین میں وہ اپنے متعلق ایک لاونی میں کہتا ہے:

ہم نے رکھا خیال، ہیں گانے لاکھوں بنائے
سب طُرّے کلغی والوں کو بھی ہرائے
پر نہ شاعری کے دھیان میں مضمون آئے
ہس جاہلی کو لائق ہم نے پائے
چلو، جا کے کریں معشوق پر اپنی گھیرا

شاعر شاعراں نے رونق کی شاعری کے ساتھ غالباً
گروہ وکٹوریا پر یا اُس کے اُن ڈراموں پر جو رونق کے
لکھے ہوئے تھے ، ایسے انداز میں اعتراض کیے ہوں گے
جس سے گروہ کی شہرت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا
ورنہ وہ شاید اِس ڈرامے کو پیش کر کے اپنے تھیٹر کے
اسٹیج کو ایک ادبی جنگ کا اکھاڑا بنانا منظور نہ کرتے۔
پھر رونق نے شاعر شاعراں کو جنگلی شاہ کا مصاحب
بنایا ہے ۔ نا ممکن نہیں کہ اصل زندگی میں یہ جنگلی شاہ
بمبئی کے کسی حریف تھیٹر ہی کا مالک ہو جس کی شہ
پر شاعر شاعراں شر انگیزی کرتا اور اپنے شعر ناشناس
سرپرست سے انعام و اکرام بھی پاتا ہو ۔ اِس کا اشارہ پہلے باب
کے چوتھے منظر میں ملتا ہے جب شاعر شاعراں ، شاہ ثمرور
کے مصرعے پر بیہودہ سی گرہ لگاتا ہے اور جنگلی شاہ
کہتا ہے :

شاعران شاعر اب تو تجھ کو خلعت چاہیے

اِن باتوں کی طرف خیال نہ جاتا لیکن شاعر شاعراں
کے ادعا میں حماقت ، اور اُس کے متعلق دوسرے کرداروں
کی رائے زنی میں حقارت کا اظہار کچھ اِس طور سے موجود
ہے جس میں رونق کو ایذا پہنچنے کی تلخی نمایاں طور سے
جھلکتی نظر آتی ہے ۔

شاعر شاعراں کی پہلی تقریر در مدح خود ، اُس کا
رد عمل شاہ ثمرور پر ، مصرع پر گرہ لگانے کا نمونہ ، پھر
جنگلی شاہ کا شاعر شاعراں کی لکھی ہوئی غزل پڑھنا اور
شاہ ثمرور کے حکم سے دربار سے نکالا جانا ، اِن سب باتوں
میں ذاتی رنجش کے انتقام کا خیال تمثیل کی ضروریات پر

قدرے غالب معلوم ہوتا ہے -

دوسرے باب کے پہلے منظر میں شاعری کے کردار کی زبانی کہلوایا گیا ہے :

کسی کے شعر پُر رونق جو پاتے ہیں
بڑھانے کے عوض اُس کو گھٹاتے ہیں
یہ آپ اپنے کو جب ناحق بڑھاتے ہیں
تو عاجز ہو کے یہ ہم بھی سناتے ہیں
حریفاں بادہ‌ہا خوردند و کل رفتند
تہی خم خانہ ہا کردند و کل رفتند

کچھ آگے بڑھ کر شاعر شاعراں کو شاعری یوں مخاطب کرتی ہے :

'تو آپ اپنی ہی مارے ہے لاف ہم سے
ہے پھر چاہتا کیسا انصاف ہم سے
نہیں اشرف حال ، ہو قائل قال
اے سفلے تو کیا ہوگا اشراف ہم سے
تو مجرم جہاں میں ، میں دنیا میں رونق
غلیظ ہوگا ، تو ہوگا کیا صاف ہم سے

آخر میں شاعری یہ کہہ کر رخصت ہو جاتی ہے :

جو ہم ایسے خراباتی نہ ہوتے
صفائی تم میں پھر جاتی ، نہ ہوتے
اے جنگلی تم ہی گر آ کر نہ بستے
تو پھر شہروں میں دیہاتی نہ ہوتے

غرض شاعر شاعراں جہاں کہیں بھی آتا ہے ، مکالموں میں خود اُس کی زبانی نامعقول اور دوسروں کی زبانی چُبھتی ہوئی ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جن سے یہ

بات چھپی نہیں رہتی کہ رونق اپنے اِس ڈرامے میں شاعر شاعراں سے انتقام لینے پر تُلا ہوا ہے -

جہاں تک اِس ڈرامے کا تعلق ہے ، ''عجائبات پرستان'' خاصا کمزور کھیل ہے - اِس کی کہانی نہ ہونے کے برابر ہے - کھیل کی منطق بعض مقامات پر غیر تسلی بخش ہے - تسلسل میں بھی کوئی حسن نظر نہیں آتا بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ کھیل فی الحقیقت پہلے ہی باب کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے - دوسرا باب غالباً کھیل کی مدت بڑھانے کے لیے لکھا گیا ہے - اِس میں کوئی خاص ایسی بات نہیں ہوتی جو مرکزی خیال سے اہم تعلق رکھتی ہو -

کرداروں کے اغراض و مقاصد اگر کچھ ہیں بھی تو اُن میں گرفت نہیں - کرداروں کے انکشاف میں بھی بےساختگی نہیں - صنوبر پری باغ ارم کے شہزادے شمشاد پر عاشق ہو کر اُسے اٹھا لاتی اور اُس کی بے التفاتی سے بگڑ کر قلعے میں قید کر دیتی ہے - پرستان میں اُس کے عشق کا چرچا ہوتا ہے تو پریاں اُسے ایک تو آدم زاد کی محبت میں گرفتار ہونے پر لعن طعن اور دوسرے اِس بات پر ملامت کرتی ہیں کہ تو بوالہوس اور موذی ہے کہ اپنے محبوب کو قید کر کے خوار کر رہی ہے ، جس پر صنوبر پری بغیر کسی حیل و حجت کے یکایک یہ جواب دیتی ہے :

اگر اُس کو اپنا پسند ہے رقیب
تو اُس کو بنا دیں گے اُس کا حبیب
ملا دیں گے ہم اُس کے دلدار سے
نہ ہرگز کریں رشک اغیار سے

صنوبر پری سے شہزادے کے ملتفت نہ ہونے سے یہ

نتیجہ اگر خود ہی نکال لیا جائے کہ اسے کوئی ''رقیب'' پسند ہے تو اِس بات کا سراغ کہیں نہیں ملتا کہ یہ کون ہے اور شمشاد کو یہ رقیب کہاں کہاں اور کن حالات میں پسند آیا اور اس عشق کا حال صنوبر پری کو کیوں کر معلوم ہؤا ۔

بہر حال شمشاد سے اپنی رقیب گلبدن کا نام معلوم ہوتے ہی صنوبر پری شمشاد کو گلبدن سے ملانے لے جاتی ہے ۔ اِس کے بعد گلبدن اپنے محل میں ''غمزے کرتے ہوئے آتی ہے'' ۔ صنوبر وہاں شمشاد کو لے کر پہنچتی ہے تو گلبدن شمشاد کو دیکھتے ہی اُس پر فریفتہ ہو جاتی ہے ۔ یہاں بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اِس سے پہلے ایسا کیا موقع پیدا ہؤا تھا جب گلبدن تو شمشاد کو نہ دیکھ سکی مگر شمشاد اُسے دیکھ کر اُس پر عاشق ہوگیا ۔

پروفیسر سید حسن کی رائے کے مطابق کھیل میں مزاح کا عنصر موجود ہے اور جس زمانے میں یہ کھیل لکھا گیا ، اُس کا خیال رکھتے ہوئے ایسا نہیں کہ نظر انداز کر دیا جائے ۔ گمان غالب ہے کہ چاہنے والوں میں ایک شہزادی کے کپڑے ڈالنے کا جو ڈھب اِس کھیل میں استعمال کیا گیا ، اُس زمانے کے تماشائیوں میں مقبول ہؤا ہوگا ۔ یہ اِس سے ظاہر ھے کہ یہی موضوع بعد کے چند کھیلوں میں پیش کرنا دوسرے ڈراما نویسوں نے نامناسب نہ سمجھا ۔

سید امتیاز علی تاج

۱۰ - جنوری ۱۹۶۶ع

عجائبات پرستان

عرف

بہارستان عشق

ناٹک دو باب کا

واسطے گروہ وکٹوریا ناٹک کے

تالیف کیا

منشی محمود میاں متخلص بہ رونق نے

اور

چھاپ کے اظہار کیا واسطے خاص و عام کے

مالکان

گروہ وکٹوریا ناٹک کے حکم سے

جہانگیر بیچن جی کرانی اور کاوس جی پستن جی شریک نے

زبان اردو حرف گجراتی

بمبئی الائنس پرنٹنگ پرس نا[1] ، ے مشین اسٹریٹ

کاوس جی پستن نے چھاپا چھے[2]

عیسوی سنہ ۱۸۸۳ انگریزی[3]

---

۱ ۔ گجراتی ، یعنی 'میں' - ۲ - بمعنی 'ہے' - ۳ - غیر ضروری

تمثیلِ ناٹک

ثمرور	:	بہارستان کا بادشاہ
والیِ کشمیر	:	کشمیر کا شاہ ، گلبدن کا جھوٹا عاشق
صاحب عالم	:	شاہ ایران ، گلبدن کا جھوٹا عاشق
شمشاد	:	باغ اِرم کا شہزادہ ، عاشقِ گلبدن ، معشوق صنوبر
مُلاّ	:	گلبدن کا استاد ، شاعری کا عاشق
شاعر شاعراں	:	ایک بے وقوف شاعر ، جاہلی کا عاشق
جنگلی شاہ	:	ایک لُٹیرا ، گلبدن کا جھوٹا عاشق
سمن رُو	:	صنوبر کی بڑی بہن
صنوبر	:	پرستان کی پری ، شمشاد کی عاشق
گلبدن	:	بہارستان کی شہزادی ، ثمرور کی بیٹی ، شمشاد کی معشوقہ
جاہلی	:	ایک بن وارث عورت ، شاعر شاعراں کی معشوق
شاعری	:	ایک بن وارث عورت ، ملاّ کی عاشق

پریاں ، دیو ، درباری وغیرہ

مقام : پرستان ، اِرم ، بہارستان

باب پہلا

پردہ پہلا

پرستان

[صنوبر پری کا افسوس کرنا شہزادہ شمشاد کے لیے]

صنوبر : **غزل**[1]

بگو اے دل! من چہ چارہ سازم[2]
نہیں تو اُس کو قبول ہوگا ــــــ بگو
چہ طور امیدِ تو بر آرم
واں حرفِ مطلب فضول ہوگا ــــــ بگو
او من ! توری ہٹ سے لاج موری
گئی ہے ، سب نے لگائی چوری
کہ ہست یارِ تو ابنِ آدم
وہ کیسا[3] مجھ کو حصول ہوگا ــــــ بگو
زہے جمال او نورِ واحد
فَانْ سَجَدْنَا اِلَیہٖ نَسْجُدْ
ہے روپ ونتا پیارو پیتم
نہ وصل ہم کو وصول ہوگا ــــــ بگو
مرا می گویند ہمہ پری زاد
کیوں آدمی کو تو کرتی ہے یاد؟
اگل نہ کاکا کہ ہنسا تو، تم[4]
جہاں میں رسوا ملول ہوگا ــــــ بگو

---

۱ ۔کلیاں : تمام عالم کے گلستاں میں ـــ طرز

[کئی پریوں کا مع سمن رُو کے آنا اور صنوبر پر
عشقِ آدم زاد کے سبب لعنت و ملامت کرنا]

سب پریاں : **غزل**[۶]

جلد ہو جا اے صنوبر ٗتو پرستان سے دور
ہوئے گا ورنہ ترا جسم تری جان سے دور —— جلد
آدمی زاد سے مل کر تو ہوئی ہے ناپاک
پاک ہونا ہے تو ہو جلد ٗتو انسان سے دور —— جلد
ٗتونے پریوں کو پرستاں کی لگایا ہے عیب
کام یہ تونے کیا ہائے ! تری[۶] شان سے دور —— جلد

صنوبر : **غزل**[۷]

الٰہی کس بےگنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے
کہ[۸]آج کوچے میں اُس کے سور بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ہے — الٰہی
غمِ جدائی میں اُس کے ظالم کہوں میں کیا مجھ پہ کیا بنی ہے
جگر گداری ہے، سینہ کاوی ہے، دل خراشی ہے، جاں کنی ہے —— الٰہی
بشر جو اِس تیرہ خاکداں میں پڑا یہ[۹] اُس کی فروتنی ہے
وگرنہ قندیلِ عرش میں بھی اُسی کے جلوے کی روشنی ہے —— الٰہی
خدنگِ مژگاں سے ذوق اُس کے، دل اپنا سینہ سپر ہے جب سے
مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوارِ آہنی ہے —— الٰہی

---

۵ - بکھرے چھرے پہ وہ جو —طرز (راگنی کا نام در
میں ہے - مرتب)
۷ - صلع ، حھنجوٹی : سہ سہر خالق —طرز

سمن رو : **غزل[10]**

اول ہی سے بشر کو ہے رغبت خلاف سے
لیتا تھا کام منہ کا شکم میں بھی ناف سے ــــــــ اول
گردش ہے اس کی چشم کی کیوں تیرے دل کے گرد
کافر کو کام کعبے کے کیا ہے طواف سے ــــــــ اول
لڑتی ہے گو نصیب سے گا ہے[11] فلک سے تو
فرقت کی رات کم نہیں روزِ مصاف سے ــــ ــــ اول

صنوبر : **غزل[12]**

موت ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو
غسلِ میّت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو ــــــــ موت
گر پڑے ہے آگ میں پروانہ سا کرمِ ضعیف
آدمی سے کیا نہ ہو لیکن محبت ہو تو ہو ــــــــ موت
آدمیت سے ہے اعلیٰ آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہیں ہو، پست قامت ہو تو ہو ــــــــ موت
ہو تو ہو آباد کیوں کر یہ خراب[13] آباد دل
عشقِ غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو ــــ ــــ موت

مسدس

سمن رو : ترا عشق کیسا ہے یہ، نابکار!
کہ معشوق تیرا ہے جو گل عذار

---

۱۰ ۔ جھنجوٹی : دار فنا سے دل کو ــ طرز ۔
۱۲ ۔ کیا ذرا سی بات میں ــ طرز ۔ (راگنی مذکور نہیں ہے ۔ مرتب)

آسے قید کرکے کیا تو نے خوار
نئے رنج سہتا ہے ۔ نت دل فگار
اری بوالہوس! کیسی عاشق ہے تو
اری[14] موذی! محبوب فاسق ہے تو

صنوبر : اگر اُس کو اپنا پسند ہے رقیب[15]
تو اُس کو بنا دیں گے اُس کا حبیب
مریض ہوگیا جس کا اپنا طبیب
وہ[16] رشکِ مسیحا کے ہو کر نصیب
ملا دیں گے ہم اُس کے دلدار سے
نہ ہرگز کریں رشک اغیار سے

[صنوبر کا آدم زاد پر[17] نفرت دکھانا ، سب پریوں کا خوش ہو ، جانا]

سب پریاں : گانا[18]

زہے زہے صنوبر جان ری ، زہےزہے فدائے انسان ری[19]
عاشق وہ جو یار کو رکھے راضی ہمیشہ مان ری ـــــ زہےزہے

[سب پریوں کا صنوبر کو شاباشی[20] دینا]

---

۱۸ - صلع ، جھنجوٹی : ہاہاہایا شیطان ہوـطرر -

باب پہلا

پردہ دوسرا

قلعہ

[صنوبر کے حکم سے قید کیے ہوئے شمشاد کا اپنی معشوق گلبدن کے لیے بے قراری کرتے ہوئے[1] دکھائی دینا]

شمشاد : غزل[2]

بلبل اے باغبان! رہے گا فدائے گل
باعث؟ کہ اس کے دل میں بھری ہے ہوائے گل ——— بلبل
صیاد ہوں گا زاغ کے میں ہم قفس نہیں
پیدا خدا نے مجھ کو کیا ہے برائے گل ——— بلبل
میں چاہوں کیسے جبر سے تجھ کو صنوبر اب
روزِ ازل سے دل میں ہے میرے ولائے گل ——— بلبل

[آنا صنوبر کا اور شمشاد کو[3] اپنی محبت پھر[4] جتانا]

صنوبر : غزل[5]

الفت کے اٹھائیں گے ہم آزار کہاں تک ؟
فرقت کے سہے صدمے دلِ زار کہاں تک ؟ ——— الفت
ہوں جان بلب جلد خبر لے مری ظالم
کرتا رہے گا مجھ سے تو انکار کہاں تک ——— الفت

---

۲ ۔ مانڈ : آنکھوں نے میری موہے۔طرز ۔
۵ ۔ ضلع : معمور ہوں شوخی سے۔طرز ۔

کانٹے کی روش سوکھ گئی اے گلِ رعنا
تو ہوگا گلے کا نہ مرے ہار کہاں تک ــــــ اُلفت

شمشاد : **غزل**[۶]

ہوں ترے بس میں میں قاتل ، جو تو چاہے کر ستم
مجھ کو اب کہنے سے حاصل ؟ جو تو چاہے کر ستم ــــــ ہوں
لے چکی ہے دل ہمارا گل بدن ہم دے چکے
تجھ سے اب ہوں گے نہ واصل ، جو تو چاہے کر ستم ــــــ ہوں
آنکھوں کے رستے سے دل آتا نہیں تجھ پر مرا
چیر کر سینہ لے قاتل ، جو تو چاہے کر ستم ــــــ ہوں

صنوبر : **غزل**[۷]

تم سے بھی ہوگا وہ[۸] اچھا جو تمھیں مرغوب ہے
گو رقیب اپنا ہے لیکن یار سے بھی خوب ہے ــــــ تم سے بھی
غائبانہ کیوں نہ اُس کے ہم ہوں مشتاق جمال
اپنا تو محبوب ہے تُو ، تیرا وہ محبوب ہے ــــــ تم سے بھی
چل ملا دیتی ہوں تیری گلبدن سے میں تجھے
بس رضا تیری مجھے منظور خوش اسلوب ہے ــــــ تم سے بھی

شمشاد : **ٹھمری**[۹]

کیا دل ہے تیرا آفریں ! آفریں !
نہیں تجھ سا عالم میں ہوگا کہیں ــــــ کیا دل

---

۶ ۔ کونسیا : تجھ کو غیروں سے نہ ملنا ــ طرز
۷ ۔ مذکورہ طرز ۔
۹ ۔ اساوری : ناہیں رے موہے ناہیں تو ــ طرز ۔

خود سہے حسرت ، دے رقیبوں کو داد
گوارا ہر اک کو یہ ہوتا نہیں — --- کیا دل

[صنوبر کا شمشاد کو قید سے رہا کرنا ۔ کئی پریوں کا
آن[10] کر صنوبر کے لیے تحسین و آفرین کا دم[11] بھرنا]

پریاں : **ٹھمری[12]**

ہوئی اسپ ہوس پر اسوار
اے صنوبر ہے تو خوش اطوار — — ہوئی
فخر ہے تجھ پر[13] ہم پریوں کو
تجھ سے پرستاں ہے گلزار —— ہوئی

[سب کا جانا]

---

۱۲ - ضلع : پی لو پی لو پریم آنند بہالوسطرز

باب پہلا

پردہ تیسرا

محل

[آنا گلبدن کا غمزے کرتے ہوئے]

گلبدن : غزل[1]

آئی بہار باغ ہے پھولا پھلا ہوا
ساقی کہاں ہے ابر کرم، اس کا کیا ہوا؟ — آئی بہار
ہے قہر کا یہ ٹھاٹھ، قیامت کا بندوبست
گیسو کھلے ہیں، بندِ قبا ہے بندھا ہوا — آئی بہار
یوں تو کھلائے غنچے ہزاروں نسیم نے
اک دل مرا ہی تھا کہ نہ اس سے جو[2] وا ہوا — آئی بہار
ہم بانکپن دکھاتے یوں پھرتے ہیں آج کل
ہے نیمچہ چڑھا ہوا تیغہ کھنچا ہوا —آئی بہار[3]

[آنا ملّا کا اور آداب بجا لانا[4]]

---

۱ ۔ کلیات : رستے میں الفت کے جو ہو—طرز ۔ (غزل کی بحر طرز کی بحر کے مطابق نہیں ہے ۔ مرتب)
۲ ۔ یہ غزل فتح محمد تائب کی ہے ۔ (مصنف)

ملّا : غزل[5]

دربار چلیے ، آئے ہیں شاہوں کے ایلچی
شہزادی آن بہ بھیجے[6] نگاہوں کے ایلچی ــــ دربار
اے رشک یوسف! آن کو دے نو چل کے آبرو
چاہت سے آئے ہیں یہاں شاہوں کے ایلچی ــــ دربار
دنیا کے بادشہ مرے تیرے جال پر
لے عشق آن کا آئے ہیں آہوں کے ایلچی ــــ دربار

گل بدن : غزل[7]

کیا بلا ہے عشق یہ جانے نہیں اپنی بلا
اس بلامیں نہ پڑے یارب کہیں اپنی بلا کیا بلا
اپنے عاشق آپ ہیں ہم ، خوبوں سے مطلب نہیں
جانتے ہیں ہم زمانے کے حسیں[8] ، اپنی بلا ــــ کیا بلا
خط و لب میں گو مسیح و خضر کا اعجاز ہے
پر حسینوں پر نہیں لائے یہیں اپنی بلا ــــ کیا بلا

ملّا : ٹھمری[9]

بات یہ ہے جو تجھ کو گوارا تو کہو شاہ سے حال سارا
چین و ترکی ، ایران و افغاں سب ہیں فدا ماہ پارا ــــ بات

---

۵ - مذکورہ طرز -
۶ - دیس : چاہے سیاں مار ڈالو ــ طرز -(اس غزل پر غلطی سے ایک ٹھمری کی طرز لکھ دی گئی ہے چنانچہ غزل کی بحر کا طرز کی بحر سے کچھ تعلق نہیں - مرتب)
۹ - جھنجوٹی : موری رادھا نے بنسی چرائی ــ طرز -

جاتا ہوں میں ، آنا دربار میں تو ، مجرا لے اب تو ہمارا

[جانا ملّا کا]

گلبدن : **غزل**[10]

قیس لیلیٰ کو ، کرے سیریں کو فرہاد پسند
ہم کو آتے نہیں اس طرح کے جلّاد پسند ۔ ــ ــ قیس
کیا ہیں حیوان جو کریں[11] نالہ و فریاد پسند؟
گل ہو بلبل ہی کو اور قمری کو شمشاد پسند ۔ ۔ ــ قیس
وہ سلیماں تھے جنھیں آئے پری زاد پسند
تخت دل ہم نہ کبھی رکھیں گے برباد پسند ۔ قیس
ہوئے عاشق ہیں[12] نہ معشوق کسی کے ہم ہوں
ہم کو آتا ھے فقط مذہبِ آزاد پسند ۔ قیس

[صنوبر و شمشاد کا آنا ، گلبدن کا شمشاد کو[13] دیکھ کر حیران ہونا]

صنوبر :

کیسے آوے[14] نہ بھلا ایسا تو دلدار پسند
حضرتِ موسیٰ کو بھی تھا ہی دیدار پسند ۔ کیسے
شاہزادہ ہو ارم کا ہے یہ[15] شمشاد ہے نام
گلبدن کیوں نہ کرے یہ[16] گل گلزار پسند ــــ ۔ کیسے
عشق ہی خاص اسے ناداں صفت ذاتی ہے[17]
وہ تو کافر ہے کرے اِس کا جو انکار پسند ــ کیسے

[گلبدن کا شمشاد کو دیکھ کر فریفتہ ہونا]

---

۱۰ ۔ کاپیاں : تم سلامت رہو ــ طرر ۔

گلبدن : **غزل[18]**

کیا پری زاد یہ انسان ہے سبحان اللہ !
کیا ادا اس کی ہے، کیا ماں ہے سبحان اللہ ! ۔ ۔ کیا پری
حور کا بچہ ہے یہ ، یا کہ ہے فرزند پری
خلد کا یا کوئی غلمان ہے سبحان اللہ ! ۔ کیا پری

صنوبر : **غزل[19]**

دل فریب ایسا یہ دلدار[20] ہے اللہ اللہ !
جس نے دیکھا وہ طلبگار ہے اللہ اللہ ! ۔ ۔۔۔ دل فریب
میرے انکار سے آزردہ ہے شاہ خوباں
کیا کھنچی غیض کی[21] تلوار ہے اللہ اللہ ! ۔ ۔۔۔ دل فریب

گلبدن : **غزل[22]**

اللہ اللہ غیض اُس قاتل کا مجھ نخچیر پر
باڑھ کا ڈورا شکن ہے ابروئے شمشیر پر ۔ اللہ اللہ
جو تصور ذہن سے گزرا تھا باطل ہوگیا
رونا آتا ہے مری تقدیر کو تدبیر پر ۔ اللہ اللہ
واہ رے عاشق بن گیا فرعون بے سامان یہ بات
لن ترانی کا سخن ہے حسن کی تنویر پر ۔۔۔۔۔ اللہ اللہ

---

۱۸ ۔ بربنس : چمن میں کوچۂ جاناں سے صدا آتی ہے ۔۔۔ طرز (طرز کی بحر غزل کے مطابق نہیں ۔ مرتب)
۱۹ ۔ مذکورہ طرز ۔
۲۲ ۔ لب سے لب او لالہ رو ۔۔۔ طرز (راگنی کا نام درج نہیں ہے ۔ مرتب)

خطِ رخ کی یاد در تہمت جوانی میں لگی
حاشیہ چڑھنے لگا قرآن کی تفسیر پر ـ ـ ـ اللہ اللہ
کس قدر ماہر[۲۳] ہیں اپنے یار سے گستاخ ہم
عذر پر ہے عذر اور تقصیر ہے تقصیر پر ـ اللہ اللہ

شمشاد : غزل[۲۴]

میں تجھ سے کہہ نہیں سکتا سخن اے یار ، نازک ہے
نہ باندھ اِس دل کو اپنی زلف سے یہ تار نازک ہے ـ ـ ـ میں
کروں میں حال کس کس طرح ظاہر سخت مشکل ہے
کہ دل سے بھی زیادہ خاطرِ دلدار نازک ہے ـ ـ میں
ادا کر اِس چمن میں نالہ تک آہستہ اے بلبل !
نہایت پردۂ گوشِ گلِ گلزار نازک ہے ـ میں
مجھے مت ہاتھ سے دے ، بھول کر میری محبت پر
سمجھ ناداں کہ تارِ دوستیٔ یار نازک ہے ! ـ ـ ـ میں

گلبدن : غزل[۲۵]

نہ ہو عشق تم کو گوارا ہمارا
تو دل پھیر دو اے دلآرا ہمارا ـ نہ ہو
محبت کے معنی ہیں یہ ، دل رہیں[۲۶] اک
ہمارا تمھارا ، تمھارا ہمارا ـ نہ ہو

---

۲۳ - شاعر لکھنوی جناب ماہر صاحب (مصنف)
۲۴ - جھنجوٹی : کسی کا درد دل ظالم ـ طرز
۲۵ - اساوری : خودی کی پرستش ـ طرز

یہ وہ دور ہے ، اپنا اپنا نہ ہوگا[۲۷]
پیارا ہو کیسے بیارا ہمارا ـــــــ نہ ہو
بڑے دل میں میرے تو آیا یہ کب ہو
ترے چھوٹے دل میں گزارا ہمارا ـــــ نہ ہو

شمشاد : **غزل** [۲۸]

تسلیم لے ہماری ہم اے دل ربا چلے
قدموں پہ[۲۹] نقد دل ترے کر کے فدا چلے ۔ تسلیم
جی بھر کے سیر کیسے[۳۰] ہو گلزار دہر کی
مثلِ صبا ہم آئے تھے ، مثلِ صبا چلے ـــــ ۔ تسلیم ۔

گلبدن : **غزل**[۳۱]

آتے ہی جاتے ہو ، اجی کیا آئے کیا چلے !
تسکین دینے آئے تھے اور جی دکھا چلے ! ـــــ آتے ہی
ہم دم نہ جانے دوں میں تجھے روز حشر تک
دست قضا پہ قبضہ جو کچھ بھی[۳۲] مرا چلے ـــــ آتے ہی

صنوبر : **غزل**[۳۳]

بت خانے سے نکل ارے گھر میں خدا کے چل
کافر تو بت پرستی سے دل کو اٹھا کے چل ـ ـ ـ بت
جب تک[۳۴] کہ تیرے یار کی کامل کشش نہ ہو
تب تک گلی سے اس کی تو منہ کو پھرا کے چل ـــــ بت

---

۲۸ - برہنس : گر ہم نے دل صنم کو دیا ـــــ طرز
۳۱ - طرز مذکور۔
۳۳ - طرز مذکور ۔

[گلبدن کا امتحاں لینے کے لیے ، صنوبر کا لے جانا شمشاد کو
مسّخر کر کے اور متحیر ہونا گلبدن کا]

گلبدن : غزل[۳۵]

کیا آئے ، تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی[۳۶] دو گھڑی کے بعد ـــــ کیا
کیا روکا اپنے گریے کو ہم نے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد ـــ کیا
اللہ رے ضعف ، سینے سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہنچی بھی تو چڑھی دو گھڑی کے بعد ـــــ کیا
پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اس کی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد ـــــ کیا
کیا جانے دو گھڑی وہ رہا ذوق کس طرح
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤں گھڑی دو گھڑی کے بعد ـــــ کیا

[جانا گلبدن کا بے قراری کرتے ہوئے]

---

۳۵ - ضلع جھنجوٹی : کیا رنگ بگڑنے لگا ـــــ طرز (طرز
غزل کی بحر کے مطابق نہیں ہے - مرتب)

باب پہلا

پردہ چوتھا

دربار

[سب کا مل کر ثمرور بادشاہ کی آمد گانا]

سب : غزل[1]

شہ ثمرور آئے ، شاخیں[2] باغ کی سر خم کریں
سرو قد تعظیم اُن کی کیوں نہ اُٹھ کے ہم کریں ـــــــ شاہ
اک زمانہ ہے نہال اُن کی نسیم عدل سے
نخلِ تر ، سوکھے شجر کو آنسوؤں سے نم کریں ـــــــ شاہ

[آنا ثمرور کا گلبدن کو ہمراہ لے کر اور تخت پر جلوس فرمانا]

گلبدن : ٹھمری[3]

جانے سرجن کو بسرائے دیؤ ، کت ہے وہ سرجن ہار مورا
ایک نظر دکھلائے جھلک ، نین ڈھانپ گیو ہے یار مورا ـ جانے
سکھ کھوئے گیؤ ہے ، دکھائے نیناں ، نئیں نیند رہی نہ تو انگ چینا
میں تو روے رہی ہوں دن رینا ، ناھیں[4] آنسو کا ٹوٹت ہے تار مورا
جانے ـــــ ـ

---

۱ ـ بروا : کس طرح باور کرے ـــــ طرز
۳ ـ ضلع : میں تو دیس بدیس ڈھونڈ پھری ـــــ طرز

ثمرور : ٹھمری[5]

کاہے تلب تلب گھبراوت ہے ،
مورے تن کے سکھ ، مورے من کے سکھ
سوہاؤنی کنیا ، اب تو وہی ،
سب جگ جن کے راجن کے سکھ ـــ ـــ کاہے
سیندھ راج کے آئے ہلکارے ، کشمیر پتی کے پلکارے
تورے درس سرس کے جھلکارے
وہ مانگت ہیں[6] نینن کے سکھ ـــــ کاہے

[ملّا کا کشمیر کے راجا کی آمد گانا]

ملّا : مثنوی[7]

[8]بڑھے اس سے اقبال مہراج کے
یہ والی ہیں کشمیر کے راج کے
طلب گار شہزادی کے ہو کر آئے
اب آگے ارادے جو سرتاج کے

[والیِ کسمیر کا آنا اور شرطِ آداب بجا لانا]

گلبدن : مثنوی[9]

ذرا سچ کہو میرے سر کی قسم
مرے عشق کا بھرتے ہیں آپ دم ؟

---

۵ - طرز مذکور -
۷ - ضلع : خدا راجا جی کو رکھے شاد کام ـــــــ طرز
۹ - طرز مذکور -

چڑیلوں سے بھی کیا ہے کشمیر اجاڑ
جو آئے یہاں مجھ پہ کرنے کرم ؟
چچا جی کوئی[10] اور کو ڈھونڈ لو
بھتیجی تمھاری کھاتی ہیں[11] ہم

نمرود : مثنوی[12]

بس اب تو اے بیٹی ! زیادہ نہ بک
کوئی ایسے شہ کو بھی دیتا ہے زک؟ ــــــ بس
اے بھائی مجھے آپ کیجے معاف
بکا اِس نے بیہودہ ، نہیں اِس میں شک ــــــ بس

والیِ کشمیر : غزل[13]

اُس شکرلب کی بھلا کھائے نہ کیوں کر گالیاں
ہووے میٹھی جس کی جوں قندِ مکرر گالیاں ــــــ اُس
اوروں کی تعریف بھی دل سے بھلادی ایک لخت
ایسی پیاری پیاری ہیں[14] تیری اے دلبر گالیاں ــــــ اُس
ایک گالی دوسری کی رکھتی ہے کیوں منتظر؟
اے پری پیکر! لبالب منہ میں تو بھر گالیاں ــــــ اُس
دے دے تیری[15] گالیاں سب ، ہے ہمارا دل وسیع
تنگ آئیں تیرے چھوٹے منہ کے اندر گالیاں ــــــ اُس

---

۱۲ - طرز مذکور -
۱۳ - کالیان : مرغ دل مت رو ــــــ طرز

گلبدن : **غزل[16]**

وہ مثل ہے مان یا مت مان ہیں مہمان ہم
ٹھوکروں سے لائے حضرت کا بجا فرمان ہم ——— وہ
بارِ ناز اپنا ہے بھاری ، دب مروگے بوجھ سے
اے خمیدہ قد نہ سمجھے کیوں تمھیں نادان ہم؟ ——— وہ
گھاس سی داڑھی ہے منہ پر ، تس پہ ہے چرے[17] کا شوق
اے جنابِ عالی ! تم کو سمجھے تھے انسان ہم وہ
جاؤ[18] سیدھے اس جہاں سے اے خمیدہ قد شتاب
تھوک دیں گے ورنہ منہ پر آپ کے اِس آن ہم ——— وہ

والیِ کشمیر : **غزل[19]**

ہم وسیع ظرف آئے ملنے کیوں بھلا کم ظرف سے[20]
دونوں منہ ملتے ہیں ، جو ملتا ہے ظرف ہم ظرف سے ——— ہم
حسن کے دو قطروں سے جن کا کہ چھلکے ظرفِ دل
عشق کب مظروف ہوگا ایسے برہم ظرف سے ——— ہم
مادۂ حیوان کا حیواں سے ہوتا ہے رجوع
آدمی کے بچے سب ملتے ہیں آدم ظرف سے ——— ہم
اے نمرور شاہ ! ہم جاتے ہیں ، لو تسلیم تم
زک اٹھائیں گے مگر یہ[21] دخترِ کم ظرف سے ——— ہم

[جانا والیِ کشمیر کا پیچ و تاب کھاتے ہوئے ۔ ملّا کا
شاہِ ایران کی آمد گانا]

---

۱۶ ۔ ضلع ، کاڑا : ارے موہے چھوڑو تو کلائی ۔ طرز ۔ (غزل
کی بحر طرز کے مطابق نہیں ۔ مرتب)
۱۹ ۔ طرز مذکور ۔

ملاّ : غزل[22]

علمدارِ تو شد برجیس و کیوان
کہ آمد صاحب عالم ز ایران ـــــ علمدار
برائے او سزاوارست تعظیم
کہ تعظیمش کنند شاہانِ دوران ـــ علمدار

[صاحب عالم کا آنا اور تعظیم بجا لانا]

صاحب عالم : غزل[23]

موئے سر کردم سفید، امّا خیالت در سرست
اخگرِ پنہاں تہِ ایں تودۂ خاکسترست ـــــ موئے سر
گر محبت درمیاں آمد تکلف گو مباش
شیرِ مادر در حلاوت بے نیاز از شکّر است ـــــ موئے سر
از خدنگت مرد و دل پہلو بہ ترکش می زند
کہ دروں یک دستہ پیکاں و زبروں مشتِ پرست ـــــ موئے سر
بستہ شد ہرچند در یک بحر معنی ہا ترا
معنی مردم حباب و معنیِ من گوہراست ـــــ موئے سر
باتو شیریں را نہ سنجد کوہ کن در دلبری
در ترازو گرچہ یک سو سنگ یک سو گوہراست ـــــ موئے سر[24]

---

۲۲ - پہاڑی و جھنجوٹی : (دونوں راگنیوں میں گائی جا سکتی ہے) خوشی سے کاٹ لے دلدار ـــــ طرز
۲۳ - ضلع ، برہنس : غار میں غم کے تو آخر ـــــ طرز ۔
۲۴ - یہ غزل جناب معلیٰ القاب مرزا بیدل صاحب ملک الشعرا ملک فارس کی ہے ۔ ؟ (مصنف)

گلبدن :

ٹھمری[25]

محبت کا یہ بھی بھلا کوئی سن ہے
ضعیفی کی راتیں ہیں مرنے کا دن ہے ——— محبت
بہ ایں ریش و فش مجھ سے[26] آئے بیاہنے
حیا بھی تمھاری کوئی شرم بن ہے ——— محبت
اے ابّا! یہ مجھ سی بری پر ہیں عاشق
خبیث اِن سے نادم، ذلیل اِن سے جِنّ ہے
[27]قیاس آپ کا ہی بس اب ممتحن ہے ——— محبت

ثمرور :

غزل[28]

میں تنگ آچکا تجھ سے اے گلبدن !
نہیں شایاں اس شاہ کے یہ سخن ——— میں تنگ
یہ ہیں صاحبِ عالم اے بے خبر!
کہاتے ہیں اِن روزوں شاہِ زمن ——— میں تنگ

گلبدن :

غزل[29]

ہو شاہ زمیں یا شہِ آسماں
نہیں مانتی میں کسی کو بھی، ہاں ——— ہو

---

۲۵ - بھیرویں : راجپوت لاوے رسیا ——— طرز (اس غزل کو غلطی سے ٹھمری قرار دے کر اسی کی طرز لکھ دی گئی ہے - مرتب)
۲۷ - آخری شعر کا پہلا مصرع نہیں ہے - اصل متن میں بھی یہی شکل ہے -
۲۸ - کلیان : بیاں کر تو ہم سے ——— طرز
۲۹ - طرز مذکور -

پدر سا مرے ہے سن وسال ، پھر
کیوں دختر سے آئے بیاہنے یہاں ـــــ ہو

[نادم ہو کر صاحب عالم کا سر جھکانا]

صاحب عالم : **غزل[۳۰]**

نا امید از درگہت اے شاہِ خوباں می‌روم
آمدہ بودم من ایں جا شاد ، گریاں می روم ـــ نا امید
اے بتِ کافر ادا ، من کردہ ام از تو وفا
تا کے ز تو بینم جفا، اے نامسلماں می‌روم ـــ نا امید
رحم نہ در[۳۱] سینہ‌ات ، ایں عادت دیرینہ‌ات
تنگ آمدہ از کینہ‌ات ، من سوے ایراں می‌روم ـــ نا امید

[جانا صاحب عالم کا ناسپاس ہو کر اور ملّا
کا جنگلی شاہ اور شاعرِ شاعراں کی آمد جتانا]

ملّا : **غزل[۳۲]**

خدا شہ کو ہمیشہ شاد رکھے
دمِ محشر تلک آباد رکھے ـــ خدا
عجب آیا ہے یہ اور اک[۳۳] نمونہ
پسند اس کو کہیں جلّاد رکھے ـــ خدا
[آنا جنگلی شاہ اور شاعرِ شاعراں کا]

---

۳۰ - بھیرویں : بلبل شیدا نے پوچھا ـــ طرز (اس غزل میں پہلے تین مصرعوں کا وزن بعد کے تین مصرعوں سے مختلف ہے - مرتب)
۳۲ - پہاڑی اور جھنجھوٹی : (دونوں راگنیوں میں گائی جا سکتی ہے - مرتب) اگر تو نے دم انکار مارا ـــ طرز

شاعر شاعراں : **غزل**[34]

شاعر صدہا شاعراں ہوں ، شاعر شاعراں ہوں[35]
رکھتا اپنے جی میں گماں ہوں ، شاعر شاعراں ہوں ـــ شاعر
افصح الفصحا نام مرا ، ابلغِ بلغا کام مرا
شیریں سخن میں جادو بیاں ہوں، شاعرِ شاعراں ہوں ـــ شاعر
جنگل کے یہ شاہ جنگل ، میں ہوں شاعر شاہ غزل
ان روزوں صاحب آن زماں ہوں شاعر شاعراں ہوں ـــ شاعر

ثمرور : **ابیات**

ہؤا سب کو معلوم خود عقل سے
کہ تو شاعر ہوگا اسی شکل سے
طرح کا میں دیتا ہوں مصرع تجھے
تا مصرعِ ثانی کہہ کر مجھے

مسدس

ثمرور : ع ''تجھ کو اے احمق ! نہ یوں کرنی حماقت چاہیے''
شاعر شاعراں : ع ''یہ حماقت کرنے کو بھی کچھ لیاقت چاہیے''
جنگلی شاہ : ع شاعراں[36] شاعر اب تو تجھ کو خلعت چاہیے
شاعر شاعراں : ع جنگلی شاہ صاحب ! تمھاری بس عنایت چاہیے
میں نے تم کو عشق شہزادی میں جو لکھدی غزل
گائیے وہ ، آپ کے مطلب کا ہے یہ ہی محل

---

۳۴ ـ بلاول : آؤ پیتم آؤ پیتم ـــ طرز

جنگلی شاہ : **غزل[۳۷]**

جیسا چلائے گی تو ، چلوں گا تمام رات
آنکھوں سے تیرے تلوے ملُوں گا تمام رات ـــ ـــ جیسا
تیرے جگائے جاگوں، میں تیرے سُلائے سوؤں
خدمت سے اک ذرا نہ ٹلوں گا تمام رات جیسا
اے شعلہ رو! نہ پیار کرے گی جو تُو مجھے
میں شمع کی طرح سے جلوں گا تمام رات ـــ ـــ جیسا
غلبہ جو تجھ کو نیند کا ہوگا مرے صنم!
میں نام وصل تک بھی نہ لوں گا تمام رات ـــ ـــ جیسا
اے گل! جو اپنے لائے مجھے تُو نکاح میں
خوش دن کو اور پھولوں[۳۸] پھلوں گا تمام رات ـــ جیسا
شاعر[۳۹] شاعراں کی یہ لکھی ہوئی غزل
گا گا کے تیرے دل کو َملوں گا تمام رات ـــ جیسا

ثمرور : **غزل[۴۰]**

کر دے یہاں سے دُور ان[۴۱] دونوں کو اہل کار تو
جنگلی یہ گستاخ کو پچاس درّے مار تو ـــ کر دے
شاعر شاعراں کو بھی ، لات ، مکّا دھول دے
شاعری[۴۲] کے صلے میں کھال اس کی لے اُتار تو ـــ کر دے

---

۳۷ - ضلع ، جھنجوٹی : کوئی گھڑی نہ وصل کی۔ طرز (اصل میں گھڑی کی جگہ گھٹی لکھا ہے۔ مرتب)
۴۰ - کھماچ : آج کاہنا موہے لینو ـــ طرز

مسدس

جنگلی شاہ : سزا دیتے ہو مجھ کو اس طور سے !
نہ جانا مرا مرتبہ غور سے
لرز جاؤگے تم مرے دور سے
نہ سمجھو کہ کام ہے کسی اور سے[۴۳]
چڑھا لاؤں گا تم پہ جنگل کی فوج
کروں پست اُس سے تمھارا یہ اوج

شاعر شاعراں : ع یہ[۴۴] کہتا ہوں میں شاعر شاعراں
تو محمود ہے اور میں فردوسی ہاں
تری ہجو میں گر جو کھولوں زباں
تو فردوسی سا ہی کروں میں بیاں
پرستار زادہ نیاید بکار
اگرچہ بود زادۂ شہریار

[لے جانا چوبدار کا جنگلی شاہ اور شاعر شاعراں کو دھکّے مار کر]

ثمرور : بیت

تیری خاطر کتنے شہ، مجھ سے بیٹی[۴۵] ہوئے خفا
دیکھ اب کون آتا ہے ہونے کو تیرا دل ربا

[مّلا کا شمشاد گوشتے کی آمد کی خبر شاہ کو دینا]

مّلا : غزل[۴۶]

ہوا کہتے کہتے مجھے بھی قلق
کہ شہزادی کو[۴۷] کیسے ہیں مستحق

---

۴۶ - ضلع : ارے لال دیو اس طرف۔۔طرز

گوّیا ہے کیا اس کی بنیاد کیا
وہ شہزادی سے[۴۸] بیاہے بات ہے ادق

[آنا[۴۹] شمشاد کا طنبورہ لے کر]

شمشاد : ٹھمری[۵۰]

ہے اَور بھی تو کوئی خریداروں میں
تری زلفوں کے وہ بھی ہے ماروں میں
ترا بلبلِ نالاںِ اے رشکِ گل !
پڑا تڑپے ہے اور بھی خاروں میں

[بادشاہ کا پریشان ہونا ، گلبدن کا شمشاد کو گوّیے کے لباس میں دیکھ کر حیران ہونا]

ملاّ : خمسہ

ہوتے[۵۱] شہزادی کے جویاروں میں
یہ سلیمہ تھا تاج داروں میں
یہ گوّیا ہے جاں نثاروں میں
تا کہ مشہور ہو ہزاروں میں
ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

گلبدن : ٹھمری[۵۲]

موہنی جانے ہے موہے پہ ڈاری
سرس صورت یہ تو وہی ہے پیاری ـــــــــ موہنی
۱

---

۵۰ - کھماچ : درس بن انبیا ــ طرز
۵۲ - برھنس : اے داد گر ہے ــ طرز

راج کنور تھا وہ ، یہ ہے گو یا
جاوت ہے سدھ ماری رے ـــــــ موہنی

ملا[۵۴] : **غزل[۵۳]**

کیا اے گو[؟] یے شہزادی سے کرنے آیا شادی تو
مجنوں ہے یا احمق ہے یا وحشت کا ہے عادی تو[۵۵] ـ ـــــ کیا
کیسے کیسے شاہ زماں یاں آئے ہیں یہ کر کے دھیان
ذلت وہ تو اٹھا کے گئے[۵۶] کیا لے گا مبارک بادی تو ــــــ کیا

شمشاد : **غزل[۵۷]**

قاصد کسی کا آنا نہیں ہے عتاب میں
باندھی کمر ہے میں نے تو کارِ ثواب میں ـــــ قاصد
باغِ ارم کے شاہ کا شمشاد ہے پسر
قاصد میں بن کے آیا ہوں اُس کا جناب میں ــــــ قاصد
بھیجی ہے اک خواص کہ رقاص بھی وہ ہے[۵۸]
اُس کا ہنر بھی دیکھو نہ دیکھا جو خواب میں ـــــ قاصد

[آنا صنوبر کا بدھاوا پھولوں کا کرتے ہوئے
اور ناچ گانے سے سب مجلس کو دنگ بنانا[۵۹]]

---

۵۳ - بہاگ : ہماری مدریاں (کذا) ۔ کیسے سنی ـــ طرز (غزل کی بحر طرر سے مختلف ہے ۔ مرتب)

۵۷ - برہنس : آج کا یہ دن ہے مبارک ـــ طرز (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں ہے ۔ مرتب)

صنوبر : غزل[٦٠]

ملے نہ دُرد بھی ساقی سے یا شراب ملے
مرے سوال کا کیا دیکھیے جواب ملے ——— ملے
شگفتہ روح ہو اُس کی ، مجھے ثواب ملے
دلا دوں فاتحہ بلبل کا ، جو گلاب ملے ——— ملے
ازل سے اُس نے دیا ہے جسے جو زیبا تھا
گُلوں کو رنگ و بو ، سنبل کو پیچ و تاب ملے ——— ملے
فلک کی چال نہ چل اے مہ ِ سپہر ِ جمال
بہت سے خاک میں گھر خانماں خراب ملے ——— ملے
وہ رخ کہ دیکھو تو ہو حسن ِ خال و خط معلوم
مطالعہ کرو تا مطلب ِ کتاب ملے[٦١] ——— ملے

گلبدن : غزل[٦٢]

برسوں میں مرے یار کی لے کر خبر آئی
مدّت میں تو او بادِ صبا راہ پر آئی ——— برسوں
المنت للہ ہوئے وصل کے ساماں
لے شاد ہو دل ، مدت ِ ہجراں بسر آئی ——— برسوں

---

٦٠ - کلیان : ڈوب کر دل میں میرے ——— طرز
(اس غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں ہے - مرتب)
٦١ - اس غزل کا مصنف نا معلوم ہے - (مصنف)
٦٢ - بہاگ : عاشق کی یاد کیوں نہ کرے ——— طرز (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں ہے - اس غزل پر ایک نشان کے ہمراہ مصنف کا یہ نوٹ ہے : ''اس نشان کی غزلیں جناب نواب رند صاحب شاعر لکھنوی کی سمجھنا''۔ مرتب)

یار آتا ہے ، یار آتا ہے ، دل کہہ چکا مجھ سے
یاں تجھ سے خبر پیس‌تر او نامہ بر آئی ــــــ برسوں
پوچھو نہ کوئی مجھ سے کہ قاصد نے کہا کیا
کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی ، وہ خبر آئی ــــــ برسوں
دکھلائے خدا پھر نہ ترے روے سیہ کو
کافور ہو بس او شبِ ہجراں ، سحر آئی ــــــ برسوں

ثمرور : **ٹھمری[63]**

مجھ سے کہتی ہے یوں برملا ، اچھلا ، کاٹوں تیرا گلا
پسند اتنے شاہوں کو نو کی[64] نہ تو نے
تیرا جی کدھر اب چلا ؟ ــــــ اچھلا
ایک رنڈی اور ایک سازندہ ، پیغام
لائے ، تیرا غم ٹلا ــــــ اچھلا
نہ رہنے کا ٹھکاں ہے نہ جانے مکاں ہے
ہوئی کیوں دیوانی بھلا ــ ــ اچھلا

[صنوبر کا افسوں دھونکنا ، محل کا غائب
ہونا اور سامنے ایک روشن شہر کا نظر آنا]

صنوبر : **انگریزی طرز[65]**

یہ شاہ ہے سلطان ، ہے ملک بھی رضوان[66]
لاثانی ہے انسان ، تو مان یا مت مان ــــــ یہ

---

۶۳ - کافی اور ہوری : موری آنکھیں پھڑک رہی ــــ طرز
۶۵ - ضلع اور پہاڑی : مہر ہم پر او غفار ــــ طرز

وہ سب کا ہے سرتاج ، کوہ قاف تک ہے راج
وہ کون ہے جو آج ، اس کو نہ دیوے باج ـــــ ـــ یہ

[صنوبر کی کرامت سے روشن شہر دیکھ کر ثمرور کا اپنی
بیٹی کو روشن شہر کی طرف جانے کی اجازت دینا]

ثمرور : غزل[۶۷]

بس آج ہی سدھار ، نہ کر کل کی دیر تو
قاصد کے ساتھ جا ، آسے خالی نہ پھیر تو ـــــــ بس
عاشق ترا سما پہ ملک ، ارض پر ملیک
عالم میں جو زبر ہے سمجھ اس کو زیر تو ـــــــ بس
اب تیرے درد و غم کی مجھے فکر ہی نہیں
گھر اس کے ہو ، اک عیش سے ہووے گی سیر تو ـــــــ بس

ملّا : غزل[۶۸]

شہزادی ساتھ آپ کے ہم کو بھی لیجیے
جامِ خوشی کے ساتھ یہ جم کو بھی لیجیے ـــــــ شہزادی
صحبت کا شاید آپ کی ہم پر بھی ہو اثر
ہو کر خوشی[۶۹] تو جاتے ہو ، غم کو بھی لیجیے ـــ شہزادی
جاتے ہو تم ارم میں جو جھگڑے کے واسطے
تو ہم سے ملا صاحبِ دم کو بھی لیجیے ـــــــ شہزادی

---

۶۷ - سارنگ : تم اپنی چشم مست کا ـــــ طرز
۶۸ - طرز مذکور -

غزل[۷۰]

گلبدن : رخصت کا اے بدر یہ ہمارا سلام لو !

ملاّ : ملاّ بھی جانا ہے یہ ، دوبارہ سلام لو ——— رخصت

صنوبر : کر کے سلام جاتی ہوں شہزادی کو میں لے

شمشاد : شاہزادے کے خورِ[۷۱] جہاں آرا سلام لو ... — رخصت

ثمرور : دختر مری تو امن و اماں میں گزار عمر

شمشاد : ہوتے ہیں راہی ہم تو، ہمارا سلام لو ——— رخصت

[ثمرور کا گلبدن کو صنوبر کے حوالے کرنا ،
سب اہل کاروں کا شکر ، جنابِ باری میں بجا لانا]

تمام ہوا باب پہلا

---

۷۰ - جھنجوٹی : ایک سبز پری —— طرز (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں - مرتب)

باب دوسرا

پردہ پہلا

جنگل

[حور شکل شاعری کا پھٹے پرانے لباس میں داخل ہونا]

شاعری : **ترجیع بند**[1]

جسے کہتی ہے دنیا شاعری ساری
جہاں میں پھرتی ہے ان روزوں وہ ماری

کہے[2] اس دار میں کون اب مجھے پیاری
کہ میرے قدر دانوں کی ہوئی خواری

حریفاں بادہ ہا خوردند و کل رفتند
تہی خم‌خانہ ہا کردند و کل رفتند

وہ شاعر آج کل دنیا میں ہوتے ہیں
جو استادوں کی بھی عزت کو کھوتے[3] ہیں

یہ ہندی ہائے کیا غفلت میں سوتے ہیں
سخن جامی کا سن کے ہم تو روتے ہیں

حریفاں بادہ ہا خوردند و کل رفتند
تہی خم خانہ ہا کردند و کل رفتند

کسی کے شعر میں[4] رونق جو پاتے ہیں
بڑھانے کے عوض اس کو گھٹاتے ہیں

۱- بلاول : ادائیں تیری ہیں جادو بھری رے—طرز

یہ آپ اپنے کو جب ناحق بڑھاتے[5] ہیں
تو عاجز ہو کے[6] یہ ہم بھی سناتے ہیں
حریفاں بادہ ہا خوردند و کل رفتند
تہی خم خانہ ہا کردند و کل رفتند

شاعر شاعراں : غزل[7]

شاعر، ماھر، آخر، ظاہر کیوں نہ ہووے نام اپنا
شاعر شاعراں[8] رکھے ہے جب کہ تخلص عام اپنا ــ شاعر
شاعری تم ہو بیگم اور میں بھی دنیا میں بے غم
دیکھو دوتر[9] سب کے ابتر کرتا ہے اب کام اپنا ــ شاعر
شاعر مجھ سے نادم ہیں[10] اور فاضل میرے خادم ہیں
شاعر شاعر شور ہوا ہے سب میں صبح و شام اپنا ــ شاعر

شاعری : غزل[11]

کیا زیب ہم سے پائے گا، یہ تجھ کو کیا ہوا؟
بزمِ جہاں میں تو تو چراغ ہے بجھا ہوا ــــــ کیا
فرعون بھی یہ کہتا ہے منصور میں ہی ہوں
سب کا[12] کلام دہر میں انت انا ہوا ــــــ کیا
خواہانِ خار ، خار ہیں خواہانِ گل ہیں گل
باغِ جہان وقف اب ہر ایک کا ہوا ــــــ کیا

---

۷ - کایان : لشکن سے ہم جاتے جنگ پر ــ طرز -
۱۱ - پیلو : سبھا میں بلوا کے مجھے ــ طرز - (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں - مرتب)

شاعر شاعراں : غزل[13]

میں گلزارِ دنیا میں گل ہوں کہ خار ہوں
بیاں کر خزاں ہوں یا فصلِ بہار ہوں ——— میں
جہاں میں نہیں کوئی شاعر ہے مجھ سا
میں شعرا کا سلطانِ عالی وقار ہوں ——— میں
یہ[14] جنگل میں شہ شاعراں کا جو آوے
تو دینے شکست اُس کو میں اب سوار ہوں ——— میں

شاعری : غزل[15]

تو آپ اپنی ہی مارے ہے لاف ہم سے
ہے پھر چاہتا[16] کیسا انصاف ہم سے ——— تو آپ
نہیں اشرفِ حال ہو قائلِ قال
اے سفلے! کیا تو ہوگا اشراف ہم سے؟ ——— تو آپ
تو مجرم جہاں میں، میں دنیا میں رونق
غلیظ ہوگا تو، ہوگا کیا صاف ہم سے ——— تو آپ

شاعر شاعراں : غزل[17]

ہوئے ہیں ہائے! ہم بدنام تجھ سے
ہمیں کیا شاعری تھا کام تجھ سے ——— ہوئے
بہ مشکل تیرے سے[18] ہم نے وفا کی
جفا کا سہل ہے انعام تجھ سے ——— ہوئے

۱۳- ضلع، برہنس: ہے کس رنگ کا تیرا ——— طرز -
۱۵- طرز مذکور -
۱۷- ضلع، برہنس: خبر لے اے مسیحا ——— طرز -

ملے گا اب نہ[۱۹] تجھ سے تیرا کافر
غرض کیا رونقِ اسلام تجھ سے ـــــ ہوئے

شاعری : **غزل[۲۰]**

جو ہم ایسے خراباتی نہ ہوتے
صفائی تم میں پھر جاتی ، نہ ہوتے ـــ ـــ جو ہم
اے جنگلی تم ہی گر آ کر نہ بستے[۲۱]
تو پھر شہروں میں دیہاتی نہ ہوتے ـــ جو ہم

[جانا شاعری کا جھٹک کر شاعر شاعراں کو[۲۲]]

شاعر شاعراں : **غزل[۲۳]**

نہیں ساعری ہوتی اے رام افسوس !
کریں جاکے ہم اور کوئی کام افسوس ـــ نہیں
تلاش اب کریں جاہلی کو کہں سے
مری پہلے تھی وہ دل آرام افسوس ـــ نہیں

[آنا[۲۴] جنگلی شاہ کا پریشان حالت میں]

جنگلی شاہ : **لاونی[۲۵]**

تو اے شاعراں کے شاعر رکھ ہوسیاری
گیا لے کے گویّا میری دلبر پیاری ـــ تو اے
میں نے گلبدن کو دیکھا جاتے جاتے
تھا ساتھ گویّا اس کے گاتے گاتے ـــ تو اے

۲۰- مذکورہ طرز -
۲۳- کافی ، ہوری : رنگ ڈارا موپے کو تونے زنگاری ـــــ طرز
(غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں - مرتب)
۲۵- ضلع برہنس : گل چمن میں پھو ـــــ طرز

چلو ڈھونڈیں[26]، کہیں مل جائے وہ آتے جاتے
ہوتی پہلے خبر تو پھندے لگاتے جاتے — تو اے
اٹھو نیند سے کرو اب بھی کچھ بیداری
گیا لے کے گویا میری دلبر پیاری — تو اے

شاعر شاعراں : **لاونی[27]**

میری شاعری نے مجھ سے بھی منہ پھیرا
تم جاہلی سے ہاتھ ملا دو میرا
ہم نے رکھا خیال ، ہیں لاکھوں گانے بنائے
سب طُرّے کلغی والوں کو بھی ہرائے[28]
پر نہ شاعری کے دھیان میں مضموں آئے
بس جاہلی کو لائق ہم نے پائے[29]
چلو جا کے کریں معشوق پر اپنی گھیرا —— تم

[جانا دونوں کا]

— — — —

۲۷- طرز مذکور ۔

پردہ دوسرا

جنگل

[حوض کے کنارے پر گل بدن کے آگے
گاتے ہوئے دکھائی دینا شمشاد کا]

شمشاد : **غزل**[1]

چاہیے اچھوں کو ، جتنا چاہیے
یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے ——چاہیے
چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل
بارے اب اس سے بھی سمجھا چاہیے —— چاہیے
دوستی کا پردہ ہے بیگانگی
منہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے—— چاہیے
غافل ان مہ طلعتوں کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے——چاہیے
چاہیے ہو خوب رُووں کو اسد
آپ کے منہ کو تو دیکھا چاہیے——چاہیے

۱۔ کلیاں ، بھوپالی : آپ کا مشتاق ہوں ۔ طرز ۔ (اس غزل پر ایک نشان اور نیچے مصنف کی طرف سے یہ حاشیہ ہے : ''اس نشان کی غزلیں جناب مرزا اسدلا (اسد اللہ) خانے (خان) غالب شاعرے (شاعر) دہلوی کا (کی) سمجھنا ۔

گلبدن : **غزل[2]**

وہ آ کے خواب میں تسکین اضطراب تو دے
ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے ـــــــ وہ
کرے ہے قتل لگاوٹ سے تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے ـــــــ وہ
دکھا کے جنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو
نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے ـــــــ وہ
پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے
پیالہ گر نہیں دیتا ، نہ دے ، شراب تو دے ـــــــ وہ
اسد خوشی سے مرے ہاتھ پاؤں پھول گئے
کہا جو اس نے مرے ہاتھ پاؤں داب تو دے ـــــــ وہ

[سو جانا گاتے گاتے گلبدن کا حوض کے کنارے پر]

شمشاد : **غزل[3]**

سادہ رُو ایک بتِ غنچہ دہن مجھ کو دیا
میرے اللہ نے بے خار چمن مجھ کو دیا ـــــــ سادہ رو
بوسۂ خالِ پری لوں گا یہی ہے تعبیر
خواب میں حور نے ہے مشکِ ختن مجھ کو دیا ـــــــ سادہ رو
اور اللہ سے کیا دولتِ دنیا مانگوں
یہ عطا کم ہے بتِ سیمیں بدن مجھ کو دیا ـــــــ سادہ رو

۲- سارنگ : باب کا بھر خدا ـــــ طرز - (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں - مرتب)
۳- طرز مذکور

نونہالِ چمنِ حسن جسے کہتے ہیں
ایسا ہی یار یہ اے چرخ کہن مجھ کو دیا ـــــ سادہ رو

[صنوبر کا حوض سے نکلنا[4]]

صنوبر : غزل[5]

جا کے اے شمشاد اپنے محل کو تو تو سنوار
دیکھ ہمارے جادو سے کیا ہوتا ہے اظہار ـــ جا کے
اس کے پدر کو بھی بلواتی ہوں میں[6] جا کر واں
آج ملے گی تجھ سے بے شک تیری یہ دلدار ـــ جا کے

[شمشاد کا جانا ، صنوبر کا غائب ہونا حوض میں ، راہ میں
ملّا کے[7] صنوبر سے الگ ہونے کے سبب جاہلی کا ملّا
کو ستانا ـ ملّا کا گھبرائے ہوئے آنا]

ملّا : غزل[8]

بدصورت وہ جاہلی مجھ کو دام میں لانے[9] چاہے ہے
پڑ کے گلے وہ رنڈی میرے کام میں آنے چاہے ہے ـــ بدصورت
بھولے سے بھی ایسی قحبہ کو نہ قبولوں میں تھوتھو
جی میرا بس شاعری ہی[10] کے دام میں جانے چاہے ہے ـــ بدصورت

[سیاہ رو جاہلی کا داخل ہونا اور ملّا کو منانا]

۵- جھنجھوٹی : بیٹھی تھی میں قاف میں ـــ طرز ـ
۸- پیلو : رو رو کر کیا حال چنبیلی ـــ طرز ـ

ٹھمری[11]

جاہلی : دیکھ رے پیارے، جی تجھی پر نثار ہے ــــ دیکھ رے

ملّا : غولِ بیاباں دور ہو اِس آن

جاہلی : گال ہمارے دیکھ رے ــــــ جی

ملّا : ڈال نہ جالا[12] شیطان کی خالہ

جاہلی : بال سنوارے دیکھ رے ــــــ جی

ملّا : ڈائنی آنکھیں ، نہیں مجھے جھانکیں

جاہلی : میرے نظارے دیکھ رے ــــــ جی

ملّا : تنگ کرے گی جنگ سے مرے گی

جاہلی : تیرے ہیں مارے دیکھ رے ــــــ جی

ملّا : جاہلی بد ہے ہم سے تو رد ہے

جاہلی : تیرے سہارے دیکھ رے ــــــ جی

ملّا : غزل[13]

مرے سے[14] عبث دل لگاتی ہے تو
نہ فرتوتہ مجھ کو خوش آتی ہے تو ــــــ مرے
قسم کھا کے کہتا ہوں اے فاحشہ!
ذرا بھی نہیں مجھ کو بھاتی ہے تو ــــــ مرے

---

۱۱ - پیلو ، کہروا : بیٹھ رہے جانی ــــــ طرز
۱۳ - بہاگ : مجھے ہائے تقدیر لائی ــــــ طرز ۔

جاهلی : **غزل**[15]

نہیں بھاتے ہیں ہم ؟ نہیں تو نہیں
ہے مردوں سے خالی زمیں تو نہیں؟ ——— نہیں
نہیں بھائے گا کوئی تجھ سا مجھے[16]
نگوڑے تو ایسا حسیں تو نہیں ——— نہیں
فدا مجھ پہ ہے شاعر شاعراں
تو اس سا ، ہے زہرہ جبیں تو نہیں ——— نہیں

[جانا جاہلی کا ملا کو دھکا دے کر]

ملا : **بیت**

جستجو میں اب مری[17] معشوق کی[18] جاتا ہوں میں
ہر طرح سے شاعری کو ہاتھ میں لاتا ہوں میں

[جانا ملا کا اور آنا جاہلی کا لے کر ساعر شاعراں کو[19]]

شاعر شاعراں : **گانا**[20]

تجھے تجھے اے جانِ جگر میں اپنے گھر میں رکھوں[21]
دل میں جگر میں آنکھوں میں اور اپنی نظر میں رکھوں ——— تجھے
میں نے نکالا شاعری کو بھی تیری خاطر جان
جاہلی میں تیری قسم ، ہوں تجھ پر ہی[22] قربان ——— تجھے
جاهلی : ساتھ چلے گئے اس کے جس نے پکڑا اپنا ہاتھ[23]
بیل نہیں ہیں ہم جو کسی کے ہاتھ میں دیویں ناتھ ——— تجھے

---

۱۵ - مذکورہ طرز -
۲۰ - کالنگڑا ، کہروا : دیکھو دیکھو باغیچے میں ——— طرز

شاعر شاعراں : کردے بیاں[۲۴] تو دل سے مجھ کو کرتی رہے گی پیار ؟
جاہلی : اس پر ہوں گے صدقے ہم، جو ہو گا اپنا یار ——— تجھے
شاعر شاعراں : خوب تو نے یہ بات کہی ہے واہ رے میری جان !
جاہلی : دو دن یاں اور دو دن واں، ہم ایسے ہیں مہمان ——— تجھے

[شاعر شاعراں کا جاہلی سے بغل گیر ہونا اور جنگلی شاہ کا آنا]

غزل[۲۵]

جنگلی شاہ : مزے آپ اپنے اُڑائے گا تو
تو کیا گلبدن سے ملائے گا تو ——— مزے
ملوں اپنی معشوق سے جا کے میں
علاج ایسا کیا اب بتائے گا تو ——— مزے

شاعر شاعراں : ارے جنگلی شہ تم سنو میری بات
نہیں جاہلی سے کسی میں صفات ——— ارے
یہ اک بی بی بس ہے تمھیں اور ہمیں
کیوں گھبراتے ہو پھر بھلا نیک ذات ——— ارے

[جنگلی شاہ کا گلبدن کو نزدیک سوئے ہوئے[۲۶] دیکھنا]

جنگلی شاہ : یہ سوئی یہاں کون ہے دلربا !
ارے جلد اس کو یہاں سے اُٹھا ——— یہ
وہی گلبدن ہے مری جان جاں
میں جس کے لیے غم میں ہوں مبتلا ——— یہ

[جنگلی شاہ اور شاعر شاعراں کا گلبدن کو اٹھانا چاہنا،[۲۷] صنوبر کا حوض سے نکل کر تالی بجانا، دو دیووں[۲۸] کا نمودار ہونا، سب کا گھبرانا]

---

۲۵ - پہاڑی، جھنجھوٹی : جیسے عشق کا تیر ——— طرز

صنوبر :

غزل[29]

مرے دیوو[30] جلد آؤ تم ان سب کو باندھ لاؤ تم
قبضہ جو ان پہ پاؤ تم ملک ارم میں جاؤ تم
ان کو وہاں لے جاؤ تم نہ خوف کچھ بھی کھاؤ تم
میرے حضور لاؤ تم انعام تا کہ پاؤ تم

[صنوبر کا غائب ہونا - دیووں[31] کا سب کو باندھ کر
لے جانا - گلبدن کا نیند میں بڑانا]

گلبدن :

خمسہ

اے شمشاد! اتنا تو کر تو بیاں
کب آویں گے شہزادۂ دل ستاں؟

[گلبدن کا آنکھیں کھول کر گھبرانا]

ارے ہائے! کوئی نہیں ہے یہاں
گویا دغا دے، گیا ہے کہاں!
الٰہی مرا کون ہے اب یہاں!

غزل[32]

مجھے دے کے دل جان کھونا پڑا ہے
غرض ہاتھ دونوں سے دھونا پڑا ہے ——— مجھے
سمجھتے تھے ہم دل لگی دل لگانا
سو اب جان کو ہائے رونا پڑا ہے ——— مجھے

---

۲۹ - کایان : کہاں سہر ——— طرز
۳۲- ضلع - ترا سرو سا قد ——— طرز

محبت میں رسوا ہوئے ہم
زمانے سے محجوب ہونا پڑا ہے ——— مجھے
رہے زندہ فرقت میں ، شرمندگی ہے
منہ اشکِ ندامت سے دھونا پڑا ہے ——— مجھے
کریں چل کے آباد اب گور اے رند!
بہت دن سے سونا وہ کونا پڑا ہے ——— مجھے

[زار زار رونا گل‌بدن کا اور صنوبر کے بلانے سے آنا سپاہیوں کے ہمراہ ثمرور شاہ زمان کا — دونوں کا بغل گیر ہونا]

ثمرور : غزل[۳۳]

کیوں روتی ہے تو زار زار اے دل آرا؟
ستم ایسا کس نے ہے تجھ پر گزارا؟ ——— کیوں
صنوبر مغنّی مجھے لائی ہے یاں
ترا کرّوفر! بیٹی ، دکھلانے سارا ——— کیوں

گلبدن : ابیات

ہے مغنّی جادو گرنی اور گوّیا جادوگر
دونوں مجھ کو چھوڑ کر جاتے رہے ہیں اے پدر
جھوٹے تھے ، مکّار تھے ، کاذب تھے دونوں پر جفا
وہ پری تھی اور تھا وہ جن ، گم ہوئے ہم کو سلا

[ثمرور کا پریشان ہونا ۔ صنوبر کا حوض سے نکل آنا]

---

۳۳ ۔ طرز مذکور ۔

صنوبر : ٹھمری[34]

کیا تجھ پہ کرم ، تونے سمجھا ستم
کیوں کھاتی ہے غم ، دیکھ جاہ وحشم ——— کیا
کچھ پڑھتے ہیں ہم، یہاں کرتے ہیں دم
دیکھ ملک ارم ، لے اپنا صنم ——— کیا

[صنوبر کا افسوں پھونکنا ، جنگل کا غائب ہونا ،
شمشاد کا شاہی لباس میں محل میں بیٹھے ہوئے دکھلائی
دینا ایک تخت پر اور گلبدن کو دیکھ کر بغل گیر ہونا]

غزل[35]

گلبدن : نہ ہم آئے ہستی میں ملک عدم سے
نرا شوق لے آیا ہم کو اِرم سے[36] ——— نہ ہم
تر و تازہ کی کشتِ امید اپنی
ہوئے بہرہ ور فیضِ ابرِ کرم سے ——— نہ ہم[37]

شمشاد : نہیں ملتے گر یار آ کر تم ہم سے
تو دے دیتے جی اپنا دوری کے غم سے ——— نہیں
یہی بندے کی تو دعا تھی ہمیشہ
خدایا ملا دے تو میرے صنم سے ——— نہیں

---

۳۴ - بھیرویں : بنتی ہو موری ——— طرز
۳۵ - کلیان - دلھن مانگے سنوارن ساری ——— طرز - (غزل کی
بحر طرز کے مطابق نہیں ہے - مرتب)
۳۷ - رند (مصنف)

[دیو کا لے آنا گرفتار کیے ہوئے جاہلی اور جنگلی شاہ
کو مع شاعر شاعراں کے]

ابیات

صنوبر : کیوں اے موذیو! اب کروگے خطا ؟
جنگلی : ہوں تابع ، جو چاہو وہ دیجیے سزا
صنوبر : (دیو کو) اِسے تو تُو دریا میں جا کے ڈُبا

[دیو کا لے جانا جنگلی شاہ کو کھینچتے ہوئے]

شاعر شاعراں : ارے ہائے ہائے ! تو میں بھی موا[۳۸]
صنوبر : (شاعرشاعراں کو) تو اے جاہلِ جاہلی بدصفات!
سزا پاتا ہے ، جاہلی کو دے ہات
شاعر شاعراں : مراد اپنی بھی تو یہی تھی حضور[۳۹]

[دونوں کا ہاتھ سے ہاتھ ملانا ، ملّا کا شاعری کو لے آنا]

ملّا : میں لے آیا ہوں شاعری رشکِ حور
ثمرور : خوشی میں تو ساتھ عمر اس کے گزار
صنوبر : (شمشاد کو) مجھے حکم جانے کا ہے گلعذار ؟
گلبدن : تمھیں سمجھے تھے ہم تو ان کے حبیب
صنوبر : بھلا ایسے لائیں کہاں سے نصیب !
گلبدن : اے شہزادے! بیاہ اس کو[۴۰] بھی میرے ساتھ
شمشاد : لو دیتا ہوں اپنا میں دونوں کو ہاتھ

[شمشاد کا دونوں کو اپنا دست مبارک دینا]

ثمرور : کیا حق نے جیسا تمھیں آج شاد
قیامت تلک یوں رہو با مراد

سب : **ٹھمری[۱]**

رہو رہو ہمیشہ شاد رے
رہو حشر تلک تم آباد رے ـــــــ رہو
مشتری و ماہ ،گل و صنوبر
رشکِ قمر شمشاد رے ـــــــ رہو
فضل سے تیرے ہم نے خدایا
پائی اپنی مراد رے ـــــــ رہو

تمام شد

۱۔ ضلع ، جھنجھوٹی : لادے لادے سانوریا ـــــــ طرز ۔

حواشی عجائبات پرستان

باب پہلا

پردہ پہلا

۲- اس مصرعے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی تھی :
نگو دل من چہ چارہ سازم -

۳- وہ کیسا : (دکنی محاورہ) وہ کیسے چاہیے تھا -

۴- اگل نہ کا گا کہ ہنسا تو نم : اگل کے معنی کسی لغت سے بھی معلوم نہ ہو سکے - کا گا کے معنی ہیں ''اے کوے'' ''ہنسا'' ، ہنس کے ہندی تلفظ کی تحریری صورت ہے - ''نم'' کے معنی نہیں - (بحوالہ پلاٹ آکسفورڈ ایڈیشن کالم ۱ - ص ۱۱۵۳) ان سب الفاظ کے معانی کا خیال کرکے یہ نتیجہ نکالنے کے سوا چارہ نہیں کہ یا تو کتابت کی غلطی سے اچھل کی بجائے اگل لکھا گیا یا اگر یہ کوئی دکنی لفظ ہے تو اس کے معنی غالباً اترانے کے ہیں - چنانچہ مصرعے کے معنی یہ ہوئے کہ اے کوے تو ہنس نہیں اس لئے اترا نہیں ، ورنہ جہاں میں رسوا اور ملول ہو گا -

۶- تیری : دکنی محاورہ ، اپنی چاہیے تھا -

۸- اصل : آج اس کے کوچے میں شور 'بای ذنب قتلتنی' ہے دیوان ذوق سے تصحیح کی گئی ہے -

۹- اصل : پڑا ہے -

۱۱- اصل : گاہ فلک سے تو : تصحیح قیاسی کی گئی ہے -

۱۳- اصل : خواب آباد دل ، تصحیح قیاسی کی گئی ہے-

۱۴- اصل میں ''اے'' -

۱۵- محبوب کے رقیب کو پسند کرنے کا تذکرہ یوں اچانک آ جانا بہت کمزور تعارف ہے -

۱۶- وہ : دکنی محاورہ ، ورنہ اس چاہیے تھا -

۱۷- مراد ہے آدمزاد سے نفرت کا اظہار کرنا - (خدا معلوم سٹیج پر اس نفرت کا اظہار عمل میں کیوں کر کیا جاتا ہوگا ؟)
۱۹- ''ری'' : اضافہ از مرتب -
۲۰- شاباش دینا -

پردہ دوسرا

۱- بے قرار دکھائی دینا -
۳- شمشاد کو : شمشاد سے -
۴- اصل میں پھر کے بعد دوبارہ بھی تھا جو غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا -
۸- اصل میں ''وہ'' نہیں تھا ، تصحیح کی گئی ہے -
۱۰- آ کر -
۱۱- صنوبر کو تحسین و آفرین کرنا -
۱۳- اصل : تجھ سے -

پردہ تیسرا

۲- اصل : اک دل مرا ہی تھا کہ نہ اس سے وا ہوا ، تصحیح قیاسی -
۴- اصل : آداب بجانا -
۶- اصل : شہزادی ان پر بھیجیے -
۸- زمانے کے حسیں : زمانے کے حسینوں کو -
۱۱- اصل : کرے -
۱۲- اصل : ہوئے عاشق نہ -

۱۳- اصل : کا -
۱۴- اصل : نہ کیسے آوے -
۱۵- اصل : ہر -
۱۶- اصل : یہی -
۱۷- اصل : عشق ہے خاص اے نادان صفت ذاتی - تصحیح قیاسی -
۲۰- اصل : دیدار -
۲۱- اصل : غیض کی کھینچی کیا تلوار ہے - تصحیح قیاسی -
۲۶- اصل : رہے ایک -
۲۷- اصل : ہوتا -
۲۹- اصل : پر -
۳۰- اصل : کیسی -
۳۲- اصل : دست قضا ہر قصہ جو کچھ مرا چلے - تصحیح قیاسی -
۳۴ - اصل : جب تک تیرے یار -
۳۶- اصل : اٹی -

پردہ چوتھا

۲- اصل : شاح -
۴- اصل : ناہی -
۶- اصل : ہے -
۸- اصل : بڑے - بڑھیں چاہیے تھا -
۱۰- دکنی محاورہ ، ورنہ "کسی اور" چاہیے تھا -
۱۱- اصل : ہے ہم -
۱۴- اصل : پیاری پیاری ہے -
۱۵- دکنی محاورہ یعنی "اپنی" -

۱۷- اصل : چونے کا ، بالکل بے معنی معلوم ہوتا تھا ،
جانور کے حوالے سے چرے کا زیادہ قرین صحت معلوم ہوا -
۱۸- اصل : جاؤ جہاں سے سیدھے -
۲۰- اصل : ہم وسیع طرف ملنے آئے کیوں کم ظرف سے -
۲۱- دکنی محاورہ ــــــ اس مصرعے کے شروع میں بھی
اٹھائیں کی بجائے اٹھاؤ ہونا چاہیے تھا -
۲۶- دکنی محاورہ -
۳۱- اصل : داری -
۳۳- اصل : اور بھی نمونہ -
۳۵ - اصل :

شاعر صد شاعراں ہوں شاعراں شاعر ہوں
رکھتا اپنے جی میں گماں ہوں شاعراں شاعر ہوں
اسحل پوسایا نام مرا اب لگے تلگا کام مرا
شریں سخن میں جادو بیاں ہوں شاعر واہ حنگل
حنگل کے یہ شاہ جنگل میں ہوں شاعرواہ جنگل
ان روروں صاحمان زما ہوں شاعران شاعر ہوں

مس میں مرتب نے تصحیح قیاسی کی ہے -
۳۶- مراد ہے شاعر شاعراں - اپنی جہالت کی وجہ سے اس کی
بجائے شاعراں شاعر کہتا ہے -
۳۸- اصل : پھولا پھلوں گا -
۳۹- وزن درست رکھنے کے لئے یہ لفظ تشدید کے ساتھ یعنی
شاعر پڑھا جائے گا -
۴۱- اصل : دور دونوں کو -
۴۲- اصل : شاعروں - جو بے معنی معلوم ہوتا ہے کذا -
۴۳- کذا -
۴۴- اصل : کہتا ہوں میں -
۴۵- اصل : مجھ سے ہوئے بیٹی - تصحیح قیاسی -
۴۷- دکنی محاورہ : "کے" ہونا چاہیے -

۴۸- دکنی محاورہ - ''کو'' ہونا چاہیے -
۴۹- اصل : جانا -
۵۱- اصل : ہوئے ، تصحیح قیاسی کی گئی ہے -
۵۴- اس غزل کے ساتھ کسی کا نام نہیں تھا - قیاساً یہ اشعار ملا کی زبانی ہوں گے - (مرتب)
۵۵- اصل : عادی ہے تو -
۵۶- اصل : وہ تو اٹھا کر دلت گئے - تصحیح قیاسی -
۵۸- اصل : وہ بھی ہے -
۵۹- دنگ کر دینا -
۶۴- دکنی محاورہ ـــــ ''کیا'' ہونا چاہیے تھا -
۶۶- یہاں رضوان جنت کے معنی میں آیا ہے -
۶۹- بمعنی خوس -
۷۱- اصل : شہزادے کے خورشید جہاں آرا -

باب دوسرا

پردہ پہلا

۲- اصل : کرے - تصحیح قیاسی کی گئی -
۳- اصل : کھاے ہیں -
۴- اصل : پر
۵- اصل : گھٹاتے ہیں ، جو بالکل بے موقع معلوم ہوتا ہے -
۶- اصل : کر
۸- اصل : شاعراں شاعر -
۹- اصل : دختر
۱۰- اصل : ہے
۱۲- اصل : سب کلام
۱۴- یہ جنگل : دکنی محاورہ یعنی اس جنگل
۱۶- اصل : چاہتا ہے پھر
۱۸- تیرے سے بمعنی تجھ سے دکنی محاورہ -
۱۹- اصل : ملے گا نہ اب
۲۱- اصل : اے جنگلی ہم میں اگر آ کر نہ بستے -
۲۲- اصل : کا
۲۴- اصل : جانا
۲۶- اصل : چلو ڈھونڈے
۲۸- ہرائے ، دکنی محاورہ یعنی ''کو ہرایا''
۲۹- دکنی محاورہ ، بمعنی پایا -

پردہ دوسرا

۴- اصل : 'نکل آتا' جو بےموقع معلوم ہوتا ہے -
۶- اصل : 'میں' ندارد - تصحیح قیاسی کی گئی -
۷- اصل : کا -
۹- 'لانے' اور باقی قوافی دکنی محاورے کے مطابق ہیں -
۱۰- اصل : 'شاعری کے' جو ساقط الوزن تھا -
۱۲- قافیے کی رعایت سے 'جال' کی بجائے 'حالا' لکھا گیا ہے -
۱۴- 'مرے سے' دکنی محاورہ 'مجھ سے' کی بجائے -
۱۶- اصل : نہیں تجھ سا کوئی بھانے گا مجھے -
۱۷- مری : بہ معنی اپنی -
۱۸- اصل : معشوق کے -
۱۹ اصل : کا -
۲۱- اصل : گانے کے پہلے تین مصرعے یوں ہیں :

تجھے تجھے اے جانی جگر میں رکھوں
میں جگر میں آنکھوں میں نظر میں رکھوں ——— مجھے
میں نے نکالا شاعری کو تیری حاطر جان

۲۲- اصل : بھی قربان -

جاہلی میں تیری قسم ، ہوں تجھ پر ہی قربان

۲۳- اصل : اس مصرعے کے ساتھ نوٹ تھا 'طرز مذکور'
جسے غیر ضروری سمجھ کر حذف کر دیا گیا -
۲۴- اصل : کر بیاں -
۲۶- اصل : سوئی ہوئی -
۲۷- اصل : اٹھانے چاہنا -
۲۸- اصل : دو دیو کا نمود ہونا -
۳۰- اصل : میرے دیو -
۳۱- اصل : دیوں
۳۶- اصل : ہے ہم کو دم سے -

۳۸- اصل : ''پھر تو میں بھی موا'' اس طرح مصرع
ساقط الوزن ہو جاتا تھا -
۳۹- اصل : مراد اپنی بھی تو تھی یہی حضور -
۴۰- اصل : اس سے -

ظلمِ عمرانِ روسیاہ

عرف

انصاف محمود شاہ

تعارف

'نامۂ احسن' میں مہدی حسن احسن صاحب نے رونق کی ڈراما نویسی کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے 'انصاف محمود شاہ' کے متعلق لکھا ہے: ''ان کی تصنیفات میں محمود شاہ کا تماشا کل سربند ہے ، اس اعتبار سے کہ یہ قصہ ایک ہی رات میں ختم ہو جاتا ہے ، یعنی تمام افسانہ ایک ہی رات کا واقعہ نہایت عمدہ صنعت ہے ۔''

احسن صاحب کے اس نوٹ پر اظہار خیال سے پیشتر بہت اختصار سے وحدت ہائے ثلاثہ کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

ڈرامے کے نقادوں نے ایک زمانے میں نہایت غور و خوض کے بعد معلوم کیا کہ ڈراما نویس اگر تین شرطوں کو مدنظر رکھ کر ڈرامے کا پلاٹ بنائے تو اس کے سٹیج پر پیش ہونے سے ایک سماں سا بندھ جاتا اور ڈراما فطرت کے مطابق نظر آنے لگتا ہے ۔

ایک شرط تو یہ ہے کہ ڈرامے کے واقعات اتنی ہی مدت کے ہوں جتنی دیر میں وہ بطور تماشے کے سٹیج پر دکھائے جا سکیں یا زیادہ سے زیادہ دن بھر کے واقعات ہوں ۔ دوسری شرط یہ کہ واقعات اس خوبی سے مرتب کیے گئے ہوں کہ سب کے سب سہولت سے ایک ہی مقام پر پیش کیے جا سکیں ۔ تیسرے یہ کہ ڈرامے میں عمل ایک ہو ، یعنی کہانی اور کردار ایسے نہ ہوں جو مرکزی کہانی سے غیر متعلق ہوں ۔ پہلی شرط وحدتِ زمان ، دوسری شرط

وحدتِ مکاں اور تیسری شرط وحدتِ عمل کہلاتی ہے اور ان تینوں کو وحدت ہائے ثلاثہ کے نام سے یاد کرتے ہیں -

بہت مدت تک وحدت ہائے ثلاثہ کی تحقیق ارسطو سے منسوب رہی لیکن حقیقت میں اس کا اُس سے بہت کم تعلق ہے - ارسطو ڈرامے کا نقاد نہ تھا - وہ اپنے زمانے کی ٹریجیڈیاں دیکھنے تھیٹروں میں جاتا تھا اور اپنی حیرت انگیز فہم و فراست اور ژرف نگاہی سے کام لے کر ڈراما نویسوں کی کامیابی کےراز سمجھ لیتا تھا چنانچہ اس سلسلے میں وحدتِ عمل اور وحدت زماں کے متعلق اُس کے صرف چند اشارات ملتے ہیں - ٹریجیڈی کا تذکرہ کرتے ہوئے اُس نے لکھا ہے کہ ٹریجیڈی میں صرف ایک موضوع ہونا چاہیے- اسی طرح ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ ٹریجیڈی میں اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ اُس کے واقعات کی مدت سورج کی کم و بیش ایک گردش کے اندر اندر محدود رہے -

لیکن ارسطو نے یہ باتیں ڈرامے کے قوانین کی صورت میں پیش نہیں کیں ، انھیں وہ یونانی ڈراما نویسوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کر گیا ہے - ان کی مفصل تحقیق اطالوی نقادوں کی ممنون احسان ہے اور انھیں نہایت مختصر، واضح اور قطعی الفاظ فرانسیسی نقاد بوئیلو نے دیے ہیں کہ "ڈرامے میں ایک عمل ، ایک دن اور ایک مقام کا بیان ہونا چاہیے-"

جو لوگ لوازم ثلاثہ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں ، وہ چاہتے ہیں کہ ڈراما عین مین فطرت کے مطابق ہو جائے؛ اس طرح تماشائی بھول جائیں گے کہ وہ تماشا دیکھ رہے ہیں اور اُس سے زیادہ لطف اندوز ہو سکیں گے - لیکن یہ خیال صحیح نہیں ؛ کوئی بھی آرٹ واقعیت کے بالکل مطابق نہیں

ہوتا - ہر آرٹ کو ممکن بنانے کے لیے چند اصولوں کو بہ‌طور رسم کے قبول کر لینا پڑتا ہے اور ہر آرٹسٹ حقائقِ حیات کو اپنے نقطۂ نظر سے پیش کرنے کی غرض سے واقعیت سے الگ ہٹ جاتا ہے -

اس کے علاوہ جو لوگ تماشا دیکھتے ہیں، وہ یہ سمجھتے بوجھتے ہوئے بھی کہ وہ ایک تماشا دیکھ رہے ہیں ، اپنے آپ کو تماشا کرنے والوں کی مرضی پر چھوڑ دیتے ہیں اور تماشا کرنے والے انھیں جو کہیں ، فوراً اس پر یقین لے آتے یا اسے قبول کر لیتے ہیں ، لہٰذا انھیں قائل کرنے کے لیے اتنے تکلف کی ضرورت نہیں -

لیکن وحدت ہائے ثلاثہ میں سے صرف وحدت عمل ڈرامے کے لیے بالاتفاق قطعی طور پر ضروری قرار دی گئی ہے ، کیوں کہ اس کے بغیر ڈراما نہ کوئی خاص شکل اختیار کر سکتا ہے ، نہ کسی خاص طرح کا اثر ڈال سکتا ہے - وحدت ہائے زماں و مکاں کی پابندی عام طور سے نہیں کی جاتی -

احسن صاحب نے 'انصاف سلطان محمود غزنوی' پر جو رائے ظاہر کی ، اس سے مراد یہ ہے کہ اس میں وحدتِ زماں کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے ، یعنی ڈرامے کے جملہ واقعات ایک ہی رات کے ہیں اور بغیر دنوں کے فصل کے مسلسل پیش آتے چلے جاتے ہیں - لیکن احسن صاحب کی یہ رائے صریحاً غلط ہے -

ایک کیا ، بہت زیادہ مقامات پر ڈرامے کا عمل مسلسل نہیں ہے - دو مناظر کے درمیان ایسا فصل ہے جس میں غیر معین وقت کے لمبے وقفوں کا احساس ہوتا ہے - مثلاً منظر اول میں امیرالامرا مر جاتا ہے اور منظر دوم میں اس کا ملازم

عمران شراب نوشی میں مصروف نظر آتا ہے - ظاہر ہے کہ یہ دونوں واقعات ایک رات کے نہیں بلکہ ان کے درمیان کچھ وقت گزر چکا ہے - اس کا ثبوت مکالمے سے بھی ملتا ہے :

لیکن گیا ہے صبح سے وجہ القمر کہاں
بیزار میں ہوا ہوں بہت اس کی چال سے

بیزاری ایک ہی دن کے تجربے سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ کئی روز کے تجربے کا نتیجہ ہو سکتی ہے - اسی طرح تیسرے منظر میں 'یقین' کہتا ہے :

کہاں رہتے ہو جا کے تم ساری رات
تمھیں گھر میں لگتی ہے کیوں بھاری رات

یہ بات بھی امیرالامرا کے انتقال کے بعد کئی راتیں گزر چکنے پر ہی کہی جا سکتی تھی -
یا مثلاً اسی سین میں 'یقین'، 'وجہ القمر' کو 'عمران' کے متعلق کہتا ہے :

روز و شب مشغول ہے وہ تربیت میں آپ کی
ہے وہی خدمت جو تھی تمھارے باپ کی

مسلسل عمل میں روز و شب کا تذکرہ نہ آ سکتا تھا -
پھر وجہ القمر جواب میں کہتا ہے :

ایک شب سویا تھا میں لیکن مجھے تھا نیم خواب
نیند میں غفلت کی، سمجھا مجھ کو وہ خانہ خراب

'ایک شب' سے ظاہر ہے کہ وجہ القمر کے باپ کو مرے کئی راتیں گزر چکی ہیں -
پھر عمران کا رات کے وقت وجہ القمر کے دھوکے میں

اپنے ہی بیٹے پر وار کرنا ، بعد کی ایک اور رات کی بات ہے۔ اسی طرح محمود غزنوی سے متعلق واقعات مسلسل ایک رات کے نہیں بلکہ وقفوں کے بعد جدا جدا موقعوں کے ہیں ۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وقفوں کا باہمی فاصلہ طویل نہیں ہے ۔

اس لیے جو خوبی احسن نے اس ڈرامے میں پائی ، وہ فی الحقیقت اس میں نہیں ہے ۔ مگر اس کے نہ ہوتے ہوئے بھی یہ کھیل اپنے زمانے کے زیادہ کامیاب کھیلوں میں شمار ہوتا تھا ۔ میں نے یہ کھیل محبوب حسین کی کارونیشن تھیٹریکل کمپنی میں دیکھا تھا ۔ کم سنی میں دیکھنے کے سبب تماشے کی تفصیلیں یاد نہیں مگر ڈراما پڑھتا ہوں تو بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں یہ کھیل کیوں پسند کیا جاتا تھا ۔ اول تو اس کے پلاٹ میں سلطان محمود غزنوی اور ایاز کے متعلق دو سین اگرچہ ڈرامے کے اصل پلاٹ سے بالکل الگ اور غیر متعلق ہیں لیکن محمود و ایاز کے تعلقات چونکہ ضرب المثل بن چکے ہیں اور پڑھے لکھے کیا ، عوام بھی اُن سے ناواقف نہیں ، اس لیے وہ سین جب اسٹیج پر آتے ، غیر متعلق ہونے کے سبب اُدھرتے نہ تھے بلکہ اُن کے موضوع سے واقف ہونے کے باعث ہر شخص اُن سے بہت زیادہ لطف اندوز ہوتا تھا ۔ پھر پلاٹ میں قتل کی کوششیں ، قاتل کی ناکامی ، سلطان محمود اور ایاز کا بھیس بدل کر راتوں میں شہر کے جرائم کا سراغ لینے نکلنا ، بےگناہوں کا ملزم ٹھہرنا یا گرفتار ہونا اور سزا پاتے پاتے بچنا ، اس قسم کے واقعات سے کئی سین بھرے پڑے تھے جو اُس زمانے کے سیدھے سادے تماشا دیکھنے والوں کو امید و بیم کی گرفت میں رکھتے تھے ۔ اس کے ساتھ ہی بولنے اور گانے کے اکثر

اشعار ، ان کے موضوع اور ان کی زمینیں ، نیز گانوں کے بول اور ان کی طرزیں نہ صرف باموقع تھیں ، بلکہ مؤثر بھی تھیں، اس لیے یہ کھیل کارونیشن کمپنی میں اگرچہ بار بار تو نہ ہوتا تھا لیکن جب بھی ہوتا تھا ، منڈوا تماشائیوں سے خالی نہ رہتا تھا ۔

پروفیسر سید حسن کے پاس اس ڈرامے کا جو مطبوعہ نسخہ موجود ہے، اس پر اس کی طباعت ۱۸۸۲ع لکھی ہے ۔ ڈاکٹر نامی اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں : '' دو ایکٹ اور بیس سین کا ڈراما ، تمام منظوم، سولھواں حصہ نثر میں ۔ ۱۸۸۲ع ۔ (برٹش میوزیم و انڈیا آفس) ۔ ۱۸۸۳ع (نسخۂ نامی) '' ۔ جو ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے ، یہ جمنا داس بھگوان داس اینڈ کمپنی بمبئی کے ایک ایسے نسخے سے تیار کیا گیا ہے جس پر طباعت کی تاریخ درج نہیں ۔ اس میں نثر کا بھی کوئی فقرہ نہیں ، رونق کا تخلص البتہ کئی مقامات پر موجود ہے ۔

سید امتیاز علی تاج
۱۰ - اکتوبر ۱۹۶۶ع

ظلمِ عمرانِ روسیاہ

عرف

انصافِ محمود شاہ

ناٹک دو باب کا

جس کو

منشی محمود میاں صاحب متخلص بہ رونق

نے

واسطے گروہ وکٹوریا ناٹک کے تصنیف کیا

اور

حسب الحکم . . . ناشر (؟)

زبان اردو ، حروف گجراتی

. . . . بمبئی . . . پریس (؟)

سن عیسوی (؟)

سرورق کی عبارت ، زیر نظر ڈرامے پر مختلف مضامین اور تحریری شہادتوں کو مدنظر رکھ کر مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے - اصل نسخے کا سرورق ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا -

انصاف محمود شاہ غزنوی

تختۂ ناٹک[1]

مذکر[2]	:	
محمود شاہ	:	سلطان غزنی
حسن	:	وزیر اعظم (محمود شاہ کا)
امیرالامرا[3]	:	
وجہ القمر	:	پسر امیرالامرا
عمران	:	غلام (امیرالامرا کا)[4]
یقین	:	غلام (امیرالامرا کا)[5]
ایاز	:	غلام (محمود شاہ کا)
غفران	:	پسر عمران

غلام و خدام محمود شاہ

چوبدار ، نقیب دربار محمود شاہ

۱- اس زمانے کے دوسرے مطبوعہ کھیلوں کی طرح اس کھیل میں بھی تختۂ ناٹک لکھنے سے رہ گیا تھا ۔

۲- 'مذکر' کا لفظ 'محمود شاہ' کے آگے دوسرے کالم میں لکھا ہوا تھا ۔

۳- 'امیرالامرا' کے آگے دوسرے کالم میں 'پسر' اور تیسرے کالم میں 'امیرالامرا' لکھا ہوا تھا ۔ وجہ القمر کا نام غلطی سے درج ہونے سے رہ گیا تھا جو مرتب نے شامل کر دیا ہے ۔

۴ ، ۵ - عمران اور یقین کے آگے دوسرے کالم میں 'غلام' اور تیسرے کالم میں 'امیرالامرا' لکھا تھا ۔

مونث :

شمس اللقا	:	دخت وزیرحسن[1]
خیرن	:	بی‌بی عمران ، مادر غفران
کنیز	:	خادمہ (محمود شاہ)[2]
پہلی سہیلی	:	خواص (شمس اللقا)
دوسری سہیلی	:	خواص (شمس اللقا)

[3]رامشگر دربار محمود شاہ

اہل کار ، سپاہی ، جلاد وغیرہ

مقام : غزنی شہر

۱- شمس اللقا کے آگے دوسرے کالم میں 'دخت وزیر حسن' اور تیسرے کالم میں 'زوجہ' وجہ القمر' لکھا تھا ۔

۲- کنیز کے آگے دوسرے کالم میں 'خدامہ' اور تیسرے کالم میں 'محمود شاہ' لکھا تھا ۔

۳- 'رامشگر' سے پہلے 'زہر' لکھا تھا ۔ ڈرامے کو بہت غور سے کئی بار پڑھا کہ کسی کردار کا نام 'زہرہ' تو نہیں آیا ۔ نہ ملا تو یہ لفظ حذف کر دیا گیا ۔

باب پہلا

پردہ پہلا

مکان

[امیرالامرا عالم نزع میں کوچ پر پڑا ہے[1]۔ وجہ القمر پہلو میں بیٹھا ہے[2]۔ غلام عمران اور غلام یقیں دونوں دست بستہ کھڑے ہیں[3] ۔ امیر (کا) وصیت کرنا عمران بے ایمان کو]

امیر : **غزل[4]**

سبھی غلاموں میں ایک عمراں تو باوفا ہے غلام میرا
یہ آخری ہے ، بہ گوشِ جاں سن ، وصیتانہ کلام میرا
سرائے فانی سے کوئی دم میں عدم کو میرا ہے کوچ عمراں
سنبھال وجہ القمر کو میرے ، تو ہو کے قائم مقام میرا
یہ لے نوشتہ ، یہی ہے ارماں ، جوان جب ہو یہ طفلِ ناداں
تو سونپ دے میری ملکِ عمراں ، کرے گا یہ انتظام میرا
کہ ناداں وجہ القمر ہے میرا ، میں سونپا تجھ کو جگر ہے میرا
یہ آقا تیرا ، پسر ہے میرا ، نمک نہ کرنا حرام میرا
قریب ہے میرا وقتِ رحلت ، نہ بھول عمراں مری وصیت
نہ سانس لینے کی اب ہے مہلت ، بہ خیر ہے اختتام میرا

[مر جانا امیرالامرا کا ، رونا وجہ القمر کا اور[5] سمجھانا عمراں کا]

---

۴ ۔ راگنی اور تال کا کوئی حوالہ نہیں ۔
طرز : غبار دنیا سے موج دریا ہمیشہ دامن جھٹک رہی ہے ۔

عمران : مسدس[۲]

وجہ القمر! نہ رو بہ خدا زار و زار تم
للہ صبر کیجیے اب اختیار تم
چلّا کے سر نہ پیٹیے یوں بار بار تم
والد کے غم سے دیجیے دل کو قرار تم
یہ مر گئے ہیں آج، یہ کل ہم کو مرنا ہے
چلیے مکاں میں، دفن کی تجویز کرنا ہے

باب پہلا

پردہ دوسرا

دیوان خانہ

[عمران (کا) کرسی پر بیٹھے[1] ہوئے شراب نوش کرتے کرتے گانا۔
لونڈی (کا) جام بھر بھر (کر) دینا عمران کو]

عمران : غزل[2]

ساقیا ! بھر کے پیلا بادۂ احمر مجھ کو
خلد سے کام ، نہ درکار ہے کوثر مجھ کو
جامِ جمشید کو نظروں سے گرا دے میری
پے بہ پے دے تو مئے ناب کا ساغر مجھ کو
خوش چمن آتا ، نہ بھاتا ہے گلِ تر ، یا رب!
مئے گلگوں کے ہی پینے کو دیا زر مجھ کو

[یقین کا آنا ، عمران کو شراب پیتے ہوئے دیکھ ، کہنا حیران ہو کے]

یقین : غزل[3]

مے کشی کا ہوا اس عمر میں کیوں دھیان تمھیں؟
کون اُن فعلوں سے سمجھے گا مسلمان تمھیں؟

---

۲ - دھن کلیان ، تال دادرا -
طرز : تفرقہ ایسا بھی ہوتا ہے گل اندام کہیں ؟
۳ - غالباً طرز مذکور (مرتب)

اتنی عزت تھی تمھاری کہ امیرالامرا
پسر و زر کا مرے کر کے نگہبان تمھیں
گر یہ ظاہر ہو کہ پینے لگا عمران شراب
تو نہایت کرے محمود شہ حیران تمھیں
خمر و مے ہے نجس، کہتا ہے قرآں میں خدا
کیا کسی نے نہیں سمجھایا ہے قرآں تمھیں؟

مسدس

عمران : بے شک نجس شراب ہے، پر کس کے واسطے؟
اچھی نہیں خراب ہے، پر کس کے واسطے؟
نشہ ہر اک عذاب ہے، پر کس کے واسطے؟
عیس اس کا اضطراب ہے، پر کس کے واسطے؟
یہ مت سمجھ کہ مجھ سے بھی زردار کے لیے
مفلس، غریب، بےکس و ناچار کے لیے

یقین : زردار تم سے سینکڑوں یہ خوار کر چکی
جو چارہ گر تھے اُن کو بھی ناچار کر چکی
سرداروں[4] کے سروں کو سرِ دار کر چکی
شاہوں کے شہ جو تھے انھیں فی النار کر چکی
دولت ہے یہ تمھاری بھلا کس شمار میں؟
مشہور ایک لکھ پتی ہو تم ہزار میں

عمران : ظاہر ہوں لکھ پتی، تجھے باطن کی کیا خبر!
شاہوں سے ہے زیادہ مرے پاس مال و زر

دیکھے گا چند روز میں تو میرا کرّ و فر
بندہ ہوں ، پر امیروں کو کر لوں گا میں نفر
اِس وقت کے لیے ذرا تاخیر چاہیے
مشکل کو سہل کرنے کی تدبیر چاہیے

یقین : کیا ہم‌سری کروگے امیرِ کبیر کی ؟
دولت تھی تم سے بڑھ کے تو اُس کے فقیر کی
کیا اصل اُس کے آگے تھی اہل سریر کی
تھی اُس پہ مہربانی خدائے قدیر کی
گستاخی ہو معاف کہ خود تم ہی نیک نام
ادنیٰ سے ادنیٰ اُس کے کہلاتے تھے اک غلام

عمران : میں بے‌شک اُس کے جیتے جی اُس کا غلام تھا
سر کو جھکا کے اُس کو میں کرتا سلام تھا
لیکن یہ مجھ پہ فضل خدائے انام تھا
دولت کا اُس کی ، بخت میں میرے قیام تھا
اس واسطے ہوا ہے خزانہ مجھے نصیب
پردم ہے اب تو عیشِ شہانہ مجھے نصیب

یقین : گنج اتنا رات بھر میں کہو تو کہاں سے لائے ؟
قاروں کے رشتہ دار ہو؟ اُس کے مکاں سے لائے؟
شیطاں کے ساتھ جا کے چُرا آسماں سے لائے ؟
دوزخ سے لائے یا کہو باغِ جناں سے لائے ؟
کل تک تو تم تھے اپنی غلامی کے دھیان میں
اور آج کیسے گھس گئے شاہوں کی شان میں؟

عمران : تجھ کو خبر نہ دوں گا ابھی اپنے حال سے
آگاہ ہو گا خود مرے جاہ و جلال سے

لیکن گیا ہے صبح سے وجہ القمر کہاں ؟
بیزار میں ہوا ہوں بہت اس کی چال سے

یقین : دن بھر تو شوقِ علم ہے اس نیک ذات کو
لیکن خبر نہیں ، کہاں رہتا ہے رات کو
اس کو تلاش کر، ابھی لاتا ہوں اے جناب!
کیجے نصیحت آج تم اس خوش صفات کو
[یقین کا جانا ، عمران (کا) شراب پیتے پیتے گانا]

عمران : غزل°

جمشید کا تو جام فقط تھا جہاں نما
ساغر مگر ہمارا ہے کون و مکاں نما
نشے میں اس کے اڑتا ہے بے پر کے آدمی
کیوں کر شراب کو نہ کہیں آسماں نما
بے حد کسی نے پی تو ہے شیطاں نما شراب
تھوڑی پیو تو ہووے گی رازِ نہاں نما
وجہ القمر کو قتل کسی حیلے سے کروں
تدبیر ہوگی بس یہی گنج نہاں نما

---

۵ - دھن مانڈو ، تال دادرا -
طرز : ڈھونڈیں گے آسماں کوئی ہم اے جن نیا -
(حوالے کی یہ طرز ظلم اظلم کی ایک غزل میں سے ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کھیل ظلم اظلم کے بعد سٹیج پر آیا ہو گا - لیکن ڈراموں کو ترتیب دیتے وقت حوالے کی اس طرز کی طرف خیال نہ جا سکا اور انصاف محمود شاہ کو ظلم اظلم سے پہلے جگہ دے دی گئی جس کا مرتب کو افسوس ہے - مرتب)

باب پہلا

پردہ تیسرا

راستہ

[آنا وجدالقمر (کا) افسوس کرتے ، حیران و پریشان گاتے ہوئے]

وجدالقمر : غزل[1]

اژدہے کے بس میں ہو یا شیرِ نر کے بس میں ہو
ہر بشر یا رب! نہ کوئی بھی بشر کے بس میں ہو
بس میں آقا کے نفر جو ہو تو کچھ زیبا بھی ہے
پر نہ آقا کوئی بھی ، ہے ہے نفر کے بس میں ہو
تھے نفر عمران سے میرے پدر کے بس میں لاکھ
ہائے اب اس کا پسر اپنے نفر کے بس میں ہو!
[آنا یقین خاں کا ، وجدالقمر کو دیکھ کے کہنا]

یقین : ٹھمری[2]

کہاں رہتے ہو تم جا کے ساری رات ؟
تمھیں لگتی ہے گھر میں کیوں بھاری رات؟

---

۱ - دھن ضلع برہنس، تال پشتو -
طرز : بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یوں روز بہار -
۲ - دھن ضلع کھاچ ، تال پنجابی ٹھیکہ -
طرز : درس بن انکھیاں ترس رہی -

بنو گے پدر کے زر و مال کے تم
کل ہی والی ، کیوں کرتے ہو زاری رات؟

وجہ‌القمر : غزل[۳]

فرشتہ جس گھر میں موت کا ہے ، کٹے گی اس گھر میں رات کیسی!
غلام تو جاں نثار ہو کر یہ بد سنا تا ہے بات کیسی؟ ——— فرشتہ
لہو کا تشنہ ہے میرے عمراں، عجب نہیں ہے جو لے مری جاں
بگاڑ کر میرے زر پر ایماں دغا کرے بدصفات کیسی ——— فرشتہ
پدر سے کہتا تھا میرے پاجی ، نہیں ہے لالچ مجھے ذرا بھی
جو دیکھی دولت تو بگڑی نیت دکھایا آخر کو ذات کیسی!
——— فرشتہ

مسدس

یقین : کیسے سمجھا اپنا دشمن آپ نے عمران کو؟
صدقے پہلے سے وہ تم پر کرتا آیا جان کو
دوست ہو ، پہلے تو کس لینا ہر اک انسان کو
عقل کامل آدمی کی چاہیے پہچان کو
سنکڑوں انسان بھی ہیں جامۂ شیطان میں
اور ہیں شیطان لاکھوں برقعِ انسان میں
وجہ‌القمر : کس لیا میں نے کسوٹی پر سمجھ کے زر اسے
پایا ہے لیکن یقیں! پیتل سے بھی بدتر اسے

---

۳ - دھن کلیان ، تال قوالی -
طرز : عجب صنم کی ادا یہ دیکھی ...

والدِ مرحوم سمجھے تھے مرے گوہر آپ
کی پرکھ میں نے تو پایا اک سیہ پتھر آپ
کج ادائی سے زمانے کی میں حیراں ہوگیا
دوستی کی جس سے ، وہ ہی دشمنِ جاں ہوگیا

یقین : حیف اب ہے ایسی یہ دنیا ہوئی تھی کب خراب
اچھوں کے اچھے ہیں صحبت سے بدوں کی اب خراب
میں نے یہ مانا ، زمانہ ہوگیا ہے سب خراب
کون سا عمران کا پر تم نے دیکھا ڈھب خراب؟
روز و شب مشغول ہے وہ تربیت میں آپ کی
ہے وہی خدمت ، جو خدمت تھی تمھارے باپ کی

ابیات

وجہ القمر : وہ خراب ایسا ہے ، سن اب حال مجھ سے اے یقیں!
اپنی آنکھوں دیکھا میں کہتا ہوں تجھ سے اے یقیں!
ایک شب سویا تھا میں لیکن مجھے تھا نیم خواب
نیند میں ، غفلت سے سمجھا ، مجھ کو ، وہ خانہ خراب
اپنی بی بی سے لگا آہستہ کرنے یوں کلام
کام کرتا ہوں ابھی وجہ القمر کا میں تمام
جو کہ اس کے باپ نے سونپا ہے مجھ کو مال و زر
آئے قبضے میں مرے ، بڑھ جائے میرا کرّ و فر
اتنا کہہ کر بس کمر سے کھینچ کر خنجر پلید
دوڑا صد افسوس ! میرا کاٹنے کو سر ، پلید

لیکن اس کی نیک بی بی نے اسے روکا وہیں
اور بولی ''اتنی جلدی چاہیے پیارے ! نہیں
کام یہ کرنا تُو کوئی اچھا موقع دیکھ کر''
اس کا کہنا مان کر چپ ہو رہا وہ بد گُہر
اللہ اللہ کر کے وہ تو رات دی میں نے گزار
دوسری شب سے مگر یہ چال کی میں اختیار
علم کی تحصیل میں بس دن تو کرتا ہوں تمام
شب کو پڑ رہتا ہوں قبرستان میں جا کر مدام

یقین : غزل[6]

کچا چاہوں ، گردن دابوں ، تجھ کو جو دیوے آزار
تیرا کم تر ، میرے افسر ! صدقے ہے تجھ پر ہر بار
میرے اعلیٰ میرے مولیٰ ! اُس کے ہوی تو تھے آقا
ان کا ہے فرزند[7] تو دل بد ، تیری جان لے بد کردار !
دے اب رخصت ماہ طلعت ! تیری آفت دوں میں ٹال
خوں سے ہو تر اس کا سب گھر ، ایسی کھینچوں میں تلوار

وجہ القمر : مثنوی[8]

صبر کر صبر ، نہ تو میاں سے شمشیر نکال
قتلِ دشمن کے لیے خنجرِ تدبیر نکال

---

٦ ـ دھن بلاول ، تال قوالی ـ
طرز: آؤ ہم تم آؤ ہم ـ
٨ ـ دھن ضلع کلیان ، تال دادرا ـ
طرز : نام کیوں نکلا سلیماں کا دہن سے تیرے ـ

تیری شمشیر سے تو قتل ہوں دوچار ہی بس
تیغِ تدبیر کا ہے لاکھوں کو اک وار ہی بس
جو مرے قند سے ، کیوں زہر اسے دیتا ہے،
میٹھی باتوں سے ہی کیوں کام نہیں لیتا ہے؟
اپنا ورثہ ہمیں مل جائے تو کیا کم ہے یہ بات!
پاس عمراں کے چلیں کوئی بنا کر ہم بات
[جانا وجہالقمر کے ساتھ یقین خاں کا]

باب پہلا

پردہ چوتھا

باغ

[آنا محمود شاہ کا مع وزیر و غلام خواجہ سرا کے]

محمود : **غزل**[1]

سب تو ہیں گلشن میں لیکن ہے کہاں میرا ایاز؟
مثلِ بُو کیا ہو گیا گل میں نہاں میرا ایاز؟
جانتا ہے یہ وہ رشکِ گل کہ گل ہوں گے خجل
اس سبب سے ہو نہیں سکتا عیاں میرا ایاز
اُس کے بے دیکھے نہیں ہووے گا میرے دل کو چین
جا کے لے آؤ کوئی ہووے جہاں میرا ایاز

غزل (تحت اللفظ)

وزیر : عرض کرتا ہوں، معاف اے شہ! مری تقصیر ہو
تابعِ فرماں سبھی حاضر ہیں، کیوں دل گیر ہو؟
سچ تو یوں ہے، لے گیا بس آپ کا دل وہ غلام
لیکن اس کے باب میں انصاف سے تقریر ہو

---

۱ - دھن کلیاں، تال پشتو۔
طرز : مرغ دل مت رو یہاں آنسو بہانا ہے منع -

ان غلاموں سے بھی، کہیے خوب صورت ہے ایاز؟
آپ کا معشوق کیوں بدشکل وہ بے پیر ہو

مسدس

محمود : زلف سے انساں کی بہتر ہوتے ہیں سنبل کے بال
آدمی کی آنکھ کو دیتے ہیں نرگس سے مثال
گل سے رنگیں کب کسی معشوق کے ہوتے ہیں گال
سرو سے بہتر ہے قد میں کون سا صاحب جمال؟
عشق گلشن سے نہیں کیوں کرتے ہیں سب آدمی
آدمی کی دوستی میں مرتے ہیں سب آدمی

وزیر : سنبل و گل، سرو و نرگس ہیں شبیہ انسان کی
خامۂ قدرت نے کھینچی، بات ہے یہ دھیان کی
سیر گہ اس کو کیا ہے آدمی کی جان کی
جان میں انسان کے سب شان ہے رحمان کی
یہ نہیں کہتا ہوں میں، پتھر کی مورت پر مرو
مرنا ہو صاحب اگر تو اچھی صورت پر مرو

محمود : غزل[۳]

اچھی صورت کیا کریں ہم، اچھی خصلت چاہیے
ہو پری رو، کیا ہوا، پر آدمیت چاہیے

---

۳ - دھن کونسیا، تال پشتو -
طرز : تجھ کو غیروں سے نہ ملنا اے ستم گر چاہیے -

احمقِ بینا سے نابینا بھی عاقل خوب ہے
چشمِ بینا ہو تو کیا ، دل میں بصارت چاہیے
زر کے لالچ سے خوشامد جو نفر بےحد کرے
ایسے بندے پر سدا صاحب کی لعنت چاہیے
خوبرو ہیں دس میں دو ، لایق ہے وہ لاکھوں میں ایک
احمقو! قدر اُن کی ہو یا اس کی عزت چاہیے ؟
زینت عالم ہے دنیا میں فقط میرا ایاز
رونق عالم سے کیا تم کو عداوت چاہیے ؟

غزل (تحت اللفظ)

وزیر : آدمی سے آدمی جو کہ عداوت رکھتا ہے
وہ گوارا آپ پر عالم کی لعنت رکھتا ہے
عدل کی اک بات میں نے تو کہی تھی ورنہ شہ!
کیا ایاز اپنی مری قسمت میں قسمت رکھتا ہے
اتنے بندوں میں تو کوئی بھی خوشامد خو نہیں
ہاں مگر معشوق صاحب کا یہ عادت رکھتا ہے
یہ بھی سنتا ہوں خزانے ، یں ہے جاتا روز شب
جو امانت شہ کی ہے اُس میں خیانت رکھتا ہے

محمود : هولی[۴]

کیسے دانا[۵] سنی بات مانے
دیکھے آنکھوں سے تو سچ جانے ـــــ کیسے

۴ ـ دھن اساوری ، تال چاچر ـ
طرز : بانکے مرزا نے دھوم مچائی ـ

میرے پسینے کے صدقے میں جو ہو حاضر خون بہانے
کیسے امانت میں وہ خیانت کرے گا بھلا اے دیوانے؟
——— کیسے

[آنا ایاز کا ، محمود شاہ کے قدموں پر سر جھکانا ۔
محمود شاہ ایاز کو گلے لگانا چاہتا ہے[۶]]

ایاز : گانا[۷]

ہم بغل کس طرح شہ سے ہوں میں
کیوں نہ قدموں پہ سر کو دھروں میں
مجھے شاہ سے کب ہے یارانہ لازم
کہ میں اک ادنیٰ ہوں خادم
زیادہ تلطف سے ہوتا ہوں نادم
گلے سے بھلا کیوں ملوں میں؟

[ایاز کا (صرف) سرنگوں ہو کے احسان ماننا محمود شاہ (کا)[۸]]

مسدس

محمود : مثل سچ ہے کمینے کے جو آگے سر جھکاتا ہے
تو اصلی ذات پر اپنی وہ سفلہ آ ہی جاتا ہے
سمجھتا ہے یہی دل میں کہ شہ چاہت دکھاتا ہے
تو نالایق اس الفت پر نہیں پھولا سماتا ہے

---

۷ - دھن ، تال اور طرز وغیرہ کا ذکر نہیں ہے - (مرتب)

ارے دو گوشمالی مل کے تم سب اہل کار اس کو
سزا اس کی جو لازم ہو وہی دی جائے یار اس کو

خمسہ

وزیر (گوشمالی دے کے) :
تجھے شہ چاہیں یہ تیرے مقدر تھے کہاں مردود
پہلا غلام : ہووے ان سے بھی نفرت تجھ کو؟ ہے تو بے گماں مردود
دوسرا غلام : تجھے کرنے کو غارت کیوں نہ ٹوٹا آسماں مردود
پہلی کنیز : ارے تو مارے غیرت کے زمیں میں ہو نہاں مردود
دوسری کنیز : جہنم بھی نہ دے گی تجھ کو تو ہرگز اماں مردود

شعر

محمود : سراے واجبی ہر کیوں تو اے مرتد ! ہوا راضی
ایاز : جو آقا راضی ہو تو کیوں نہ ہو بندہ بھلا راضی
[محمود شاہ (کا) ایاز کو گلے لگانا]

محمود : **غزل**[۹]

نہ یہ جان پیارے میں ہوں تیرا شاہ
مگر ہے حقیقت میں تو میرا شاہ

---

۹ - دھن کلیان ، تال چاچر -
طرز : ستم کر نہ بے کس کو (ہر ؟) تو اے بلید -

وفاداری پر تیری صد آفریں
ترا ہو چکا دل سے اب چیرا شاہ
تو واں سب کو دے گوشمالی شتاب
تجھے حکم کرتا ہے یہ تیرا شاہ

[ایاز کا سب کو گوشمالی کرنا]

سب : **ترانہ**[10]

ہم نے کی تقصیر شاہ کیا؟
سزا یہ دینے کی راہ کیا؟ــــــــہم نے کی
خیال کیجیے سزا دیجیے، داد لیجیے
ہم سے کہو ، ہوا ہے گناہ کیا؟ــــــــہم نے کی

محمود : **لاونی**[11]

سزا کے قابل ایاز کب تھا غضب تو اس کا مرا غضب تھا
اسے دی کیوں گوشمالی تم نے مرا نہیں کیا تمھیں ادب تھا ؟
ــــــــسزا کے

غلام ، کنیز ، وزیر :

قصور اس میں ہے کیا ہمارا ؟ تمہا یہ فرمان تھا تمھارا
تو ہم نے دی گوشمالی اس کو وگرنہ ہم کو یہ رتبہ کب تھا
ــــــــسزا کے

---

۱۰ - دھن کلیان ، تال پنجابی ٹھیکہ-۔
طرز : اووتنہ درنادیم ۔
۱۱ - دھن جھنجھوٹی ، تال قوالی—
طرز : دلبر کہتی پیا پیا ۔
(طرز بحر کے مطابق نہیں ہے ۔ مرتب)

محمود : کہا صحیح تم نے کر بیاں اے ایاز! کیوں تو نے ان سبھوں کو
دی گوشمالی، تجھے کسی کا بھی کچھ نہیں کیا ذرا ادب تھا؟
سزا کے ______

ایاز : تمہارے بندوں کا بندہ کمتر ہوں میں ، خطا یہ ہوئی سراسر
معاف کیجے گنہ یہ کرنا تو مجھ کو زیبا اے شاہ کب تھا

مسدس

وزیر : خالق بڑھائے اور بھی سلطان کا وقار
دیکھو خوشامدی خو ہے کتنا یہ نابکار
تھا گوشمالی کے لیے تو حکم شہریار
اس کا قصور کیا تھا جو ٹھہرا قصوروار؟
تقصیروار آپ تھے ، نام اپنا لیتا ہے
کیا کیا خوشامدوں سے یہ کام اپنا لیتا ہے

محمود : عاقل وزیر یہ بھی تری سچی بات ہے
بے شک خوشامدی یہ بڑا بدصفات ہے
پر جانتا نہیں کہ مری کیسی ذات ہے
اللہ سے وسیلہ مرا دن ہے رات ہے
تم سب کی حاجتوں کو تو برلاتا ہوں میں ہی
ہر ایک کے نصیب کو چمکاتا ہوں میں ہی

غلام و کنیز : **انگریزی**[12]

کلام ذوالکرم میں ، لو کیا کلام ہے
کہ پرورش تمام پر ایک خاص و عام

---

١٢ - دھن سندھرا ، تال دادرا ، طرز قدم اٹھاؤ قدم . . .''
(گانا گو انگریزی ہے مگر طرز گانے کے مطابق معلوم نہیں
ہوتی)

تمھیں سے تو مدام پاتا نیک نام ہے
تم کو فلک سلام کرتا ہے صبح و شام
ہو آپ مہربان تو ہو خدا بھی مہربان
غضب تمھارا شاہ ہے قہر ذوالجلال
لیں جس کی آپ جان اسے نہیں کہیں امان
دنیا میں عالی جاہ ہو آپ کا قیام

بیت

محمود : کیوں اے ایاز کہیے ہیں سچ یا کہ جھوٹھ سب
ہوں بے مثال یا نہیں، تو کر بیان اب

مسدس

ایاز : صاحب ہے بے مثال یقیں ذات ذوالجلال
سب کو زوال ہے مگر اس کو نہیں زوال
انساں کیا ہے جبر جو ہووے گا بے مثال
ڈر ہے مجھے، نہ کیجیے تکبّر سے قیل و قال
جمشید کے تھی قتل کی طاقت ضحاک میں
لیکن ملا غرور سے اسے وہ خاک میں

مسدس

محمود : اے میرے پیارے! راست ہے یہ اک ترا کلام
بس آزمائش آج تری ہو چکی تمام
بلکہ ہیں سب خوشامدی‌خو یہ نمک حرام
اور کہتے تھے خوشامدی خو مجھ کو نیک کام

ادنیٰ میں ایک بندۂ پروردگار ہوں
ہوں بادشاہ کہنے کو، پر خاکسار ہوں

[محمود شاہ کا ایاز کو گلے لگانا، سب کا پشیمان ہو کر
سرنگوں ہونا]

باب پہلا

پردہ پانچواں

دیوان خانہ

[یقیں جان کے ساتھ وجہ القمر (کا) ڈرتے ڈرتے آنا ، یقیں (کا)
تسلی دینا]

مسدس

یقیں : بے جا ہے خوف آپ کو ، ناحق ہے اضطراب
حافظ خدا کو جان کے فرمائیے بھی خواب
جب تک کہ حکم ہووے خدا کا نہ اے جناب!
چیونٹی کو مارے کوئی ، کسی میں نہیں یہ تاب
عمران کیا ہے چیز تمھیں اک گمان ہے
دشمن سے کیا ہو ، دوست اگر مہربان ہے

وجہ القمر : دشمن ہو چیونٹی سا ، نہیں ہاتھی سے کم مگر
احمق وہی ہے جو کہ رہے اس سے بے خبر
تقدیر کے لکھے کو کوئی ٹالے کیا بشر
پر تجھ سے ہو سکے جو وہی تو علاج کر
تقدیر کے لیے کوئی تدبیر شرط ہے
قاتل کے ہاتھ قتل کو شمشیر شرط ہے

یقین : آنکھوں میں نیند آئی ہے ، گزری ہے ، آدھی رات
بگڑے گی جاگنے سے طبیعت اسے نیک ذات
میں جاگتا رہوں گا تو دشمن سے ہے نجات
سر رکھ کے میرے زانو پہ سو جاؤ مانو بات
تم پر اٹھائے آنکھ کوئی میرے سامنے
کس کی ہے یہ مجال اجی میرے سامنے ؟

وجہ القمر : تو جاگتا رہے تو ہے سونا مجھے قبول
پر اے یقین ! میں ہوں نہایت ہی دل ملول
گا کوئی ایسا گانا کہ آرام ہو حصول
جو ہونا ہے وہ ہوگا ، الم کرنا ہے فضول
اک دن کا ہو اگر تو کرے قدر غم بھی کچھ
آٹھوں پہر میں ہوتا نہیں ہے تو کم ہوی کچھ

[وجہالقمر کا سونا ، یقین کا گانا]

یقین : **غزل**[1]

ہے تلخ تو نخل صبر لیکن پھل اس کا شیریں تر اے بشر ہے
بھروسا رکھتا ہے جو خدا پر اسی کے حصے کا یہ ثمر ہے
ـــــ ہے تلخ تو

سدا زمانے میں ہے دورنگی تھی کل فراخی تو آج تنگی
نہ وہ رہی ہے نہ یہ رہے گی عبث پریشاں تو بے خبر ہے
ـــــ ہے تلخ تو

۱- دھن اساوری ، تال قوالی ، طرز : کھلیں گے شکوؤں کے

جو صبر کر کے درخت بیٹھے تو آن پہ آ کے ابر برسے
نہیں ہے جاں دار میں تحمل ، بھٹکتا پھرتا ادھر ادھر ہے
ـــــــــہے تلخ تو

[یقین اور وجہ القمر کا سو جانا - آنا عمران (کا) تیغ ہاتھ میں پھراتے[۲] آہستہ آہستہ ، قدم قدم ، سیاہ لباس پہنے[۳] لرزتے ہوئے]

عمران : **گانا[٤]**

اے میرے غم، ہو تو کم، دشمن کا ہم
سر ہووے قلم کھینچوں تیغِ دو دم
اے ہاتھ تو نہ تھم ، رک تو نہ قدم!
دونوں کو ہو بہم آج خواب عدم

[عمران کا قتل وجہ القمر کو قدم بڑھانا ، اسی کی لی بو خیزران (کا) نیند سے چونک کے بچانے آنا]

خیزن : تھم تو تھم ، ہے قسم تجھ کو ، نہ ستم
کر ، کر کے کرم او بانی غم ـــ تھم تھم !
جس شخص کو ہم ، سر کرتے تھے خم ،
ہے اس کا یہ دم ، روک روک قدم ـــ تھم تھم!

---

۴ - بھیرویں ، تال دادرا - طرز : اے جگر جلد تر باندھ کر اب کمر -

[عمران کا اپنی بی بی کا گلا گھونٹ، زمین پر گرانا - پھر قتل وجہ القمر کو جانا، تیغ اٹھانا - غفران فرزند عمران (کا) بیدار ہو کے بچانا وجہ القمر کو]

گانا°

غفران : پدر نہ کر ستم، کرم تو کر کرم
ہے آقا زادہ یہ ہمارا پرالم
خدا کو منہ تو کیا دکھائے گا بھلا
تجھ کو بھی موت دیکھتی ہے دم بدم

[عمران (کا) غفران کو تیغ سے زخمی کرنا، غفران کا درد سے چلانا - وجہ القمر (اور یقین کا) بیدار ہونا - عمران (کا) مکر سے بات بنا کے کہنا]

عمران : اے ناپاک لڑکے! ارے بے ایمان!
مرے آقا زادے کی لیتا ہے جان؟
[وجہ القمر کو گلے لگا کے]
اے وجہ القمر! او مرے تاج دار!
کروں ایسے سو بیٹے تجھ پر نثار
یہ ناپاک لڑکا مرا بے حیا
ترا آیا تھا کاٹنے کو گلا
تو دی میں نے اس کو سزا واجبی
ملی ہے یہ بد کو سزا واجبی

---

۵ - دھن جھنجھوٹی، تال دادرا طرز: یا رب دوسرا بس تیرے سوا

مسدس

بن : تم اے صاحب ! ایسے ہی ہو نامدار
کہ ہو جاؤ خود جی سے اس پر نثار
کیا کرتے ہو جیسا بے کس کو پیار
تمھیں دے عوض ویسا پروردگار
بہت آج گو آپ زر دار ہیں
پر اس کے ہی گھر کے نمک خوار ہیں

رباعیات[۶]

مران : یہ گھر اس کا ہے اور زر اس کا ہے
سب اس کا تو ہے ، میرا سر اس کا ہے
نہ بچوں کی چاہت ، نہ جورو کا پیار
مجھے عشق شام و سحر اس کا ہے

جہ‌القمر : بجائے پدر میرے سر پر ہیں آپ
پدر سے بھی تو بلکہ بہتر ہیں آپ
سدا آپ کی مہربانی رہے
نہ دیگر ہوں میں اور نہ دیگر ہیں آپ

مران : نہ کر اپنے گم ہوش جانِ پدر !
ہے بے شک تو روح روانِ پدر
تو جا کے چھپر کھٹ پہ آرام کر
نہ جا گا کر اے دل ستانِ پدر

[عمران (کا) وجہ‌القمر کو لے کے جانا ۔ غفران (کا) ہوش میں آ کے کہنا یقین سے]

کوئی شے ہے الفت کہ ہے نام خالی

نہیں اس کا پایا کسی جا نشاں ہے

نہ بیٹے کا باپ اور نہ بھائی کا بھائی

حقیقت میں مطلب کا سارا جہاں ہے

غفران : حقیقت میں مطلب کا تو سب جہاں ہے

مگر نیکی مطلب سے خالی کہاں ہے ؟

جو اک اک کی الفت ہو اک اک کے دل میں

فرشتہ بشر ہے ، زمیں آسماں ہے

اے مادر! مجھے گھر میں لے چل اٹھا کر

مری زخم کے درد سے جاتی جاں ہے

[خیرن (کا) غفران کو اٹھا کے لے جانا]

باب پہلا

پردہ چھٹا

مکان خزانہ

[جواہر کے صندوق رکھے ہیں ۔ ایاز کا صندوق کھولنا ، محمود شاہ مع وزیر غلاموں کے آنا (اور) الگ گوشے میں کھڑے رہنا]

ابیات

ایاز : کروں وقت اصلی کی اپنے میں نقل
کہ تھا کون پہلے ، مری کیا تھی اصل

(آہستہ سے محمود کے)

وزیر : اے قبلہ مرے دیکھیے غور سے
کہ کرتا ہے چوری یہ کس طور سے

محمود : تری بات کا جب یقیں مجھ کو آئے
جو صندوق لے کر یہ گھر اپنے جائے

[ایاز (کا) صندوق (میں) سے ردیف میں لپٹے ہوئے اپنے پھٹے پرانے کپڑے نکال کر پہننا اور بغور اپنے تئیں دیکھ کر گانا]

غزل[1]

ایاز : جو اصل ہے ، وہ اصل کی حالت کو نہ بھولے
کیوں بھولے اجل کو جو قیامت کو نہ بھولے
ہے تاج شہی سے کلہ کہنہ اسے خوب
ادہم کے پسر کی جو حکایت کو نہ بھولے
جب دلق گدا تھی تو یہ بھی زریں قبا کب
راحت میں بسر پہلی مصیبت کو نہ بھولے
اب جوں ہے دی تہ بند کی جا ریشمی شلوار
ہر دین کی دنیا میں محبت کو نہ بھولے
تا حشر تجھے خاک پہ سونا اے بشر ہے
دو دن ہو چھپر کھٹ تو وہ عادت کو نہ بھولے

[محمود شاہ (کا) مع وزیروں کے ظاہر ہونا ، ایاز (کا) آداب بجا لانا]

غزل[2]

محمود : کیوں کر نہ ہوں غلام بھلا اس حبیب کا ؟
سچا یہ بادشہ ہے میں شہ ہوں نصیب کا
صیادو لاکھ شور مچاؤ چمن میں تم
گل سے نہ منہ پھرے گا کبھی عندلیب کا

---

۱ ۔ دھن جوگیا اساوری ، تال دادرا ۔ طرز : کیوں نیساں عبث
موتی رو ۔ لا (طر [illegible] ۔ ہے [illegible] عزل
کی [illegible] مخلس ہے [illegible]
۲ ۔ راگ ، تال اور طرز کا حوالہ [illegible] نہیں ۔ (مرتب)

اک نیک چال چل کے اے دلدار با وفا !
منہ کالا تو نے کر دیا اپنے رقیب کا
جیسا ہے نیک خو یہ مرا دوست اے وزیر !
پتلا جہاں میں کوئی بعید و قریب کا

مسدس

وزیر : اے شاہ ! کمترین کی تقصیر ہو معاف
بے شک گماں میرا تھا سب اپنے دن خلاف
خوبی نظر ایاز کی اب آئی مجھ کو صاف
کافر وہی ہے جو کہ کرے اس سے انحراف
تحقیق پوچھیے تو ہے شانِ وفا یہی
سارا زمانہ جسم ہے ، جانِ وفا یہی

محمود : خلق میں اسرار حق جو پوچھو تو انسان ہے
بھید کیا اللہ کا کچھ جاننا آسان ہے
جو کہے انسان کامل کی مجھے پہچان ہے
وہ مری دانست میں احمق ہے اور نادان ہے
خصلت اپنی آدمی کرتا ہے کب ظاہر کوئی
ہووے پھر نیکی بدی سے اس کے کیا ماہر کوئی

ایاز : پڑتا ہے سنگ سیہ پر بھی جو عکس آفتاب
اس میں پیدا ہوتا ہے اے شاہ ! لعل لاجواب
جب شب تاریک میں تابندہ ہووے آفتاب
کیوں سیاہی گم نہ ہو پھر اس کی اے عالی جناب

میں تو ہوں سنگ سیاہ مہر درخشاں آپ ہیں
میں شب تاریک ہوں اور ماہ تاباں آپ ہیں

محمود : خوش ہمیشہ تو نے تو اے یار رکھا ہے مجھے
اس لیاقت نے ہی تیری مار رکھا ہے مجھے
تو نے قائم نیکی پر ہر بار رکھا ہے مجھے
تجھ پہ کیوں اللہ نے سردار رکھا ہے مجھے
تخت شاہی کا ، نہ مجھ کو تاج‌داری چاہیے
رات دن تیری مگر خدمت گزاری چاہیے

ایاز : مجھ سا اک نا چیز بندہ جب کہ سرداری کرے
پھر تو خلق اللہ کی کیسی نہ وہ خواری کرے
سلطنت کو پا کے شب بھر کون بیداری کرے
جو رعیت کی تمھاری طرح دل‌داری کرے
رات بھر تو ہو عسس اور دن کو تم سلطان ہو
کس طرح فریادی پھر بیداد سے حیران ہو

وزیر : بارک اللہ آپ نے یہ سچ کہا ہے اے ایاز!
غم بہت شہ نے رعیت کا سہا ہے اے ایاز!
پر مجھے اس بات میں خوف اک بڑا ہے اے ایاز!
شہ کا تنہا پھرنا شب کو ناروا ہے اے ایاز!
اس لیے ہمراہ ہم دونوں کو بھی رکھیں جناب
تا نہ کوئی ہو سکے دشمن سیہ رو کامیاب

غزل[۳]

محمود :

حفاظت میں رکھے جو دلدار ہم کو
تو دشمن سے کیا پہنچے آزار ہم کو
ہے ساتھ اپنے کوئی وہ ایک دوست ایسا
جو اس رونق شاہی کو لے کے گھر جا
اکیلا ہی جانے دے غم خوار ہم کو

[جانا سب کا محمود شاہ کے ساتھ]

---

۳ ۔ دھن مدھری کا مکھڑا ، تال چرچا ۔ طرز : کہیں یوں ہی گر بےقراری رہے گی

باب پہلا

پردہ ساتواں

راستہ

[یقین کا عمران کی شکایت کرتے ہوئے آنا]

یقین : لاونی[1]

ہوا عمران بدنیت خدا اس پر کرے لعنت
——ہوا عمران

لالچ سے زر کے ہوا عمران بے ایمان
وحیدالقمر کی ایک دن لے گا آخر جان
یہی ہر آن ہے دہشت خدا اس پر کرے لعنت——ہوا عمران
زخمی کیا غفران کو زر کی خاطر آہ
بھولا زر کے واسطے اپنے پسر کی چاہ
پسر سے پیاری ہے دولت خدا اس پر کرے لعنت
——ہوا عمران

آقازادے کی کروں نگہبانی ضرور
قتل نہ کر جائے کہیں غفلت میں مغرور
بجا لاؤں بہ دل خدمت خدا اس پر کرے لعنت
——ہوا عمران

[جانا یقین خان کا]

---

1 - دھن ضلع کلیان ، تال بریلوی ٹھیکہ - طرز : ہوس هم نے جانا ہے -

باب پہلا

پردہ آٹھواں

محل

[شمس اللقا وزیر زادی کا آنا مع خواصوں کے]

غزل[1]

شمس : مزا یاد حق سا بھی کوئی کہیں ہے
نہیں ہے ، نہیں ہے ، نہیں ہے ، نہیں ہے
جو یاد خدا میں ہے ، اُس پر ہمیشہ
کہ صد مرحبا صد ہزار آفریں ہے
ہمیشہ ہے غافل جو یاد خدا سے
نہ ہے اُس کا ایمان کامل نہ دیں ہے
وہی سب کا خالق ہے اے ہم جلیسو!
کہ جو مالک آسمان و زمیں ہے

سہیلیاں[2] : مزا صحبت مرد سا بھی کہیں ہے
نہیں ہے ، نہیں ہے ، نہیں ہے ، نہیں ہے
نہیں یاد حق کے یہ دن بہینا تیرے
جوانی دیوانی ، سن اے مہ جبیں ، ہے

---

۱ - دھن شہانہ ، تال چاچر - طرز : دہن پر ھیں اُن کے گماں
کیسے کیسے
۲ - طرز مذکور -

اگر حفظِ شوہر ہو حاصل تجھے تو
نہ لے نامِ حق بھی زباں سے یقیں ہے
کہا بیاہ کو باپ نے تو نہ مانی
بڑی ضد یہ تیری تو اے نازنیں ہے

شمس اللقا : غزل[۲]

جو دل سے چاہے گا ہمیں ، چاہیں گے ہم اسے
ہوجے جو ہم کو ، جانیں گے ہم بھی صنم اسے
ہم کو عزیزو ! مثلِ زلیخا جو سمجھے گا
ہم بھی نہ جانیں گے کبھی یوسف سے کم اسے
ہو عشق جس کا دین ، دھرم جس کا ہووے پیار
یکساں دکھائی دیتے ہیں دیر و حرم اسے
آتش تو سنگ میں ہو ، بشر میں نہ عشق ہو
پتھر ہی جانیں ہم تو خدا کی قسم اسے

[عقب۔ محل قبرستان سے وجہ القمر کی آوازِ دردناک
سن کے سب کا گھبرانا]

وجہ القمر : ہو ستم فرزند پر اور باپ سووے خاک میں
ہے گی اب تاثیر الٹی گردشِ افلاک میں
شمس اللقا : کون قبرستان میں روتا ہے ساری رات یہ ؟
پہلی سہیلی : ہووے گی شاید بلا ، تم بھول جاؤ بات یہ

---

۲ ۔ دھن سارنگ ، تال دادرا ۔ طرز : ھیبت زدہ کیا خواب دکھایا میرے اللہ (غزل کی بحر طرز کے مطابق نہیں ۔ مرتب)

شمس اللقا : جا کے میں بے شک دریچے سے سنوں گی یہ صدا

دوسری سہیلی : یہ تری ضد تو پسندیدہ نہیں اے مہ لقا!

شمس اللقا : تم کو کیا ہے اس سے مطلب دل کے ہم مختار ہیں

سہیلی : کریں مرضی ہے تیری ، خیر ہم لاچار ہیں

[جانا سب کا]

باب پہلا

پردہ نواں

راستہ

عمران : گانا[1]

او تیغ تیغ تیغ ! او تیغِ آب دار !
آج تجھے دوں گا میں تیرا شکار
پیاسی ایک بار رہی خون خوار
اب کی وار میں ، چل کے اسے مار
چھوڑوں چھوڑوں میں اسے نہیں زنہار
بے سر سے اس کے ہوں گا کیسے مال دار
تو اے تلوارا کرے اس کو چار
ہوں میں امیر تب عالی وقار

[عمران (کا) جانے کا ارادہ کرنا ، آنا خیرن اور غفران کا]

خیرن : غزل[2]

خزاں کے آنے کا کیا اس کو غم ہے کم صیاد !
نہ کر تو بلبلِ بے کس پہ یوں ستم صیاد !

---

۱ ۔ انگریزی ، دھن ضلع بلاول ، تال دادرا ، طرز : او مانی مانی
مجھے لوٹ گئے چور

۲ ۔ دھن کافی ، تال دادرا ، طرز : چمن میں آکے کوئی دم تو
اے صبا ٹھیرے

بہارِ گل نہیں دیکھی، قفس میں آنکھ کھلی
نہ باغِ عیش ابھی سے تو کر قلم صیاد!
نہ شاخِ گل پہ کبھی آشیاں ہو اس کا
تو اس کو جینے دے دنیا میں کوئی دم صیاد!

عمران : غزل[۳]

ہمارے باغ کو تاراج جو کرے بلبل
خدا کرے وہ ابھی کا ابھی مرے بلبل
وہ ملک سمجھا ہے اپنی مرے گلوں کا زر
نہ کیوں میں پاؤں سے مل ڈالوں پھر سرِ بلبل
جو ذبح کر کے اسے دم میں دم نہ رکھوں میں
تو کیسے رونقِ گلشن کا دم بھرے بلبل

عفران : غزل[۴]

گل ہیں شگفتہ بلبلِ ناشاد کے لیے
کہتا ہے کون پھول ہیں صیاد کے لیے
ملکِ عدم سے ہستی میں اے والد آپ کو
کیا دادگر نے بھیجا ہے بیداد کے لیے؟
دنیا کے شہ نہ دیں گے جو وجہ القمر کی داد
درگاہِ حق ہے بس اسے فریاد کے لیے

---

۳ ۔ دھن جھنجھوٹی، تال دادرا، طرز : ایضاً
۴ ۔ دھن جھنجھوٹی، تال دادرا، طرز : دارِ فنا ہے دل کو
اٹھانے کا ہا نہیں

ران : اگر درگاہ حق میں آوے وہ فریاد کرنے کو
تو جانا تو بھی ساتھ اُس کے وہاں امداد کرنے کو
مجھے آنا نصیحت تب مرے اُستاد کرنے کو
ترے مکتب میں جب آؤں سبق میں یاد کرنے کو
تری مادر کے ساتھ اے لڑکے جس دم بیاہ میرا تھا
تو کیا قاضی تو ہی اُس وقت میں گمراہ ! میرا تھا؟

رن : جو خونی خون ہی کرنے پہ ہو تیار اے بیٹا !
نصیحت کرنی اُس کے حق میں ہے بے کار اے بیٹا !
یہ صاحب زادے کو بے شک کرے گا خوار اے بیٹا !
یہی لکھا ہے قسمت میں تو ہیں لاچار اے بیٹا !
چلو گھر کو وگرنہ پاؤ گے آزار اے بیٹا !

[خیرن اور غفران کا جانا ، عمران (گا)
قتل وبجہ القتر کو جانا]

باب پہلا

پردہ دسواں

قبرستان

[وجہ القمر (کا) اپنے والد کی قبر پر سر رکھ کے سو جانا ، پک بازو[1] یقین کا گانا سر پر امیر کے[2]]

یقین : **غزل[3]**

میرے آقا مرے سردار امیر الامرا !
ہوگا ملنا نہیں زنہار امیر الامرا !
بستر خاک پہ کیوں سوتے ہو چلیے گھر کو
سیج پھولوں کی ہے تیّار امیر الامرا!!
آپ کا لختِ جگر آیا ہے بے تاب یہاں
کیجیے اس کو ذرا پیار امیر الامرا

[یقین کا رونا ، محمود شاہ کا کوتوال کے لباس میں آنا اور پوشیدہ رہ کر احوال معلوم کرنا ۔ وجہ القمر (کا) ہوش میں آنا ، شمس اللقا (کا) دریچے میں آ کے دیکھنا]

وجہ القمر : اٹھیے پدر ! نہ بیٹے سے انکار کیجیے
اٹھیے پدر ! ذرا تو مجھے پیار کیجیے

---

۳ ۔ دھن کلیان ، تال دادرا ، طرز : کون سا کام ہے وہ جس کو بشر کر نہ سکا

آٹھیے پدر ! نہ میرا دل افگار کیجیے
آٹھیے پدر ! نہ جینے سے بیزار کیجیے
تسکین ہائے ! دیتے نہیں ناتوان کو
سمجھا تو اے یقین ! مرے بابا جان کو
اک دن تھا وہ کہ چھاتی سے مجھ کو لگاتے تھے
اک دن تھا وہ ، کہ سینے پہ اپنے لٹاتے تھے
اک دن تھا وہ ، میں روٹھتا تھا ، تم مناتے تھے
اک دن تھا وہ میں روؤں تو آنسو بہاتے تھے
کہتے تھے پیار کر کے نہ رو اب تو میرے لال
اور آج دیکھتے ہوئی نہیں آپ میرا حال

[وجہ القمر کا رونا ، یقین کا سمجھانا]

یقین : اب اختیار صبر ہی وجہ القمر کرو
محزوں نہ آہ و زاری سے روحِ پدر کرو
کیا رونے سے ہے فائدہ سخت اب جگر کرو
ناحق لہو کو پانی نہ اے نامور کرو
لاکھوں نے ایک مردے کی خاطر ہے سر دھنا
لیکن ہوا وہ زندہ ، یہ ہم نے نہیں سنا
وجہ القمر : مادر کی قبر وہ ہے ، یہ قبرِ پدر ہے ہائے
لے لے کے نام دونوں کا رونا بسر ہے ہائے

ہوتا نہیں کسی کے بھی دل پر اثر ہے وائے
فرزند سے بھی خواب انہیں شیریں تر ہے وائے
مجھ کو اے مادر! آکے چھڑاؤ عذاب سے
یا کردو میرے باپ کو بیدار خواب سے
یقین: گزری ہے آدھی رات، نہ زاری کرو جناب
پھول اب چڑھا کے قبروں پہ گھر چلیے کا شتاب
رونا زیادہ حق میں ہے مرحوم کے عذاب
کیجیے دعائے مغفرت اب، پہنچے تا ثواب
آیا ہے جو یہاں وہاں جانے کے واسطے
رہتا ہے کون دنیا بسانے کے واسطے

وجہ القمر: غزل[۱]

بٹتے تری رحمت کے چمن میں ہوں خدا پھول
وہ والد و مادر کو مرے ہوئیں عطا پھول
افسوس کہ جس پیڑ کا اک گل ہوں میں کمبخت
پژمردہ ہوا وہ تو، رہا میں ہی کھلا پھول
تاراج ہوا باغ مرے حسب و نسب کا
افسوس کہ ہیں ایک بھی باقی نہ رہا پھول
[وجہ القمر (کا) پھول چڑھا کے قبر سے لپٹ جانا، عمران (کا) تلوار لیے ہوئے دبے پاؤں آنا]

۱۔ دھن اساوری، تال دادرا، طرز: کب تک ترے فراق کے صدمے اٹھائے دل (غزل کی بحر طرز کی بحر کے مطابق نہیں۔ مرتب)

محمود : (حیران ہو کر)

یہ لڑکا کیا ہی درد سے روتا ہے زار زار!

[عمران کو آتے دیکھ کر]

یہ کون کھینچے آتا ہے تلوار آب دار ؟

عمران : کیسے زمیں پہ سوتے ہیں یہ دونوں کم نصیب!
یہ تیغ ان کو کر دے گی باغِ ارم نصیب

شمس اللقا : خاموش وہ تو ہو گئے غمگین دل فگار
پر کون کھینچے جاتا ہے تلوار نابکار ؟

[شمس اللقا (کا) بیچ میں آ پڑنا ، عمران (کا) وجہ القمر پر وار کرنا ، شمس اللقا (کا) وار بچانا ، عمران (کا) شمس اللقا پر تلوار اٹھانا ، وجہ القمر (کا) اس کو بچانا ، یقین (کا) بیدار ہونا ، عمران (کا) وجہ القمر پر وار کرنا ، یقین کا بچانا ، اتنے میں محمود شاہ (کا) تلوار کھینچے ہوئے نکل آنا اور کہنا عمران بے ایمان کو]

محمود شاہ : ع خبردار او موذی بد شعار!

عمران : ع کہاں کی بلا آئی! بہتر ہے فرار

[عمران (کا) فرار ہونا ، یقین (کا) اسے گرفتار کرنے کے لیے پیچھے جانا ، وجہ القمر (کا) شمس اللقا کو دیکھنا ، دونوں کا عالمِ حیرت (میں) رہنا]

باب دوسرا

پردہ پہلا

واقعہ

[یقین (کا) دوڑتے ہوئے آنا ، عمران کو نہ پاتا ، حیران ہونا]

یقین : گانا

ضرور آج بھی وہ ہی شیطان تھا
مقرر وہ مردود عمران تھا
وہ ملعون نہیں ہاتھ آیا مرے
یقیں اس کا یہ دشمن جان تھا

[محمود شاہ (کا) آ کر یقین کو گرفتار کرنا]

محمود شاہ : بچے گا نہیں مجھ سے اے چور تو
سبھی چوروں میں گرچہ شہ زور تو
وہ لڑکا تھا بے کس اسے اے پلید
کیا چاہتا کیوں تھا دزگور تو
میں کتوال ہوں میرے ہمراہ چل
مچایا یہاں کس لیے شور تو

یقین : نہیں ہوں اے صاحب گنہ‌گار میں
کہ ناحق ہوا ہوں گرفتار میں

مرا آقا زادہ ہے وجہ القمر
غلام اس کا ہوں اک وفا دار میں
نہ باور ہو، پوچھیں اسے حضور!
چلو پاس ان کے ہوں تیار میں

محمود شاہ : حوالات میں رات کی رات آ
میں پوچھوں گا اس سے تری بات آ

[محمود شاہ (کا) پلٹن کو لے جانا]

باب دوسرا

پردہ دوسرا

محل

[شمس اللقا (کا) وجہ القمر کو جگانا، بہبود شاہ (کا) ایک گوشے میں کھڑے رہنا]

شمس اللقا : غزل[1]

اے خوابِ دل‌ربا تو بنا کیوں رقیب ہے
اس سے نہ مل کہ یہ تو ہمارا حبیب ہے
سویا ہمیں جگا کے شبِ وصل میں جو تو
بیدار وائے کیسا ہمارا نصیب ہے
تڑپے مریضِ عشق، یہ سوتا ہے چین سے
غافل یہ کیسا ہم سے ہمارا طبیب ہے
اے جانِ جاں! شتاب ہو بیدار خواب سے
کچھ دل کو اضطراب ہمارے عجیب ہے

[وجہ القمر (کا) بیدار ہو کے شمس اللقا کو گلے سے لگانا]

وجہ القمر : غزل

عاشق ہوں میں ترا، تو ہمارا حبیب ہے
بیمار میں ترا ہوں تو میرا طبیب ہے

۱- دھن بہاگ، تال دادرا، طرز: کچھ غم نہ کر خدا کا ہے تجھ پر کرم بہت

تجھ سا جہان میں نہیں معشوق دوسرا ۔ بیت
عاشق نہ کوئی مجھ سا بھد و فریب ہے
معشوق با وفا ملا قسمت سے تو مجھے
مجھ سا نہ عاشقوں میں کوئی خوش نصیب ہے
تو دوست ہے، زمانہ عدو میرا ہو گیا
دل پر ستم ہمارے عجیب و غریب ہے

شمس اللقا: ہونا جدا نہ ہم سے اے جان جہان تم
میرے مکان کو جانیے اپنا مکان تم
میرے پدر سے ڈرتے ہو کر دلستان تم
پوشیدہ میرے جسم میں ہو مثل جان تم
آنکھوں میں گھر تمہارا ہے دل میں مکان ہے
دو تن جدا جدا ہیں مگر ایک جان ہے

وجہ اللہ: یہ بندہ آپ کا ہی طلبگار ہے صنم
اللہ کا بہت ہی گنہگار ہے صنم
پر اک غلام میرا وفادار ہے صنم
ملنے کا اس سے شوق اب اک بار ہے صنم
تسکین اس کو دے کے قدمبوس اب ہوا
کہیے تو عاشقوں سے بھلا صبر کب ہوا

شمس اللقا : گانا

راضی ہوں رضا پر مرے دل دار سدھارو
پر بھول نہ جانا مجھے زنہار، سدھارو
ہے وقت جدائی کا کرو کچھ تو تناول
بعد اس کے ہے اللہ مددگار، سدھارو

محمود :

دوستوں پر لطف، دشمن پر عنایت چاہیے
خاک کے پتلے کو خاکی سے رفاقت چاہیے
مال و دولت چاہیے نے جاہ و حشمت چاہیے
آدمیت جس میں ہو، اس کی محبت چاہیے
گوش دنیا میں خدا ایسا ہی اک، دم پھونک دے
آگ بھڑکے عشق کی دل ہائے عالم پھونک دے

دل سے دل جب مل گیا چاہت سے چاہت ہوتی ہے
اتحاد جس دم دوئی کثرت بھی وحدت ہوتی ہے
کبر و غربت بھی ہو گر یکساں طبیعت ہوتی ہے
خود پرستی چھوڑو تو حق سے محبت ہوتی ہے
دیکھو تم ان عاشق و معشوق میں چاہت ہے کیا
ان کے دل سے پوچھیے اس چاہ میں راحت ہے کیا

[جانا محمود شاہ کا]

باب دوسرا

پردہ تیسرا

راستہ

[عمران (کا) اپنے زن و فرزند کی شکایت (کرتے ہوئے آنا)]

عمران : غزل[1]

زن و پسر کی تو زندگی تک یہ کام میرا ہوا نہ ہوگا
پسر کو ماروں ، بلا اتاروں ، یہ رام میرا ہوا نہ ہوگا
—زن و
کروں میں حکمت دوں ایسی تہمت کہ لڑکے سے پھرے کی خوش عورت
بغیر اس کے تو مال و زر وہ تمام میرا ہوا نہ ہوگا
—زن و

[جانا عمران کا]

۱۔ دھن ضلع ، جھنجھوٹی ۔ تال قوالی ۔ طرز : ہے بس عالم میں زندگی اسے بشر یہ مثل حباب[2]......

باب دوسرا

پردہ چوتھا

عقب محل قبرستان

[محمود شاہ (کا) ایک قبر کے اندر چھپ کر کھڑے رہنا]

محمود شاہ : اسی رہ سے آئے گا وجہالقمر
کہ پوشیدہ ہو جاؤں میں جلد تر
وہ آتے ہی فوراً کروں گا اسیر
کہ ہوگا تماشا عجب دل پذیر

[آنا وجہالقمر اور شمس اللقا کا ، دریچے میں گلے مل کے جدا ہونا وجہالقمر کا ۔ جانا شمس اللقا کا ۔ محمود شاہ (کا) گرفتار کرنا وجہالقمر کو]

محمود شاہ : (خفا ہو کر)

خبردار او چور! آگے نہ جا
ٹھہر جا اے منہ زور! آگے نہ جا
ارے بےحیا! ہے یہ قصر وزیر
گیا چوری کرنے کو تو اے شریر
تجھے شاہ محمود دے گا سزا
یہ چوری کا بےشک چکھے گا مزا
ہوں اس شہر غزنی کا میں کوتوال
تو چل شاہ کے روبرو بدخصال

وجہ القمر : مری عرض سنیے گا عالی وقار
نہیں میں تو ہوں چور تقصیر وار
ضروری تھا اِس گھر میں اک مجھ کو کام
گیا تھا میں اِس واسطے نیک نام

محمود : اے مکار! گزری ہے اب آدھی رات
تھا اِس وقت کیا کام او بدصفات؟
کہو راست اپنی مجھے واردات
نہیں تو رہا ہے؟ سمجھ بے ثبات
اَبے چور ہے یا زناکار ہے
مقرر تو بدخو بداطوار ہے

وجہ القمر : نہ میں چور ہوں ، نہ بداطوار ہوں
نہ فاسق ہوں میں ، نہ زناکار ہوں
فریبی ، جواری ، نہ مکّار ہوں
مگر اک خطا سے گنہگار ہوں
جو شمس اللقا یاں ہے دختِ وزیر
میں ہوں دامِ الفت میں اُس کے اسیر

محمود : غزل[۲]

ہاتھ سے میرے رہا ہوگا نہیں اے چور! تو
چھوڑ دے ناحق کا اے مکّار یہ غل شور تو

---

۲ - دھن ضلع غارا ، تال پشتو ، طرز: باغباں مجھ کو چھڑا
دامِ سے صیاد کے

عاشقِ دختِ وزیر اے بے حیا تو کیوں ہوا ؟
رکھتا ہے شاید کہ اپنے گھر میں زر کا زور تو
کل تجھے پھانسی مقرر دیوے گا محمود شاہ
خود بخود راہی ہوا ہے ہائے سوئے گور تو

وجہ القمر[۳] : کشتۂ روزِ ازل ہوں ہمدمِ منصور ہوں
مار ڈالو شرع کے موجب ، نہیں میں دور ہوں
آخری ملنے دو میرے یار سے بہرِ خدا
دار پر چڑھنے کو جس کے واسطے مسرور ہوں

محمود : طوطا اگرچہ کیسا ہی شیریں کلام ہے
اس کو قفس سے چھوڑنا ناداں کا کام ہے
یہ خوف اس کے دل میں مقرر مدام ہے
پنجرے میں ایک دن مرا قصہ تمام ہے
چھٹ کر بھی کوئی آتا ہے پھر جان دینے کو
دم آیا ہے کسے ارے نادان دینے کو

وجہ القمر : پھبتی حیواں کی مثل کب ہے بھلا انسان کو
آدمی دے دیتے ہیں وعدے پہ اپنی جان کو
کر خدا کے واسطے پورا مرے ارمان کو
ایک ساعت کی دے مہلت مان کر سبحان کو
ایک بار اس یار سے ملنے کی بس امید ہے
مل گیا وہ ماہ تو پھر سر کٹانا عید ہے

---

۳ - وہی طرز

محمود : کہتا ہے مجھ کو رضا اب ایک ساعت دے مجھے
خیر جانے دیتا ہوں ، لیکن ضمانت دے مجھے
ضامن اپنا کوئی تو اہل لیاقت دے مجھے
تا نہ کر کے تو دغا بازی ندامت دے مجھے
تیرے بدلے جان تک دینے کا جو پیمان دے
وہ ترے معشوق سے ملنے تجھے نادان دے

وجہ القمر : غزل[۴]

ساتھ لایا تھا کسے ، لے جاؤں جس کو سنگ میں
ہو مرا ضامن کوئی ، پاتا نہیں یہ رنگ میں
آیا تھا تنہا جہاں میں جاؤں گا تنہا ہی بس
کون ہو ہمدم مرا پاتا نہیں ہوں ڈھنگ میں
اک مربی ہے مرا عمران ، لیکن ان دنوں
اُس سے ہر دم دشمنی کی دیکھتا ہوں جنگ میں
بے شک ہووے گا وہی ضامن مرا صاحب ! چلو
ورنہ زنداں بلا میں ہو رہوں گا تنگ میں

[محمود شاہ کا لے جانا وجہ القمر کو]

---

۴ ۔ دھن دیس ، تال پشتو ۔ طرز : کیا خزاں آئی چمن میں گل ، شجر جاتا رہا

باب دوسرا

پردہ پانچواں

دیوان خانہ

[عمران (کا) بیٹھے ہونا]

عمران : لاونی[1]

تیرا نقصان جس سے تھا میں اس کو تو اب فی النار کیا
میں نے گلے پر اپنے بسر کے تیغ کا بس اک وار کیا
چیر کے اس کا جگر پھر اس کی آنتوں کا اک ہار کیا
ڈالا گلے میں جورو کے اپنے پر نہ اسے بیدار کیا
وہ تو ہے سوتی ، میں نے جا کے حاکم کو اظہار کیا
میرے بسر کا بی بی نے میری ہائے آج شکار کیا
شیرنی بانٹوں برسوں، جو شہ نے کل اسے بر سر دار کیا

[خیرن کا غفران کی لاش کو لے آنا]

خیرن : ٹھمری[2]

اے خاوند! کیا جینا ہو (اب) خاک میرا
قضا نے کیا ہے جگر چاک میرا

---

۱ ۔ دھن کاپان ، تال قوالی، طرز : اے غم تو جس جانے نہیں وہ جگہ جہاں میں نہیں کہیں
۲ ۔ دھن پیلو ، تال چاچر طرز : اب نہ لکھوں کبھی پتیاں کون کی

کسی نے کیا خون بچے کا میرے
بتا کون دشمن ہے ناپاک میرا

[عمران (کا) غضبناک ہونا]

عمران[۳] : ارے مکر کا روپ یہ کیوں لیا ہے
پسر کا مرے خون تو نے کیا ہے ـ ارے
سپاہی کو لے آؤں جا کے ابھی میں
سزا کی سزاوار تو بےحیا ہے

[عمران (کا) جانا ، سپاہی (کو) لانے کے لیے]

خیرن : **گانا**[۴]

منھ بھی خدا کو خونی دکھانا ہے یا کہ نہیں افسوس
معصوم تھا یہ فرزند اس کا روا تھا خون کہیں افسوس
سونچو لوگو سونچو مال کی خاطر بیٹے کو مارا
آگ لگے اس زر کو خاک ، ہو میری آنکھوں کا تارا

[آنا عمران (کا) سپاہیاں کو لے کے]

لاونی[۵]

عمران : پکڑو اس کو اس ڈائن نے بچہ میرا کھایا ہے
لخت جگر تھا ایک ہی میرا خاک میں اس کو ملایا ہے

ایاز : کیسی مادر یہ بداختر ، تیرے جگر کا پارا تھا
کھائے کلیجہ ڈائن اس کا کیسا تجھ کو گوارا تھا

---

۳ ـ وہی طرز

۴ ـ اصل : مرثیہ ـ دھن برج کا لنگڑا ، تال ندارد ، طرز : کھول تو آنکھیں مجنوں

۵ ـ دھن جنھجھوٹی ، تال قوالی ـ طرز : سندر کہتی پیا پیا

خیرن : اے خدا کیا تیرے گھر میں ظالم کے[۹] انصاف نہیں
ڈائن ہوں میں دنیا مجھ سے، کرتا تو کیوں صاف نہیں

عمران : عدل خدا کا سچا ہے تو ظلم سمجھ بدکار نہیں
کہنا خدا کو جب تو ظالم کل جو تجھ پہ ہو دار نہیں

خیرن : خیر تو راہ نیکی پر چل تیرے لیے کرتی ہوں دعا
تیری بلا سے میں جو مروں پر حافظ ہووے تیرا خدا

[خیرن (کا) زمین پر بے ہوش ہونا ، آنا محمود شاہ
کا وجہ القمر کو لے کر وجہ القمر (کا) عمران
سے مدد چاہنا]

گانا[۷]

وجہ القمر : کرو مہر مجھ پر ذرا اے چچا
ہوں ضامن مرے آپ بہر خدا
ملوں گا میں جا اپنے معشوق سے
نہیں تو میں فرقت میں مر جاؤں گا

[محمود شاہ (کا) ایاز کو دیکھ کر ، ایاز (کا)
محمود شاہ کو دیکھ کر حیران ہونا]

ایاز : (خود سے)
کتوال بن کے آئے ہیں یہ شاہ نیک نام
خاموش ہونا چاہیے ، کرنا نہیں کلام

محمود : (خود سے)
یہ تو لباس شاہی میں میرا ایاز ہے
آیا ہے کس لئے یہاں کیا اس میں راز ہے!

---

۷ - دھن برہنس، تال چاچر - طرز : پلا ساقیا ساغر بے نظیر

محمود شاہ : (دست بستہ ہوکر ایاز سے)

اے شاہ! کس لیے یہاں تشریف آئی ہے
نوکر کے ہوتے آپ یہ تکلیف اٹھائی ہے؟

ایاز : اے کوتوال! ہم نے تو پائی تھی یہ خبر
بیٹے کا اپنے کھایا کسی ماں نے ہے جگر
یہ سنتے ہی وہاں سے اسی دم ہوا رواں
آیا ہوں دیکھنے کے لیے حال خود یہاں
غافل ہے کتنا شہر سے تو اے نمک حرام
جو ایسے تیرے وقت میں ہونے لگے ہیں کام

محمود : تقصیر ہو معاف تھا ناچار کیا کروں
کرنے گیا تھا اس کو گرفتار کیا کروں
لعنت پڑے زمانے کی ایسے شریر پر
عاشق ہوں میں، یہ کہتا ہے، دختِ وزیر پر
میں نے کیا جو اس کو گرفتار تو کہا
یک لحظہ کی جناب! مجھے دیجیے رضا
میں نے کہا کہ چھوڑوں دے ضامن اگر مجھے
تو لے کے آیا ہے یہ کسی کے بھی گھر مجھے
ضامن اگر یہ ہووے تو جانے دوں میں اسے
ہے اعتبار ورنہ بھلا چور کا کسے

عمران : ضامن یاں تیرا کون ارے بدشعار ہو
البتہ ہو وہ، جینا جسے ناگوار ہو

کہتا تھا میں بھٹک کے نہ راتوں کو خوار ہو
چوری فریب چھوڑ کے تو نیک کار ہو
جیسے تھے تیرے فعل، ہے ویسی سزا تجھے
جو ڈبوے اپنی جان، کرے وہ زیا تجھے

وجہ القمر : سنیے چچا اگرچہ ہوں کیسا ہی میں خراب
لیکن بزرگ کرتے نہیں خوردوں پر عتاب
ضامن ہو دو گھڑی کے لیئے تم مرے جناب
میں سر سے جا کے آتا ہوں خدمت میں پھر شتاب
اس وقت اتنی چاہتا ہوں بس بھلائی میں
صاحب کی بھول جاؤں گا پھر سب برائی میں

عمران : تیرا مربی کون ہے تیرا چچا ہے کون؟
میں تیرا کون، تو مرا اے نا سزا ہے کون؟
حسب و نسب سے تیرے کمینے ملا ہے کون؟
تجھ سا غلام اور مرا؟ بے وفا ہے کون؟
میں خود ہی مر رہا ہوں پڑا اپنے حال میں
کیوں ڈالتے ہو مجھ کو پرائے زوال میں

خیرن : اس بیوفائی سے ارے شوہر تو منہ کو موڑ
دنیا کے مال و زر نے کیا کس کے ساتھ جوڑ
خوفِ خدا تو کر کے برائی تو اپنی چھوڑ
کھایا نمک ہے جس کا نمکداں نہ اس کا توڑ
تیرا غلام کب یہ ارے بدلگام ہے
سچ تو یہ ہے کہ تو ہی اسی کا غلام ہے

وجہ القمر : افسوس آج زندہ نہیں ہے مرا پدر
ورنہ غلام کہتا مجھے ہو کے تو نفرا
قبضے میں گو کہ تیرے ، مرا سب ہے مال و زر
لیکن تو پیٹھنا نہیں ملعون بےخطر
اپنا عوض ؟ یہ مرتبہ ناچار چھوڑے گا
تجھ کو خدا نہیں اے ستمگار چھوڑے گا

محمود :

بس اب تو تیری سنتا نہیں کوئی التماس
گو اور کوئی ہو تو چلو لے کے اس کے پاس

وجہ القمر :

اس بےوفا غلام کی تو دیکھ لی جفا
ہے اور اک غلام مرا اور باوفا
نام اس کا ہے یقین ، یقیں اس پہ ہے رہا
ضامن مرا وہ ہوگا شک اس میں نہیں ذرا
چلیے گا اس کے پاس تو مطلب حصول ہو
ایک اتنی عرض اور بھی میری قبول ہو

محمود : اس بےگناہ کو میں حراست میں ہے رکھا
اے شاہ! اس کو لے کے وہاں جائیے ذرا
ضامن اگر وہ ہو تو اسے کیجیے رہا
تحقیق مجھ کو کرنا ہے اک اور ماجرا
حالات جا کے دیکھوں میں اک پرقصور کے
دونوں گناہگار ہیں ذمّے حضور کے

ایاز : ٹھمری"[11]

ہے یہ ڈائن اور یہ شریر اے سپاہیو!
کر لو دونوں کو ابھی اسیر اے سپاہیو!
بندوبست رکھو تم ہر دم خوب ہی ہم
کیونکہ ہیں یہ دونوں بےنظیر اے سپاہیو

[لے جانا وجہ القمر اور خیرن کو سپاہیوں (کا) ، بعد ، ایاز کا جانا]

محمود (خود سے)

مجھ کو قیافے سے یہی ہوتا ہے آشکار
بے شک یہی فریبی ہے مردود نابکار

[عمران سے]

مجھ کو قیافے سے ہوا اظہار اور ہے
کچھ اس معاملے میں تو اسرار اور ہے
بےجرم ہیں وہ دونوں ، گنہگار اور ہے
جو دار پر چڑھے گا وہ مکار اور ہے
پہچان مجھ کو ہے نظر بادشاہ میں
ٹھہرا ہے خونی اور ہی اس کی نگاہ میں

عمران (گھبرا کر)

وہ کون ہے دکھاؤ مجھے بھی تو اک نظر
گر یہ نہ ہو سکے، تو بھلا اس کی دو خبر

---

۱۱ - دھن کھاج ، تال دادرا ، طرز: آج کاہنا مو ہے لینی بانسری بجائیکے

محمود :

وہ شخص ہے غضب کیا جس نے کہ مال وزر
کچھ کم امیر کا نہ تھا سلطان سے کروڑ
محمود شاہ کو ہوئی ہے اس کی سب خبر
دربار میں معاملہ یہ آئے گا نظر
یہ بندہ اس کے سر سے بلا ساری ٹال دے
اس مال سے اگر وہ مجھے آدھا مال دے

عمران : (حیران ہو کر خود سے)

عمران تو جو چاہتا اپنی بھلائی ہے
مل اس سے جلد ورنہ اجل تیری آئی ہے

[گھبرا کے کوتوال سے]

صاحب نے مال‌وزر کی جوخواہش دکھائی ہے
تو کہتا ہوں جو بات چھپی میں نے پائی ہے
اس شخص تک جناب مری بھی رسائی ہے

محمود : بہتر ہے اس سے جا کے کہو تم شتاب بات
ہو جائے گی جو صبح تو ہو گی خراب بات
کر آپ ہی سنائیں وہ سب اے جناب بات
تو کر لوں اس کی باتوں سے میں انتخاب بات
تا شہ کے روبرو ہو مری کامیاب بات

همران : "سب اس کی باتیں دل پہ تم اپنے رقم کرو
پر میرے ساتھ پہلے تو قول و قسم کرو۔
کچھ بات جا کے شاہ سے ظاہر کروں اگر
تو اے فرشتو! سر کو مرے تم قلم کرو

محمود : مجھ کو قسم زمیں کی، قسم آسماں کی
مجھ کو قسم مکاں کی، قسم لامکاں کی
یہ حال جا کے شاہ سے ظاہر کروں تو پھر
دوزخ ملے، قسم مجھے باغ جناں کی

همران : (محمود شاہ کو ایک بازو لے جا کے)

داپا ہے جس نے زر کو وہ زردار میں ہی ہوں
وجہ القمر کا موذی ستمگار میں ہی ہوں
اپنے پسر کا خونی بھی، سردار! میں ہی ہوں
عورت ہے بے گناہ، گنہگار میں ہی ہوں
اپنی خطائیں ہیں جو اگر تم سنبھال لو
ٹھہرا کے بے گنہ مجھے تم آدھا مال لو"

محمود : کہتے ہو تم کہ سر سے بلا میرے ٹال دو
تو پہلے آپ جلد مجھے آدھا مال دو
ہو دفن گر زمین میں بھی تو نکال دو
کل پرسوں کا نہ وعدہ کرو، مجھ کو حال دو
وعدہ نبھائے آپ نہ تقصیر وار کیا
ایسے فریبی کا میں کروں اعتبار کیا

عمران : غزل[11]

بہت ہے یہ مضبوط پیمان اپنا
ہے اس عہد کے ساتھ ایمان اپنا
خطا شاہ سے بخشوا دو جو میری
تو دوں نصف زر میں اسی آن اپنا

محمود : ہے[12] کس رنگ کا تیرا ایمان دکھلا
یا اسود یا ابیض ہے عمران دکھلا
نوشتہ دو اپنا اے ذات شریف اب
پھر اپنا دوں تجھ کو ذیشان دکھلا

[عمران (کا) نوشتہ دینا محمود شاہ کو]

ہووے فکر اب تو ، ترے مدعی کو
میں دوں جیتے جی باغ رضوان دکھلا
کروں جا کے وجہ‌القمر کی تلاش اب
کہ تا اس کی دوں شہ کو کل شان دکھلا

[جانا محمود و عمران کا]

---

۱۱ - دھن ضلع بر ھنس ، تال چاچر، طرز : یہ کس مست کے آنے کی آرزو ہے (اصل : کسی مست کے)
۱۲ - وہی طرز -

باب دوسرا

پردہ چھٹا

محل

[شمس اللقا (کا) وجدالقمر کی یاد میں گانا]

شمس اللقا : غزل[1]

یہ کون کہتا ہے انسان میں ہوتی چاہ نہیں
ہے چاہ سب کو ، کسی میں مگر نباہ نہیں

دوہا

پیت وا سے کیجیے جو پیت کی جانے ریت
پیت اناری سے کدھی نا کرے کوئی میت
جو ہونا چاہو تم اس عشق میں نباہ نہیں
نہ اس کو چاہو جو چاہت کی جانے راہ نہیں

دوہا

میت میت ہر کوئی کہت ہے کون کسی کا میت
آج میت اور کل کو بیری جلے ری ایسی پیت
ستانا یار کا کیا یار کو گناہ نہیں
تھا ایسا کون ، ہوا ہے جو روسیاہ نہیں
[آنا وجدالقمر کا، بغل گیر ہونا شمس اللقا سے]

---

۱ - دھن جھنجھوٹی، تال دادرا، طرز : عدم کی سیر کو جو دم گیا سو پھر نہ پھرا ۔

وجہ القمر : ٹھمری[2]

دیکھ لو ہم کو ایک نجر پیاری
ختم ہووے آج ہے اپنی باری ــــــ دیکھ لو
تم بھی کرو جان ہم کو رخصت
دنیا سے ہے اب تو رخصت پیاری ــــــ دیکھ لو
ہم پھر دوبارہ تم کو نہ ملیں گے
اب ہم سے بس چاہ چھوٹی تمھاری ــــــ دیکھ لو

[آنا محمود شاہ (کا) لباس شاہی میں ، ایک گوشے میں چھپ کر تماشہ دیکھنا]

شمس اللقا : لاونی[3]

چاہ میری کیوں چھوڑی ہے، کیا میں نے کی تقصیر
کر ہووے تقصیر تو مجھ سے دو مجھ کو تعذیر
لردئی کس دکھ سے میں نے چھوڑی تو سنگ پیت
تورن کی کس سوت نے موری توہے سکھائی ریت
کیا رقیب کی تقریر سنی ہے تو نے اے بے پیر
ــــــ چاہ میری کیوں

---

۲ - دھن پیلو ، تال چاچر ، طرز : اب نہ لکھوں کبھی پتیاں کون کی

۳ دھن جھنجھوٹی ، تال قوالی ، طرز: اجل ساتھ میرے مریجان، (مصرعوں کی بحر ، طرز کی بحر سے مختلف ہے ۔ مرتب)

غزل[۴]

وجہ القمر : جہاں میں ہوی تجھ سا وفادار دلبر
ہوا ہے نہ اب ہوگا زنہار دلبر
گیا میں یہاں سے تو مجھ کو عسس نے
کیا راستے میں گرفتار دلبر
ہوا میرا ضامن یقیں باوفا پھر
تو ملنے یہاں آیا غم خوار دلبر
نہ میرے لیے رونا تو بعد میرے
چڑھوں گا میں کل بر سرِ دار دلبر

شمس اللقا : میں تجھ پر یہ دل ہوں گی قربان پیارے
تری زندگی ہے مری جان پیارے
تو منصور ہوگا سر دار چڑھ کے
کہ قمری سی ہوں گی میں حیران پیارے
اے مجنوں نہیں بے وفا مثل لیلیٰ
موئے یار پر ہوں جو قربان پیارے
ابھی کاٹ سر تیرے قدموں پہ رکھ دوں
مجھے حکم دے کر کے احسان پیارے

وجہ القمر: آہ بھرنا ، نالہ کرنا بلکہ دینا جان کا
کام یہ ہی ماہرو ! ہے عاشقِ نادان کا

---

۴ - دھن پیلو ، تال چاچر ، طرز : مجھے مار بے موت اے میرے پیارے

'تو تو شاہِ حسن ہے ، خوبانِ عالی شان کا
روز جائز ہے تجھے تو خون اک انسان کا
ایک میں کیا تجھ پہ مجھ سے سو مریں تو غم نہیں
واسطے معشوق کے دنیا میں عاشق کم نہیں

شمس : سچ کہا یہ تم نے ہیں معشوق کے عاشق ہزار
عاشقوں کے واسطے معشوق بھی ہیں بے شمار
قیس کو لیلیٰ سی کیا ملتی نہ کوئی گلعذار
یا نہ مجنوں سا کوئی لیلیٰ کو تھا دنیا میں یار
جو مریں ہم پر نہ ہم اس پر مریں تو حیف ہے
بیوفائی تجھ سے عاشق سے کریں تو حیف ہے

وجہ القمر : کہنے کو مانو مرے بس جان فدائی ہے یہی
دوست کو آزردہ کرنا ، بے وفائی ہے یہی
شاد رکھنا آشنا کو ، آشنائی ہے یہی
کرنا اپنے یار سے ضد ، خود نمائی ہے یہی
دوست کہتے ہیں اُسے جو مان لے فرمانِ دوست
ہے وہ دشمن جو نہیں پورا کرے ارمانِ دوست

شمس اللقا:

ماں پھرے بھائی پھرے مجھ سے پدر میرا پھرے
بہنیں سب پھر جائیں اور کنبہ بھی مجھ سے گر پھرے
زر پھرے، قسمت پھرے، سب میرا کرّ و فر پھرے
بلکہ سب عالم پھرے یا تن سے میرا سر پھرے
تیرے فرماں سے نہ پر دل اپنا اے دلبر پھرے۔

[محمود شاہ کا دونوں کی محبت دیکھ کے حیران ہونا ،
آفرین کر کے چلے جانا]

وجہ القمر : ٹھمری[۷]

آؤ ہم کرلیں تم کو پیار
گل ہو کے تم پر نثار ـــــ آؤ ہم
خنداں رہو تم گل سا ، ہماری
موت کی دیکھ بہار ـــــ آؤ ہم
روح ہماری خوش ہو پیاری
گر تم کو[۲] نہ ہو بیقراری
ہنستا مکھڑا رکھ کے پیاری
دکھلانا دیدار ـــــ آؤ ہم
تم نے جو مانی بات اے جانی
حاصل ہوئی شادمانی
رخصت ہوتا ہوں میں
رضا دو، ہونا نہیں غمخوار ـــــ آؤ ہم

[وجہ القمر (کا) بزور جانا ہاتھ سے دامن چھڑا کے]

شمس اللقا : (عالم حیرت میں) غزل[۸]

یہ آفت جان پر میری خدایا کیسی آئی ہے
نہیں امید ملنے کی ہوئی ایسی جدائی ہے

---

۷ ۔ دھن بروا، تال پنجابی ٹھیکہ، طرز: پیارے کیوں تم ہو بے قرار
۸ ۔ دھن جوگیا اساوری، تال پنجابی، ٹھیکہ، طرز: خدایا تنگ آئی ہوں ستم اب اٹھ نہیں سکتا

پڑی بحر تفکر میں نہیں ساحل نظر آتا
نہین تاثیر نالوں میں ، نہ آہوں مین رسائی ہے
پہن ملبوس مردانہ ، ابھی مقتل‌میں جاکر میں
نہ ہونا یار پر قرباں سراسر بیوفائی ہے

[جانا شمس‌اللقا کا]

باب دوسرا

پردہ ساتواں

راستہ

[وجہ‌القمر (کا) گریہ و زاری کرتے ہوئے آنا]

وجہ القمر : غزل[1]

مقید ہوگیا بے جرم، کر یا رب رہا مجھ کو
سزا میں بےگناہ پاتا ہوں، اب تو ہی بچا مجھ کو
مصیبت سے چھڑا مجھ کو خدایا کر مدد میری
ملے یکبار پھر آ کر مری شمس‌اللقا مجھ کو
عدالت اٹھ گئی شاہوں سے، ہے اندھیر دنیا میں
امانت بھی پدر کی تو ہی عمراں سے دلا مجھ کو
سوا تیرے نظر آتا نہیں غمخوار کوئی بھی
نظر فریادرس آتا نہیں ہے دوسرا مجھ کو

[جانا وجہ‌القمر کا]

---

۱ - دھن پیلو، تال قوالی، طرز : گئی بینائی آنکھوں سے جو وہ نور نظر دیکھا ۔

باب دوسرا

پردہ آٹھواں

دربار

[محمود شاہ (کا) تخت ، اہل دربار (کا) دست بستہ کھڑے رہنا]

چوبدار : ادب کرو شاہ عالی جناب آتے ہیں!
سروں کو خم کرو بخشش مآب آتے ہیں!

[محمود شاہ (کا) آ کر تخت پر بیٹھنا]

ایاز : حضرت پہ فضل ہووے سدا کردگار کا
ہو کثرت و فر ترقی پہ عالی وقار کا
ہے مدعا جناب سے یہ جاں‌نثار کا
ظاہر ارادہ مجھ سے بھی ہو تاجدار کا
ہے عدل آج کون سے تقصیر وار کا ؟

محمود : انصاف آج اس کا کریں گے اے کوتوال
اپنے پسر کا خون جو ماں نے کیا حلال
دربار میں لے آؤ کہاں ہے وہ بدخصال؟
شوہر بھی اس کا آئے کدھر ہے وہ خستہ‌حال؟
لاشہ بھی اس پسر کا یہاں جلد لا کے ڈال

[اہل کاروں[۲] کا جا کے لے آنا عمران و خیرن و لاش غفران کو]

خیرن : **ٹھمری**[4]

تو نے پائے او شوہر خونی!
بیٹے کو مارا جنونی رے
کیسا کیا کار زبونی ــــ تو نے!
کیا کیا نازوں کا پالا تھا
میری آنکھوں کا یہ اجالا تھا
میں نے اس کے لیے جان بھونی رے ــــ تو نے

مرتی ہوں میں بدلے تیرے بیٹا
جی اٹھ، جی اٹھ تو، میرے بیٹا
میری بستی ہووے ہے سونی رے ــــ تو نے

عمران : کرتی ہے یہ چڑیل کس اطوار کا فریب!
اے شاہ دیکھیے گا یہ مکار کا فریب!
ایسا نہ دیکھا ہوگا گنہگار کا فریب

محمود : مکار کا فریب بھی چل سکتا ہے کہیں!
گھر گرم پانی سے بھلا جل سکتا ہے کہیں؟
خون اس پسر کے خونی سے ٹل سکتا ہے کہیں؟

خیرن : میں خونی؟ میرے بچے کا انصاف حق ہوا
عمران اس کو مار کے تو بے قلق ہوا
لو جلد میری جاں کہ جگر میرا شق ہوا

---

۴ ۔ دھن گوری، تال قوالی، طرز: تجھے کیا ہے غم اے دیوانے

عمران : کہتی ہے مجھ کو خونی بد اطوار دیکھنا
اے شاہ! اس چڑیل کی تکرار دیکھنا
کس کے گلے میں آنتوں کا تھا ہار دیکھنا

خیرن : بی بی کے دینے کو تھا یہ زیور تجھے ملا
بیٹے کے پیار کرنے کو خنجر تجھے ملا
ضحاک سے بھی درجہ ہے بڑھ کر تجھے ملا

محمود : پہنایا اس نے سوتے میں آنتوں کا تجھ کو ہار
بچے کا جی گیا تو گیا، کیوں نہ کی پکار؟
کیوں سوتے اس طرح پڑے تجھ پر خدا کی مار

عمران : یہ افترا تمام ہے اے شاہ نیک نام
ظاہر ہیں کوتوال پہ اس کے تو سارے کام
صاحب وہ حال اس کا بیاں کیجیے تمام

ایاز : بے شک خراب ہے بہت عورت یہ بدخصال
ہمسایہ سے بھی اس کے سنا میں نے اس کا حال
دس بیس بچوں کا کیا خوں آج تک حلال

محمود : (خیرن سے)

انصاف سے ٹھہر چکی تقصیر وار تو
پائے گی پھانسی کل کو اری نابکار تو
لے جا اب اس کو قید میں اے چوبدار تو

[لے جانا سپاہی کا خیرن کو قید میں - لے آنا
وجہ القمر کو باندھے ہوئے سپاہی کا]

ایاز : انصاف اس کا بھی کرو اے شاہ نامدار!
ہے دختر وزیر یہ عاشق یہ بد شعار

گھر میں اسی کے رات یہ دیتا تھا سب گزار
اس سمت گشت میرا ہوا تھا جو شہریار
چوروں کی طرح دیکھا اسے میں نے راہ میں
لایا اسیر کر اسے دربار شاہ میں

محمود : اے لڑکے اپنا حال تو کر مجھ سے سب بیاں
والد کا تیرے نام تھا کیا وہ بھی کر عیاں؟
کیا کام کرتا ہے ، ترا ہے کس جگہ مکاں
راتوں کو کس لیے بھلا پھرتا تھا تو وہاں
لی آبرو جو تو نے ہمارے وزیر کی
دہشت نہ کیا تھی مجھ سے بھی اہل سریر کی؟

وجہ القمر : وجہ القمر مسمی ہوں میں خانماں خراب
والد امیرالامرا تھے بندے کے اے جناب
آرام سے وہ قبر میں کرنے گئے ہیں خواب
اور یہ رذیل دینے لگا ہے مجھے عتاب
میں جا کے اُن کی قبر پہ روتا تھا رات کو
آتی تھی نیند تو وہیں سوتا تھا رات کو
اک رات مارنے کو مجھے کوئی آیا تھا
دخت وزیر نے مجھے اس سے بچایا تھا
لے جا کے اپنے گھر مجھے اس نے سُلایا تھا
اُس باوفا پری پہ مرا دل بھی آیا تھا
یا تو ملوں گا اس سے یا لٹکوں گا دار پر
صدقے ہوں جاں سے سرو قد نوبہار پر

وزیر : مر جاؤں کیوں نہ ڈوب کے عالی جناب ہائے
دختر نے میری آبرو کر دی خراب ہائے
نازل ہوا خدا کا نہ اس پر عذاب ہائے
کھ تا ہوں دل ہی دل میں بہت پیچ و تاب ہائے
ناپاک جیتی کیوں رہی دنیائے پاک میں
میں گھر کو جاکے اس کو ملاؤں گا خاک میں

وجہ اللہ : کرتا ہوں عرض آپ سے عالی جناب میں
کرتا کب اس کا دامن عصمت خراب میں
اب تک بہن کا دیتا ہوں اس کو خطاب میں
ہونے نہ دوں گا آپ کا اس پر عتاب میں
بدنام کیوں مرے لیے وہ رشک حور ہے
مجھ کو ہی پھانسی دیجیے میرا قصور ہے

محمود : دانا وزیرا کس لیے غم خوار ہوتا ہے؟
جو ہے گنہ گار وہ فی النار ہوتا ہے
کل صبح سر قمر کا سر دار ہوتا ہے
وہ دیکھنا جو غیب سے اظہار ہوتا ہے
اے اہل کار جلد اسے لے کے جاؤ تم
شہزادے سا سنوار کے سولی پہ لاؤ تم

[سپاہی (کا) لے جانا ، سب کا جانا]

باب دوسرا

پردہ نواں

راستہ

[آنا شمس اللقا کا مردانہ لباس میں گاتے گاتے]

شمس اللقا : غزل[1]

ملک عدم میں جو کوئی مقبول ہو نہیں
قاتل ہمارا وہ ہے کہ مقتول ہو نہیں
اس بت کے ساتھ ملک عدم میں میں جاؤں گی
الفت میں اس کی جو کہیں مشغول ہو نہیں
مرجھائے کھل کے بلبل نالاں کے سامنے
باغ جہاں میں ایسا کوئی پھول ہو نہیں

[آنا یقیں کا ، شمس اللقا کو شاہانہ لباس میں دیکھنا[2]]

یقین : گانا[2]

تم پسر ہو کسی داد گر کے
داد دیجے معرفت[4] لطف کر کے ــــ تم پسر
شہزادے شاہ سے کرو ظلم ظاہر
عمران بےداد گر کے ــــ تم پسر

---

۱ - دھن سارنگ ، تال دادرا ، طرز : کب تک ترے فراق کے صدمے اٹھائے دل

۲ - دھن جھنجھوٹی ، تال چاچر ، طرز : مورے رادھا نے بنسی چرائی

والی نہیں کوئی بے کس کا تم ہو
مددگار وجہ القمر کے ـــ تم پسر
گر اس کی جان کو آسیب پہنچا
نہ چھوڑوں میں عمران کو مر کے ـــ تم پسر
غلام وفادار اس کا یقیں ہوں
صدقے ہوں آقا کے گھر کے ـــ تم پسر

شمس اللقا : غزل[5]

جس ستم دیدہ کا دنیا میں مددگار نہیں
اس کا جز خالق اکبر کوئی غمخوار نہیں
شاہ محمود ترے عدل پہ پتھر پڑ جائیں
بے گناہ پائیں سزا اور گنہگار نہیں!
تیرے آقا کا ہوں اک تیری طرح میں بھی غلام
شاہزادہ نہیں ، میں زادۂ سردار نہیں
اے یقیں! حکم قمر کے لیے پھانسی کا ہوا
اب رہے گا وہ سلامت کبھی زنہار نہیں

یقین : غزل[6]

لے چلو مجھ کو اُدھر ، مرا جدھر ہے آقا
کہیے تو بہر خدا میرا کدھر ہے آقا؟
عرض رو رو کے کروں گا یہی آقا سے مرے[7]
آپ کے صدقے کو حاضر مرا سر ہے آقا

---

۵ - دھن کلیان ، تال دادرا ، طرز : تم سلامت رہو محفل کے بنانے والے
۶ - دھن ، تال اور طرز کا حوالہ درج نہیں - غالباً سابقہ غزل کے مطابق گائی جاتی ہو گی - (مرتب)

مری جان جائے، بلا سے ، وسلامت رہ جائے
سب حسینوں میں مرا رشکِ قمر ہے آقا

شمس اللقا :

رشکِ قمر ہے، رشکِ پری، رشکِ حور ہے
اہلِ کرم ہے ، نیک ہے اور بےقصور ہے
جو بخت میں لکھا ہے وہ ہونا ضرور ہے
پھانسی کی جائے یاں سے بہت تھوڑی دور ہے
آ ساتھ میرے واں کہ جہاں پر فتور ہے

[جانا دونوں کا]

باب دوسرا

پردہ دسواں

جائے پھانسی

[پھانسی لٹکی ہوئی نظر آنا، محمودشاہ (کا) مع ایاز (و) وزیر آنا]

محمود شاہ : غزل[1]

صحیح بات میری ہے اے میرے پیارے
وہ ہیں بےگنہ دونوں آفت کے مارے
تو لے کے نوشتہ یہ رکھ پاس اپنے
وزیر آکے صف جب یہاں پر سنوارے
یہ کاغذ تو اس وقت انجان بن کر
گرا دینا چپکے سے آگے ہمارے
تو پھر فیصلہ ہم کریں ان کا ایسا
جسے دیکھ حیرت میں آ جائیں سارے

[وزیر (کا) خیرن اور وجہ القمر کو لے آنا مع جلاد و عمران کے]

محمود شاہ : کیوں دیر کر رہا ہے بھلا اے وزیر تو؟
پھانسی دے جلد دونوں فریبی اسیر کو

[سپاہیاں[2] (کا) وجہ القمر اور خیرن کو پھانسی پر کھڑے کر کے پھانسی ڈالنا، آنا شمس اللقا (کا) لپٹ جانا وجہ القمر کو]

---

۱ ۔ دھن بھیرویں، تال چاچر، طرز : راجپوت لادے رسیا (؟)
(غزل کی بحر طرز کی بحر کے مطابق نہیں ۔ مرتب)

شمس اللقا : نہ دوں گا تمہیں مرنے زنہار دوست
یہ جب تک ہے زندہ وفادار دوست
مجھے مرنے دو ، تم سلامت رہو
قبول عرض میری ہو غم خوار دوست

وجہ القمر : دکھایا مجھے تم نے دیدار دوست
تھا ارمان اتنا ہی غم خوار دوست
میں دیتا ہوں جاں تم رہو رو برو
ہے معراج حق میں مری دار دوست

یقین : مرو تم ، میں زندہ رہوں ذوالکرام
تو کس روز کام آئے گا یہ غلام؟
مجھے پھانسی ہووے عوض آپ کے
کہ تا ہو وفاداروں میں میرا نام

وجہ القمر : کوئی نہیں زمانے میں ہے تجھ سا با وفا
ہے زیبا تجھ سے بندے پہ گر آقا ہو فدا
اے یار! تجھ پہ اب نہیں کچھ میرا حق رہا
تھا اتنے دن غلام ، پر اب بھائی ہے مرا
عمران بھر زر مری لیتا ہے جان تو
اس میں سے تھوڑا دینا اسے بے ایمان تو

عمران : ہے کس کے پاس زرترا، کس کو دیا ہے مال؟
ناحق کا بہتان مجھ پہ نہ کر تو اے بدخصال
مجھ سے نہ آیا جان پہ تیرے ہے کچھ زوال
اپنے ہوا ہے آپ تو فعلوں سے پائمال
تیرا تو حق نہیں ہے پہ یہ بات میں کروں
جو تو کہے تو کچھ اسے خیرات میں کروں
یقین : اپنی زبان روک لے عمران جلد اب
اِس گھر کا ہیں نمک کھاتا ہوں بے ادب
لا کھوں تھے تجھ سے حسن میں پلا کرتے روزوشب
خیرات مجھ کو دینے کے قابل ہوا تو کب؟
پاپوش سے اُڑاتے ہیں مفلوں کا مال ہم
قربان ہو کے آقا پہ ہوں گے نہال ہم
آقا کی اپنے دھولیں اطاعت وہ اور ہیں
دولت کو دیکھ کرتے ہیں چاہت وہ اور ہیں
مطلب کی رکھتے ہیں جو رفاقت وہ اور ہیں
مطلبی نہیں سمجھتے مروّت وہ اور ہیں
ہم بےمروتوں پہ تو پھٹکار کرتے ہیں
آقا کے بدلے سر کو سر دار کرتے ہیں
محمود شاہ : جس نے گناہ کیا ہے اُسے ہوگا بس عذاب
اے بے گنا ہو! تم کو عبث کیوں ہے اضطراب؟
ان دونوں کو تو دور تو جلاد کر شتاب
اور ان گناہ گاروں پہ پھانسی کا ہو عتاب
[سپاہیاں (ڈ) شمس و یقین کو دور کر کے پھانسی کی جگہ
پر لے جانا قمر اور خیرن کو]

جلاد پہلے پھانسی دے وجہ‌القمر کو تو
لٹکانا بعد اس کے زنِ بدگہر کو تو

[دونوں (کا) سجدہ جناب باری میں بجا لانا]

قمر و خیرن : گانا[۵]

چلو چلو ملیں حق سے ہم
شمس و یقین : ہوا ادا ظالموں کا ستم
کرو کرو سرِ تسلیم خم
وجہ القمر : راہ خدا میں ہو ثابت قدم ــ چلو چلو
خیرن : شوہر میرا آخری لے تو سلام
وجہ القمر : رہنا یقین تو یقین ہردم بدم
سب : راہ خدا میں ہو ثابت قدم ــ چلو چلو
شمس اللقا : تنہا جاتے ہو کہاں میں بھی آؤں گا
وجہ القمر : مرے پیارے بھائی تجھے کہاں پاؤں گا
یقین : آقا بے میرے کیا جاتے ہو عدم؟
سب : راہ خدا میں ہو ثابت قدم

[جلاد کا وجہ‌القمر کو پھانسی پر چڑھا کے اس کی گردن میں
پھانسی ڈالنا ، ایاز (کا) جان بوجھ کر نوشتہ زمین پر
گرا دینا۔ محمود شاہ (کا) نوشتہ دیکھ کر کہنا]

محمود شاہ :

یہ بےکار کیسا دیا ڈال کاغذ!
گرا جیب سے تیری کتوال کاغذ؟

---

۵ ۔ انگریزی ، دھن کایسا ، تال قوالی ، طرز: کرو کرو سدا نیک ہی کام

[سپاہی (کا) کاغذ اُٹھا کر شاہ کو دینا ،شاہ کا لفافہ پڑھ کر حیران ہونا]

اے کتوال ! خط آیا تجھ کو کدھر کا؟
نوشتہ ہے یہ تو قمر کے پدر کا
ترے پاس آیا کہاں سے بیاں کر
ارے پُر دغا حال مخفی عیاں کر

ایاز : (فریب سے کانپتے ہوئے)

خدا آپ کو رکھے ہردم سلامت
دیا ہے یہ خط مجھ کو عمراں نے حضرت

عمران : (گھبرا کے اور خفا ہو کر)

یہ کتوال تو جھوٹا اے داد گر ہے
نہیں مجھ کو اس خط کی مطلق خبر ہے

[محمود شاہ (کا) غضب ناک ہو عمران کے منہ پر تھوکنا]

محمود :

تھو ! تیرے منہ پہ لعنتی عمران نابکار!
کتوال خود میں تھا ارے شیطان نابکار!
مجرم تو ہی ہے احمق و نادان نابکار!
ہیں بے گناہ دونوں یہ ذی شان، نابکار!
بیٹے کا اپنے خونی ستم گار خود ہے تو
وجہ القمر کے درپئے آزار خود ہے تو

[وزیر کی طرف مخاطب ہو ، شمس اللقا کو دکھا کے]

محمود : دانا وزیر جانتا ہے اس جواں کو تو؟

وزیر : اس سے نہیں ہوا ہوں کبھی میں تو دو بدو

محمود : یہ بیٹی تیری آئی گنوانے کو آبرو

وزیر : کرنے دو جب تو قتل اسے شاہ نیک خو

محمود : مت ہو خفا ، یہ بیٹی تری نیک ذات ہے
وجہ القمر بھی نیک ہے ، عالی صفات ہے

وزیر : صاحب کو کیا خبر ہے بھلا ان کے عیب کی
آگہی جز خدا کے کسی کو ہے غیب کی؟

محمود : ہر شب کو چھپ کے دیکھتا تھا دونوں کا میں پیار
جز پاک بازی کے نہ تھا کچھ اور زینہار
وجہ القمر کو بیٹا کیا میں نے اپنا ہار!
اب اس کو بیٹی دینے میں کیا تجھ کو ننگ و عار
وجہ القمر کو پھانسی سے فی الفور تو اتار
خیرن بھی ہو رہا کہ نہیں یہ گناہ گار

[عمران (کا) بھاگنا، ایاز (کا) مع سپاہیاں اس کی گرفتاری کے لیے جانا
اور وجہ القمر کے گلے سے پھانسی نکالنا ۔ شمس اللقا (کا) اپنے
والد وزیر کے روبرو دو زانو بیٹھ کے معافی چاہنا ۔ وجہ القمر (کا)
محمود شاہ کے قدموں کو بوسہ دینا]

شمس : (والد سے) مشفق پدر معاف مری کیجیے خطا
دل بستگی قمر سے جو کی میں نے بے رضا

وجہ القمر : اے شاہ دادگر تجھے اللہ رکھے شاد
بر آئی نامرادوں کی دم سے ترے مراد

[آنا ایاز (کا)، عمران کو گرفتار کر کے سپاہی (کا) لے آنا]

ایاز : اگر ہو حکم تو دوں پھانسی اس مردود موذی کو؟
نہ نیکوں کی جماعت میں رکھو موجود موذی کو

محمود : ارے لٹکا دو پھانسی کی رسن میں زود موذی کو
بہت نیکوں کو دی ایذا، کرو نابود موذی کو

[سپاہیاں (کا) عمران کو پھانسی کی جائے پر لے جانا ، جلاد (کا) اس کے گلے میں پھانسی ڈالنا ، خیرن کا دونوں زانو ہو کے محمود شاہ سے عرضِ بخششِ شوہر کرنا]

خیرن :

کس واسطے اے شاہ مجھے کرتے ہو رہا
دنیا میں زندگی کا سہارا مجھے ہے کیا؟
شوہر کو پھانسی ہوتی ہے فرزند مر چکا
تنہا جہاں میں جی کے کروں گی بھلا میں کیا!
شوہر کے ساتھ پھانسی پہ مجھ کو چڑھائیے
دنیا کا سارا غم مرے دل سے بھلائیے

محمود : [خیرن سے وجہ القمر کو ملا کے]

ہے بیٹا بانو آج سے وجہ القمر ترا
مادر ہوئی تو اس کی ، ہوا یہ پسر ترا
لطم کیا ہے جائے موذی یہ شوہر جو مر ترا
ہے والی کیسا بیٹھا ہوا دادگر ترا
نیکی کی فتح اور بدی کی شکست ہے
ہر نیک سربلند ہے ، بدکار پست ہے

[جلاد (کا) تین بار حکم لے کر عمران کو لٹکانا]

محمود شاہ : چلو سب مل کے گائیں گانا خاص و عام نیکی کا
خدا سے مانگیں عالم کے لیے انعام نیکی کا
بدی کا دام کھوٹا ہے، کھرا ہے دام نیکی کا
نہیں ضائع کبھی ہوتا ہے کوئی کام نیکی کا
میں صدقے نیکی پر ہوں نیک ہے انجام نیکی کا

سب : **گانا**[8]

سب سے ہے نیکی تو پیاری دنیا تجھ سے ساری
تو ساتھی ہووے جس کی اس کو ہے پروا کس کی
جو رکھے تجھ کو جاری کیوں ہوگی پھر ناچاری
خدا دے جس کو نیکی خوب اس کی ہے دنیاداری ـــ سب سے
اور بدی ہے شیطانی دنیا ہے تجھ سے فانی
ہو جس سے تیری یاری ہے بے شک اس کی خواری
ہو اس کی من مانی جس میں ہو نہ انسانی
قبضے میں کو ہو سب دنیا لالچ تو بھی رہے جاری ـــ سب سے
ہے نیکی سے سب رونق بدی میں ہووے کب رونق؟
دوزخ ہے بد کا حصہ کیجے گا پورا قصہ
ہے نیکی بس رونق ہے ساری بدی میں بک بک
رکھنا دل سے نیک لوگو نیکی میں کو دایم پیاری

تمام شد

---

۸ ۔ انگریزی، دھن جھنجھوٹی، تال قوالی، طرز : کامل ہے وہ مالکِ ملت میں

حواشی انصاف محمود شاہ

باب پہلا

پردہ پہلا

۱ ۔ اصل : پڑے رہنا (تصحیح قیاسی کی گئی ہے) ۔
۲ ۔ اصل : بیٹھا رہنا ۔
۳ ۔ اصل : کھڑے رہنا ۔
۵ ۔ اصل : اور یقین کا سمجھانا عمران کا ۔
۶ ۔ راگ ، راگنی اور تال کا حوالہ درج نہیں ۔ تمام کھیل میں مسدس غالباً تحت اللفظ ہی پڑھے جاتے تھے ۔ (مرتب)

باب پہلا

پردہ دوسرا

۱ ۔ اصل : بیٹھا ہوا ۔
۴ ۔ اصل : سردار کے سرون

باب پہلا

پردہ تیسرا

۴ ۔ اصل : ستاتا ہے

۵ - دکنی محاورہ ، ورنہ دکھائی ہونا چاہیے -
۷ - اصل : ان کا فرزند ہے تو دل نند -

باب پہلا

پردہ چوتھا

۲ - اصل : ہو گا -
۵ - اصل : ناداں ، جو بے معنی معلوم ہوتا ہے -
۶ - اصل : محمود شاہ ایار کو گلے لگانا -
۸ - اصل میں یہ جملہ یہیں تک ہے ، معلوم ہوتا ہے آگے کچھ اور عبارت ہوگی جو چھپنے سے رہ گئی ہے -

---

باب پہلا

پردہ پانچواں

۲ - اصل : تیغ پھیرتا ہاتھ میں لے کے -
۳ - اصل : پہن کے -
۶ - رباعیات کے تحت جو اشعار دیے گئے ہیں ، رباعی کے اوزان میں نہیں ہیں ، انھیں قطعات کہنا زیادہ مناسب تھا - (مرتب)

باب پہلا

پردہ دسواں

۱ - یک بازو : اس سے غالباً یہ مراد ہے کہ یقین ایک طرف ہو کر

اس طرح گا رہا ہے کہ وجہ القمر کی نیند میں مخل نہیں ہو رہا ۔ (مرتب)

۲ ۔ سر پر : بمعنی سرہانے ۔

باب دوسرا

پردہ پہلا

۱ ۔ اصل میں ان اشعار پر رباعی لکھا ہوا تھا ۔ دونوں اشعار رباعی کے وزن میں نہیں ہیں اس لیے عنوان کی تبدیلی مناسب معلوم ہوئی ۔ (مرتب)

باب دوسرا

پردہ دوسرا

۲ ۔ ایک ہی مصرعے میں ، میں اور ہمارا کا ہم معنی ہونا شترگربہ کا عیب پیدا کرتا ہے ۔

۳ ۔ اصل عنوان رباعی تھا ، دونوں اشعار مل کر قطعہ بند ہو سکتے ہیں ۔ رباعی کا وزن ان میں نہیں ہے ۔ (مرتب)

باب دوسرا

پردہ تیسرا

۲ ۔ (حاشیہ) مصرع بالکل تشنہ ہے اور تُک بندی کے سوا کوئی

حیثیت نہیں رکھتا ۔ شاید کچھ اس طرح با معنی ہو جائے
ہے بحر عالم میں زندگی اے بشر مثالِ حباب تیری

باب دوسرا

پردہ چوتھا

۱ ۔ اصل : وہ چور ۔

باب دوسرا

پردہ پانچواں

۶ ۔ ظالم کے : مراد ہے ظالم کے لیے یا تیرے ۔ دکنی محاورہ بمعنی تجھ اور مراد ہے اے خدا کیا تجھ ظالم کے گھر میں ۔ کیونکہ آگے جا کر عمران کے مکالمے سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے ۔
(مصرع ثانی) تذکیر و تانیث کا دکنی قاعدہ ورنہ دنیا کے ساتھ کرتی آنا چاہیے ۔
۷ ۔اصل عنوان رباعی تھا ۔ دونوں اشعار رباعی کے وزن میں نہیں ہیں ۔
۸ ۔ (ص ۲۰۹ س ۱۷ 'رکھا' پر) دکنی محاورہ ۔
۹ ۔ متن میں نمبر ۹ کی بجائے غلطی سے نمبر ۱۱ چھپ گیا ہے ۔
۱۰ ۔ دونوں اشعار رباعی کے وزن میں نہیں ہیں ۔

باب دوسرا

پردہ چھٹا

۵ ۔ اصل : سیمبر ۔

۷ - اصل : "تم" کے بعد "کی" محذوف ہے -

باب دوسرا

پردہ آٹھواں

۱ - اصل : اس کی -
۲ - اصل : کئے - دکنی محاورہ بمعنی کیا - (ص ۲۲۱ ، س ۱۴) -
۴ - اصل : اہل کار جا کے لے آنا -
۵ - اصل : صاحب وہ حال اسکا نہ کیجیے - متن میں تصحیح قیاسی کی گئی -

---

باب دوسرا

پردہ نواں

۲ - اس کے بعد لکھا تھا : "کہنا ظلم عمران کا" جو حذف کر دیا گیا -
۴ - مرے - دکنی محاورہ بمعنی مجھے -
۷ - مرے بمعنی اپنے ، دکنی محاورہ -
۸ - بخت میں : قسمت میں -

باب دوسرا

پردہ دسواں

۲ - سپاہیاں : دکنی طریقۂ جمع -

۳ - اصل عنوان رباعی تھا ، اشعار کے اوزان ، رباعی کے اوزان سے مختلف ہیں -
۴ - اصل : مریں تم - مریں کے ساتھ "آپ" ہونا چاہیے تھا -
۶ - اس جگہ یہ بات پیش نظر رہے کہ شمس اللقاء مردانہ لباس میں ہے ، جس طرح نویں پردے کے آغاز میں واضح کردیا گیا تھا -
۷ - بیٹا کیا : بیٹا بنایا -